UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222603
UNIVERSAL
LIBRARY

بعون صناع یکمین و کان فضل خلاق مین زمان

دیوان فصاحت بنیان ملک الشعرای جهان فخر هندوستان شکسته دامن حضرت شانه دیلوی مرحوم الموسوم باسم تاریخی

گنجینهٔ سخن

منقول از کتابخانهٔ حکیم میر علی اوسط صاحب اعلی بفیروز الشعرا سید علیخان شهید دام ظله و حرم خاص کرده مصنف به تصحیح حکیم ضیاء الحسن صاحب

در مطبع مرآة الاخبار مطبوع گردید و مقبول اهل جهان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمنے وصف گوہر عرفان کو جب لکھنا کیا
موج سے مسطر کشیدہ صفحۂ دریا کیا

ہوگیا احمد ہی اپنی میم مظہر سے احد
اسمین کچھ پردا نہین ہی نام کا پردا کیا

عین علم حق نظر آیا اوسے عین علیؑ
صورت آئینہ جس نے چشم دل کو وا کیا

دست قدرت ہی سمیری نظر فرمین ذات بخشن
بے سبب اللہ نے انکو نہین یکجا کیا

شش جہت کی کس سی ہو رونق بجز بارہ امام
آپ حق نے سب کو مالک دین و دنیا کا کیا

شمع ایوان خدا ہین چار و معصوم پاک
جنسے ان چودہ طبق کو روشن اور اجلا کیا

زاہدا انمین نہ کیون ہو جلوہ گر نور خدا
خودنمائی کے لئے اوسنے انہین پیدا کیا

سینہ کو بی دلخراشی گریہ و آہ و فغان
ہمنے عشق پنجتن مین دیکھنا کیا کیا کیا

ئی بھی لخت جگر آنسو کے نہ نکلا ساتھہ
اوٹھا جہان سے ایسا سیاہ کا ٹکڑا

ن کشتہ اوسکی خط سبز کا ہون کہنیا
میری مزار پہ ایک برگ گاہ کا ٹکڑا

خون کے ہاتھہ سے یارب کدہ نکل جاوے
لگے ہے اوڑکے ہر ایک سنگ راہ کا ٹکڑا

لک کو پیٹ دیکھائی بہلا نہ کیونکہ ہلال
لیا ہی چھین جو اس داد خواہ کا ٹکڑا

ن اپنے یار کو یوسف سے کیونکہ دون تشبیہ
کہ یہہ ہی مہر لقا وہ ہے ماہ کا ٹکڑا

یغ موج سے دریا حباب کو دہمکا
کہ سر کے ساتھہ ہے اوسکے کلاہ کا ٹکڑا

نصیر چہرۂ روشن پہ اوسکے زلف نہین
یہہ چاند پر ہے اک ابر سیاہ کا ٹکڑا ۱

ن نے بٹھلا کے جو پاس اوسکو کھلایا بیڑا
قتل پر میرے رقیبون نے اوٹھایا بیڑا

عل آتش پر دو فلک تک ہوگی
مل کے جسوقت مسی تمنے چبایا بیڑا

زخرو ہو کے یہہ کس سو نہہ سے تو اب کہتا ہے
مینے کس روز تیرے ہاتھہ سے پایا بیڑا

ری اور آپکی مجلس مین بگڑ جائیگی
تمنے دینے کو کسی کے جو بنایا بیڑا

برنجتی کہون کیا اپنی کہ وہ جان گیا
پڑہ کے افسوس نہین کہلانیکو جولایا بیڑا

ل کر دونگا ابھی بزم مین مونہہ کتھون سے
ہاتھہ سے تو نے کسی کو جو کھلایا بیڑا

اے نصیر اوسکے گلے کا ہون نہ کیونکر ہار
آج گلرو نے مجھے دیکھہ چبایا بیڑا

ت لب پر ہے تیرے یہہ خط ریحان ایسا
مونہہ تو دیکھو لگے یاقوت رمخ خان ایسا

سر زمین لف مین کیا دل ٹہکانے لگ گیا — اک مسافر تھا سر منزل ٹہکانے لگ گیا

گلشن ہستی نہین جائے شگفتن اے صبا — دیکھہ جو غنچہ کیا یہان کہل ٹہکانے لگ گیا

آبرو رکہہ لی خدا نے اوسکی ہمچشمون مین آہ — تیغ ابرو کا ترے گہایل ٹہکانے لگ گیا

فرصت یکدم پہ ابہرے تھا حباب آب جو — تھا جو نقش صفحہ باطل ٹہکانے لگ گیا

جان شیرین دی ترے عاشق نے بھی جون کوہکن — سر سے اپنے مار کر ایک سل ٹہکانے لگ گیا

رکہہ قدم ہشیار ہو کر عشق کے منزل مین آ — جو ہوا اس راہ مین غافل ٹہکانے لگ گیا

چہانو مین نخل خرمہ کی لوٹتا ہے طفل اشک — خاک مین یار فتہ رفتہ تل ٹہکانے لگ گیا

آشنا کوئی نہ دیکہا غرق بحر عشق کا — ایکدم مین جو تہ ساحل ٹہکانے لگ گیا

بیکلی کیونکر نہو دے اوسکی فرقت مین نصیر
عشق مین اوس گلبدن کے دل ٹہکانے لگ گیا

دیکہیے جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا — بن گیا آئینہ جو کی مونہہ کو خاکستر لگا

چشم نقش پا سی ہین پامال حسرت دیکہیے — گوشۂ دامن کو اپنے اور بہی ٹہوکر لگا

دیر کیون کرتا ہے پہر کیا جانئے کسکا ہو دور — ساقیا لب سی ہمارے تو لب ساغر لگا

خط کے آنیسے پڑا ہے شور ملک حسن مین — دان کر سورج گہن کہتے ہین اے دلبر لگا

دیکہیے یہہ جانفشانی کیا دیکہائیگی ہمین — تیرے مونہہ سے تو لہو ہیوہ چشم تر لگا

کس طرح لغزش ہوا ہے استقامت کو ترے — شمع سان محفل مین تیری ہی قدم سی سر لگا

مثل نقش پا یہان ممکن نہین ہے بیٹہنا — اے مسافر اوٹہہ کہین اور دوش سی بستر لگا

دل مجروح کو دکھلا نہ تاب چہرۂ روشن
کہ زخمی کو مضر ہے چاندنی کے مار جانیکا

نہین سایہ کی کچھ حاجت سیہ کاروں کی قبر پر
کرے ہے ابر رحمت کام دیکھو شامیانے کا

وہ آئینہ مین کیا عکس رخ گلنار دیکھے ہے
ہنر ہے یا دا وسکو آگ پانی مین لگانیکا

نہین رکھتی ہے یہ فکر معیشت کسکو گردشمین
کہ سنگ آسیا بھی ہے سدا محتاج دانے کا

دکھاتا ہے تو دکھلا بام پر تک جلوۂ قامت
قیامت کو نہین کوئی کسی کے کام آنے کا

غزل رنگین کوئی پڑھ اے نضیر اب بزم یار انمین
یہی تو وقت ہے اپنی زبان دانی جتانے کا

کرے اوس کوچے سے جینی کی کیا تدبیر دل میرا
کہ موج اشک سے ہے پاے در زنجیر دل میرا

زمین پر اوس نے دی پھینکا ہے طفل اشک کو دیکھو
ہوا ہے آج جو شرگا نگا دامن گیر دل میرا

بیان سوز غم اس صفحہ گردون پہ اے ہمدم
سدا کرتا ہے کلک آہ سے تحریر دل میرا

نہین اس دور مین ڈر سا قیامت کا حوادث کا
بغل مین ہے برنگ شیشہ تصویر دل میرا

کوئی سوچا ہے اپنے قتل کا مضمون اسی قاتل
پڑھے ہے دمبدم جو مصرع شمشیر دل میرا

رکھے ہے مو نہ مین یہ انگشت حیرت کے امکان کو
کیا ہے سہم کچھ کہا کرنہ تیرا تیر دل میرا

جہا مین زندگانی کو یہہ اپنی ہیچ سمجھے
تری وصف کمر کو گر کرے تقریر دل میرا

کہین شب خوابمین دیکھا ہو اوسکی زلف مشکین کو
خطا ہی پوچھے گر اس خواب کی تعبیر دل میرا

خیال چشم جانان کیا نضیر اب مجکو رہتا ہے
بیابان محبت مین ہے آہو گیر دل میرا

کیا کہئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہہ بھی
اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

خال رخ اوس نے دکھایا نہ دوبارا اپنا
ابھی گردش مین کوئی دن ہے ستارا اپنا

دل ودین وخرد وصبر کجا کو آرام
گھر لٹا ہمنے دیا عشق مین سارا اپنا

بولی صیاد سے بلبل کہ نکر گل سے جدا
تختہ باغ ہے تختہ یہہ ہزارا اپنا

سیر کی ہمنے جو کل محفل خاموشان کے
نہ تو بیگانہ ہی بولا نہ پکارا اپنا

مثل نے ہمنے تو فریاد بہت کی لیکن
کوئی ہمدم نہوا آہ ہمارا اپنا

دل ہوا چاہ ذقن ہی مین غریق حسرت
اوسمین غواص نظر گرچہ اوتارا اپنا

کہل گیا عقدۂ ہستی وعدم مثل حباب
لب دریا یہہ ہوا جب کہ گذارا اپنا

پیرہن اوس کو ہوا خلعت شاہی کہ نصیر
جس نے یہہ پیرہن خاک اوتارا اپنا

دانت کیون کہتا ہی دلپر توستانے سے جدا
یہہ تو ہی مضمون رنگین بان کہانے سے جدا

سر پہ رات آئی کہان ہی زلف کو چہرہ پہ کھول
دن دئی ہوتا ہے مجھسے کیون بہانے سے جدا

بات پیش آنی تھی آئی پیش اپنے ہی دلے
ہوکے پیشانی پہ تیرے آستانے سے جدا

کر گئی ہی جس سے رخ تری سن ای ابروکمان
تیر مژگان تب سی پڑتا ہے نشانے سی جدا

مرتبہ ہی غوث کا تیرے شہید ناز کا
سر جدا تن سی پڑا ہے ہاتھہ شانے سے جدا

میری خلوتخانۂ دل کے بھی اکدن سیر کر
جانمن ہے چشم یہہ دیوانخانے سے جدا

آنکھون سے تجکو یاد مین کرتا ہون روز و شب
بید ید مجھسے کس لئے بیگانہ ہوگیا

باور نہین تو اشک مسلسل کو دیکھ لے
دست ثمرہ مین سبحہ صد دانہ ہوگیا

کہتے ہین اوس کے سلسلہ زلف مین نصیر
دل بھی مرید اب صفت شانہ ہوگیا

داغ سینہ جب میرا مہر درخشان بنگیا
صبح صادق کیطرح چاک گریبان بنگیا

نالہ بلبل کی کیا تاثیر شور انگیز ہے
قطرۂ شبنم سے زخم گل نمکدان بنگیا

سیر اے ابر بہاری پھر تجھے دیکھلائینگے
پاٹ دریا کا اگر گریہ سے دامان بنگیا

شیشہ دل مین ہی بند اب اوس پری رو کا خیال
داغ اوسکے مونہہ پہ کیا مہر سلیمان بنگیا

رنگ دست آویز الفت دیکھکر کہتی ہے حنا
انتوہا ہاتھون ہاتھہ سودا تجھے جانان بنگیا

طالع برگشتہ مین کس سے گلہ اپنا کرون
دوستدار اپنا جو تھا سو دشمن جان بنگیا

کیا ہوے تشریف فرما حضرت عشق اے نصیر
سینہ داغون سے میرا رشک گلستان بن گیا

سیر کیفای وعدہ پر جو شب کو دلدار اوٹھہ بیٹھا
سنو شامت نصیبونکی کہ چوکیدار اوٹھہ بیٹھا

جو حرف قم باذنی کہہ کے وہ دلدار اوٹھہ بیٹھا
ہر ایک خواب عدم سے طالب دیدار اوٹھہ بیٹھا

خیال لب مین گویا تھی تری تاثیر یاقوتی
نلے سکتا تھا جو کروٹ سو وہ بیمار اوٹھہ بیٹھا

کہون کیا بخت خوابیدہ کی تجسے بات اے ہمدم
سیر پانو کی وہ آہٹ سے ہو بیدار اوٹھہ بیٹھا

بسان نقش پا فرش زمین پر تھا جو آسودہ
تری ہاتھون سے وہ بھی چرخ کجرفتار اوٹھہ بیٹھا

گل کیا ہے جسکے جانب دیکھئے نظر وہ بہر کر
نرگس ہے چشم اوسکی قد ہے نہال اوس کا

تیرا شہید تجھسے تکفین طلب نہین ہے
جل لاش پر تو اوس کے گر ہے خیال اوسکا

جلے جواب نامہ جاتی یہ داغ دل ہے
تا رکفن ہے تن پر ہر ایک بال اوسکا

خط سے نصیر اوس کے کیا حسن کی ہے رونق
تھا عارضی جہانمین گویا یہ بال اوس کا

رنگ سیلا نہ ہوا جامۂ عریانی کا
سرو سامان ہی ہمین بیسر و سامانی کا

آئینہ دیکھے ہے وہ اور اوسے آئینہ
زور عالم ہے دلا عالم حیرانی کا

دم ہستی پہ حباب اپنی عبث اترہے
آنکھ کھلتے ہی مقام اوس پہ کہلا فانی کا

تشنگی خاک بجھے اشک کے بہ جانے سے
عین برسات مین بگڑے ہے مزا پانی کا

زلف گر کھینچ سکے یار کی تو شانے سے
ہاتھ یکدست قلم کیجئے گا مانی کا

جھڑ گئی ابر بہاری کی بھی شیخی لیکن
نہ گھٹا زور میری اشک کی طغیانی کا

اے جنون روز رہی جبکہ وہ دامن سے لگا
ہون قدمبوس نہ کیون خار بیابانی کا

کیون نہ انگشت نما ہو ے ہلال ابرو
زور عالم ہی تیری قشقۂ پیشانی کا

دل زنجیت لف تبان چشم کا باندہے خیال
یاد مضمون ہی پریشانی کو پریشانی کا

جام اپنا جو بنا آبلۂ داغ نصیر
دل نے ساماں کیا کس کی یہہ مہمانی کا

سوے خاک اور کہین نہ پایا نشان ہر ایک بے نشانکا
کر چشم نقش قدم سو دیکھا سراغ یاران رفتگانکا

جلوہ گر آب پہ یہہ قطرۂ سرخ نہین — مونہہ سے اوگلے ہے پڑا لعل بدخشان دریا
آنکھہ مارے ہی ہر اک چشم کو اک پہ چشمک — چرخ ہشتم سے ہی کیا وست و گریبان دریا
موج زن دود چراغان نہ ہوا پر سمجھو — شانہ کرتا ہے اوٹھا کاکل پیچان دریا
گردش چشم دکھاتا ہی نہین ہے کشتی — مردمان آنکھہ لڑاتا ہے یہہ طوفان دریا
یہہ غلط ہی جو کہین ہم کہ کنول روشن ہی — ہین نمایان ترے داغ دل سوزان دریا
سکل خورشید لگا اپنی جبین پر ٹیکا — تا ہو نیچشم نہ رشک مہ تابان دریا
اسکو تو عکس چراغان نہ سمجھہ غور سے دیکھہ — ابر دے موج پہ چینٹا ہے یہہ افشان طپیا

ہر بہنور چمکے ہے کیا جوش چراغان سے نصیر
خود نمائی کو بنا سرو چراغان دریا

بعشق لالہ رخان کون غمگسار رہا — یہہ داغ دل ہی جو دیکھا تو ہم کنار رہا
ہزار حیف کہ مانند شیشۂ ساعت — میری طرف سے ترے دلمین ہی غبار رہا
نہ پوچہہ کچہہ شب ہجران کی بات رشک فرو — کہ مجہہ پہ کیا ستم تازہ و لفگار رہا
گلے مین تونے وہان موتیونکا پہنا ہار — یہان یہہ اشک مسلسل گلے کا ہار رہا
ہوے ہین ہاتہہ سی الفت کے اسقدر مجبور — کہ دل سے صبر گیا ہم سے اختیار رہا
بسان نقش قدم جبکے تیرے کوچے مین — اگر رہا بہی تو بس اک یہہ خاکسار رہا
کہلا اوسی یہہ جہان مین یہہ عقدہ ہستی — جو کوئی سر بہ گریبان غنچہ وار رہا
الم سے اسکے دل پر داغ کا نہ بگڑا کچہہ — خزان بہی ہوگئی پر موسم بہار رہا

دام مین سر رشتہ الفت کے کھینچ اوس کو نصیر
موہنی شب کو کسی سے سیکھہ کر توست جگا

آہ سیکھے ہی میری اوس سے لگانا تیر کا
چرخ سرکش بن رہا ہے جو نشانا تیر کا

چھٹ دل عاشق نہتا ظالم بھکانا تیر کا
اب ہوا خاطر نشین دیکھا نشانہ تیر کا

زخم سینہ سے عیان ہی چاک دل سے دیکھہ بھال
جانمن تو نے غلط سو فار جانا تیر کا

مرد میدان کہیت کب چھوڑے ہین اوتھان بسر
نیشکر سے کم نہین ہے اوسکو کھانا تیر کا

مرگ کا پیک آن پہنچا لگتے ہی پیکان تیر
خالی اے بدکیش کب تھا سچ ہی آنا تیر کا

تیر خاکی ہے ولیکن سرمہ آلود اوسکی دیکھ
مرغ دل سمجھے ہی کیا ہوگا نشانا تیر کا

سان پر لگوا کے تو مژگان ناوک صید کر
نالب زخم جگر پر ہو فسانہ تیر کا

گرچہ نو مشقون مین ابتو شہرہ آفاق ہے
سیکھہ تو ابرو کمان مجھسے لگانا تیر کا

ضعف پیری سے کمان قامت ہی اور ناوک آہ
چھوڑنے والا ہون مین بھی ایک زمانہ تیر کا

چشم دلبر سے نکلتی جب سے دل پر اے نصیر
چھٹ مژہ اوس کی نکال اوس نے نجانا تیر کا

جو آئینہ رو کو مکدر کرون گا
تو کس شکل سے دلمین پھر گھر کرونگا

نہ وہ قصہ زلف سر گر کرون گا
بسر زندگانی مین کیونکر کرون گا

یہہ سوچے ہی ہر جون نقش پار رفتہ
مین اک دن سر خاک بستر کرونگا

وہ آتا ہے اے مردم دیدہ دیکھو
تمہین چشم کے گھر سے باہر کرونگا

خنجر و تلوار تک نوبت نہ پونچی جنگ کی | صلح کا مذکور لا اب درمیان بہر خدا

فکر زاد راہ ہے کچھ تجکو بھی ہان اے نصیر
عمر کو غفلت مین مت کھو رائیگان بہر خدا

مین ضعف سے جون نقش قدم اوٹھہ نہین سکتا | بیٹھا ہون سر خاک پہ جم اوٹھہ نہین سکتا
اے اشک رواں ساتھہ لے آہ جگری کو | عاشق کہین بے فوج و علم اوٹھہ نہین سکتا
سقف فلک کہنہ مین کیا خاک لگاؤن | اے ضعف دل اس آہ کا تہم اوٹھہ نہین سکتا
سر معرکہ عشق مین آسان نہین دینا | گاڑی ہے جہان شمع قدم اوٹھہ نہین سکتا
ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور | دل سے خلش خار الم اوٹھہ نہین سکتا
دلبر ہے میرے خیمۂ سر آبلہ استاد | کیا کیجیے کہ یہہ لشکر غم اوٹھہ نہین سکتا
ہر جا متجلی ہے وہی - پردۂ غفلت | اے متکلف دیر و حرم اوٹھہ نہین سکتا
یون اشک مین پر ہین کہ منزل کو پہنچکر | جون قافلہ ملک عدم اوٹھہ نہین سکتا
رو رو کے لکھا خط جو اوسے مین نے تو بولا | اک حرف سر کاغذ نم اوٹھہ نہین سکتا
ہر دم لب فوارہ سے جاری یہ سخن ہے | پانی نہ ذرا جمین ہو دم اوٹھہ نہین سکتا
مین اوٹھہ کے کدھر جاؤن ٹھکانا نہین کوئی | میرا ترے کوچہ سے قدم اوٹھہ نہین سکتا
مہندی تو سراسر نہین پاؤن مین لگی ہے | تو بہر عیادت جو صنم اوٹھہ نہین سکتا
بیمار ترا صورت تصویر نہالی | بستر سے ترے سر کی قسم اوٹھہ نہین سکتا
مین شاہسوار آج ہون میدان سخن مین | ق رستم کا میرے آگے قدم اوٹھہ نہین سکتا

ماہ نو دیکھہ کے دل ملتجی چرخ نہ ہو
ٹک لب نان کے لئے ہاتھہ نہ نادان پھیلا

یون تہ زلفت ہو دہان خال کہ جون دصیاد
دام مین دانہ پے مرغ خوش الحان پھیلا

پاٹ دریا کا بنا دامن صحرا یکدست
سیل اشک آج غضب دیدۂ گریان پھیلا

خواہش وصل مین مر کر بھی لحد کے مانند
ہمنے آغوش دیا اے مہ تابان پھیلا

دیکھہ لینا تو نصیر ایک نیا چرخ کبود
دود آہ سحری گر شب ہجران پھیلا

خاک مین جب دفن مجنون جانب ہامون ہوا
دیدۂ آہو چراغ تربت مجنون ہوا

جلوۂ رنگ شفق جب ساقیا افزون ہوا
چرخ مینا فام مینائے مے گلگون ہوا

ہے غرور حسن بیجا اے شہ خوبان دہر
عارضی دولت پہ کیون تو وقت کا قارون ہوا

چشم خون افشان سی پہر آنے لگے اشک سفید
معدن یاقوت سے پیدا دُر مکنون ہوا

ہم دکہائین گے تماشا تجھکو پہر سرو چمن
دل سے گر سرزد ہمارے نالۂ موزون ہوا

اک نظر مین کر کے مفتون دہ یہ فرمانے لگے
تجھے سحر سامری کیا چشم پر افسون ہوا

کیا کہون خال لب جانان کی کیفیت نصیر
نشہ مے کے برابر نشہ افیون ہوا

بالش سر چاہیے نے مسند زر زیر پا
ہم گدا ہین خاک کا کافی ہی بستر زیر پا

روندئے لخت دل عاشق کو کیونکر زیر پا
پارہ مینا کا رکہنا کب ہے بہتر زیر پا

کہتے ہین وہ مل کے میرے دیدۂ تر زیر پا
ہم بھی طوفان ہین کہ رکہتے ہین سمندر زیر پا

فرش خاکستر پہ وہ بیہیات سوتے ہین پڑے — روز و شب رہتے تھے جنکے سمندر زیر پا

گہر ہین درویشون کے ست سمجھو یہ نقش بوریا — موج زن ہی بہر پا بوسی سمندر زیر پا

تیرے ہی زد یک کچھ رتبہ مرا بالا نہین — ورنہ بلبل تو رکہے ہے گل کو اکثر زیر پا

اپنے تو آسودگان خاک کے ست خاک کو — کیجیو پامال رکہہ کر اے ستمگر زیر پا

فتنہ خوابیدہ گر جاگا تو ظالم دیکہنا — دفعتاً ہوگا ترے اک شور محشر زیر پا

تیسری بھی پڑہ غزل بزم سخندان مین نصیر
جسمین ہو ثابت یہ رنگ طرز دیگر زیر پا

کب ہے کفش پشت ماہی تیرے دلبر زیر پا — ماہ یہہ پابوس ہے قالب تہی کر زیر پا

میرے نالے کے نہ کیون ہو چرخ اخضر زیر پا — خطبہ خوان عشق ہے رکہتا ہے منبر زیر پا

نہ فلک سر کو رکہین اپنے نہ کیونکر زیر پا — تہا تمہارے یا علیؑ دوش پیمبر زیر پا

خوب روتا ہون مصیبت رفتگان کی یاد کر — جب کوئی آجاے ہے رستے مین کنکر زیر پا

اے سلیمان زمان باز آکہ ہون مور ضعیف — دیکہہ جا بندے نہ مل تو مجکو رکہہ کر زیر پا

خال تیرے لب پہ ٹہرا کسطرح سو ورنہ یہان — جون سیندا و چلے ہی وہ ہو جسکے اخگر زیر پا

عیب خود بینی نہ تھا معلوم اوسکو ورنہ یان — آئینہ کو توڑ کر رکہتا سکندر زیر پا

مزرع دنیا مین وہ ہی عاقبت سرسبز ہے — دانہ سا جو خاک مین مل کر رہتا ہے

صاف دل کے رہگے رتبہ سربلند ونکا ہے پست — آب مین آتا نظر ہے چرخ اخضر زیر پا

سرور ہر دو سرا اپنا ہے ختم المرسلین — دیدہ کونین ہو اوسکے نہ کیونکر زیر پا

یعنی یا تو ہم سے تجکو اخلاص کی وہ صورت | یا فاتحہ بھی پڑھنے مرقد پہ تو نہ آیا

ہر دم نصیر رہ تو امیدوار رحمت
تیری زبان پہ کس دن لا تقنطو نہ آیا

اشک کیا دیدۂ تر سے سر مژگان نکلا | نور چشم اسکو سمجھتے تھے یہ طوفان نکلا
آہ دل سے نہ غم دوری جانان نکلا | صاحب خانہ بنا گھر سے نہ مہمان نکلا
یہ نہین شعلہ دل شمع سے باران نکلا | نادک عشق کا سینہ سے پیکان نکلا
لخت دل چشم سے نکلے ہے تعجب ہے مجھے | تھا صدف سے نہ کبھی لعل بدخشان نکلا
پاکری کونسے خوش قد کی کریگا اے سرو | تو کمر سے ہے جو بادہ ہوے دامان نکلا
بانگ ناقوس ہوئی شیخ کو لبیک حرم | بخدا جب بت غارت گر ایمان نکلا
کر گل اندام کی ہے تنگ دہانی کا خیال | غنچہ گل جو صبا سر بگریبان نکلا
حلقۂ زلف مین تھی تاب رخ اوسکی یہ دو چند | شب کو ہالے مین نہ ہرگز مہ تابان نکلا
پہرتے ہین سینہ پر داغ کو ہم تو کہولے | پر نہ تو بہر تماشائے چراغان نکلا
مصحف رخ ہے بغلمین لئے دیکھو وہ خال | جسکو سب کہتے تھے ہندو وہ مسلمان نکلا

مطلع ابروے دلدار کو دیکھا جو نصیر
تو ہلالی کا نہ جز دان سے دیوان نکلا

فریدون کوئی یا کہ بہرام ہوگا | ولے عاقبت گور سے کام ہوگا
جو تو ہی نہ دل مین دلارام ہوگا | تہ خاک پہر خاک آرام ہوگا

روے جب تاک کے اوس نرگس مخمور کو ہم
جوگرا رشک سے وہ دانہ انگور رہوا

خط کے آنے سے سر مو نہ رہیگا یہہ حسن
عارضی مال پہ کیون اپنے تو مغرور رہوا

حشر پر بانہو کیون مرنے سے سردار وے کے
اس طرح نام کسی کا نہین مشہور رہوا

خلق کہتی تھی کہ خورشید ہی اک نیزے پر
جلوہ گر دار پہ جبدم سر منصور رہوا

باغبین سب سے چورائین نہین آنکہین تجھے
شاید آسیب تجھے نرگس مخمور رہوا

اوسکی کیا نیش مژہ سے ہے مشبک کہ نضیر
آہ یک لخت یہ دل خانہ زنبور رہوا

دل کو کس صورت سے کیجے چشم دلبر سے جدا
شیشۂ مے کو نہین رکھتے ہین ساغر سے جدا

اوسکے بحر حسن مین مت چھوڑ ایدل تا رزلف
غرق ہوجاتی ہی کشتی ہو کے لنگر سے جدا

عشق مین شیریں کے تو نے جان شیریں دی ہی آہ
نقش تیرا کوہکن ہو کیونکہ پتھر سے جدا

چشم یہ تجھسے ہے یارب تا نہو لیل و نہار
چشم اوس پردہ نشین کے رخنہ در سے جدا

کندہ اس مہ کے نگین دل پہ تیرا نام ہے
اسکو اپنے خاتم دل کے نگہ گہر سے جدا

اسکو کہتے ہین محبت شیشہ ساعت کو دیکھ
ایک کے ہوتا نہین ہی دوسرا برسے جدا

نہ کیونکہ اشک مسلسل ہو رہنما دل کا
طریق عشق مین جاری ہی سلسلہ دل کا

دکھا کے دست حنائی نہ خون بہا دل کا
کہ اور رنگ سی لونگا مین خون بہا دل کا

مین طفل اشک کو مژگان پہ دیکھ حیران ہون
کہ نو رسیدہ ہے یا ہے یہ بالکا دل کا

تو آئینہ پہ نہ اپنے کر اے سکندر ناز
کہ ہم بھی رکھتے ہین جام جہان نما دل کا

سیر گل کشت چمن کیا مین نے کی اے سرو قد
اک قیامت میرے سر پر تیرے لائی گھٹا

ہجر مین اوس گلبدن کے دل گھٹا جاتا ہے جو
کیا دکھاتا ہے تو اے طاؤس صحرائی گھٹا

اوس کو بھی شان و جلال اب اپنی دکھلا دے نصیر
دیکھنے آئی ہے تیری عالم آرائی گھٹا

تم اپنے دل کے سوا مت لو نام شیشہ کا
کہ لین گے ہم اسی پتھر سے کام شیشہ کا

بلا دے ساقی کوثر شراب عشق مجھے
زبان پہ ذکر رہے ہے مدام شیشہ کا

نہ کیونکہ دل کو ہو وابستگی اوس ابرو سے
سوائے طاق نہین ہے مقام شیشہ کا

مقام دیدۂ عاشق کی سیر کر بے دید
کہ کیا ہے گھر یہ بنا ہے تمام شیشہ کا

حباب پوچھے ہے کب اس دل مصفا کو
جہان نما ہے یہ ساغر وہ جام شیشہ کا

یہ منہ سے لگ کے دکھاتا ہے مجکو کیفیت
نصیر دل سے ہون مین تو غلام شیشہ کا

دل سے اوس زلف سیہ کا تو نہ مذکور گیا
لیکن آنکھون سے وقار شب دیجور گیا

مر کے دنیا سے ترا عاشق رنجور گیا
حیف تو ہاتھ اوٹھانے نہ سر گور گیا

زخم گل کا نہوا قطرۂ شبنم سے علاج
یارب ایسا اثر مرہم کافور گیا

سر سے جون نقش قدم ہاتھ اوٹھایا جسنے
تیرے کوچے سے کب اٹھہ اپنے وہ مقدور گیا

آج گر تو نہ مکدر ہو تو یہ حیرت ہے
آئینہ صاف بایں دگر گہور گیا

لو لگائے تو ہے اوس غیرت خورشید سے شمع
خاک ہو شمع کہ منہہ کا ترا اسنے نور گیا

اوس لب جان بخش سے مین اور تو سب کا مینا
واے قسمت ایک مین بوسہ کا سایل رہگیا

دیکھہ کر چہرہ مخطط اوس سمن بے مہر کا
آئینہ صاف اپنے لیکر فرد باطل رہگیا

ساتھہ اشکون کے نکلکر سینہ سوزانے آہ
سایۂ نخل مژہ کو دیکھکر دل رہگیا

کچھہ نہ پوچھہ اب ماجرا اس ناتوان کا اے نصیر
قافلہ منزل کو پہونچا میر منزل رہگیا

تیرے عاشق کو نہین وہم ذرا آتش کا
جون خلیل اوسکو ہی گلزار سدا آتش کا

دل سوزان کو مرے خوف ہے کیا آتش کا
ہون سمندر کی طرح مین تو پلا آتش کا

شمع کیونکر نہ ستی ہو کے جلے اس غم سے
کون پروانے سوا یار ہوا آتش کا

گریہ چشم نے اور آگ لگائی دل کو
ورنہ اس گھر مین کہین تو کرنہ تھا آتش کا

داغ دل کو میرے جز سینہ نہین اور علاج
رکھے ہے مرہم کافور جلا آتش کا

پیتے ہی جرعۂ مے ہو گیا سینہ ہے کباب
ساقی اس آب نے تو کام کیا آتش کا

دل ہے یہ داغ تو کس طرح نہ روؤن اے سچ
دوڑے ہے پانی کو کہتے ہین جلا آتش کا

ہر گل انگارہ سا دیکھے ہے جو اے بلبل آج
شاید اس باغ مین ہے پھول پڑا آتش کا

آتشین لب کو ترے جو اوسکے تو اس لیش پہ سچ
ہوس کے پاس ہیلا کام ہے کیا آتش کا

شمع آگے ترے جل بل ہوئی پانی پانی
تجھکو دیکھہ آب یہان زہرہ ہلا آتش کا

آہ کیون سنہہ سے تیرے نکلی اب اسوقت نصیر
ہمنے جانا کہ کوئی شعلہ اٹھا آتش کا

ته مژگان چشم تر یہ لخت دل جو ٹھہرینگے
تو سرخاب ایک بھی ہرگز لب جیحون نہ ٹھہرینگا

نصیرا اس اپنے دام فکر مین عنقائے معنی ہے
بہلا دیکھین تو کیونکر طائر مضمون نہ ٹھہرے گا

سرگرم نالہ ہونے دے مجکو بہر صبا
ٹھنڈی چمن مین سانس نہ بھر اسقدر صبا

ہم تو چمن مین ایک ہوا خواہ ہین تیرے
دامن کشیدہ پھرتی ہے ہمسے کدھر صبا

نرگس کی چشم زدہ مین سرسون سے ہے پہر
تجھکو بھی کچھ نسبت کی ہے اب خبر صبا

نامہ تجھے لکھون ورق برگ گل پہ مین
اے گلعذار ہوے اگر نامہ بر صبا

بلبل کو کچھ چمن مین نہین احتیاج دام
باندھے ہے رشتہ رگ گل بال و پر صبا

نیرنگی زمانہ نہین ایک نہج پہ
غنچے لئے ہے دوش پہ رخت سفر صبا

اوروں کو دے یہ مژدہ فصل بہار آہ
کنج قفس مین اب تو ہمارا ہے گھر صبا

مت پوچھ عشق مین جو غذا ہے نصیر کی
جون غنچہ پی رہا ہے وہ خون جگر صبا

میرے آہ جگر سے کیون آج اب پیدا
وہین تو شیر رہتا ہے جہان ہوتا ہی سر پیدا

تمنا عشق کی رکھنا غلط فہمی ہے پیری مین
کہین افسردہ خاکستر سے ہوتا ہے شرر پیدا

رگ جان کے تئین مجنون کے کیا فصاد پہچانے
مژہ سے چشم لیلی کے ہے اوسکو نیشتر پیدا

تعین سے نکل اس ہیضۂ افلاک کے ایدل
تہیہ عرش پر اوڑنے کا ہے کر بال و پر پیدا

خدا حافظ ہے پھر عشق مین اس دل کی کشتی کا
کہ ہے چین جبین یار سے موج و گہر پیدا

دنیا بھی ہے عزیز و غفلت کا کارخانہ
کس سے عدم کے پوچھوں احوال رہروانکا

آتی نہین صدا ہے کانونین کچھہ جرس کی
جاتا ہے چپکے چپکے بہہ قافلہ کہان کا

لکھہ اور اک غزل وہ اس بحر مین نصیر اب
پانی بہرے سحابی دم بند ہو فغان کا

اے رشک مہ کہان ہی خط شبکو کہکشانکا
نالے سے میرے شق ہے گنبد یہ آسمانکا

زخم کہن بھی تیرے ہنستا ہے عاشقانکا
باور نہین تو دیکھہ اب دندان نامے ٹیلانکا

سمجھے ہے صاف طینت خاک اوج سر کشانکا
پانی مین دیکھو رتبہ ہے پست آسمانکا

گو وہیان اوس مکر کا ہمکور رہا ہمیشہ
پر کہوج کچھہ نپایا عنقا کے آشیان کا

دل شق رہا ہے تیرے ہاتونسے گنبد آسا
اسکو زمین کا رکہا ہے تو نہ آسمان کا

آغوش مین یہ لیکر اکدم مین چھوڑ دی ہے
کیا خاک ربط الفت ہے تیرے کمان کا

جلد آ کہ روح تن سے عزم سفر کیے ہے
رہنے کا کیا بہروسہ اس گھر کے مہمان کا

محفل مین رات اپنے شب کو شمع لگن کو دیکھو
احوال پوچہتے ہو کیا سرگزشتگان کا

اپنا نہ ہے وہ عالم جوبن نہین وہ اوسکا
فصل بہار گذرے موسم ہے اب خزان کا

لخت جگر کو دیکھہ اس سیل سرشک مین تو
دریا مین کب ہے عالم یہ کشتی روان کا

پردے کے وجہہ کچھہ تو معلوم ہو ہمین بھی
تجھے نصیر سے کیون دامن سے منہہ کو ڈہانکا

نخلوت گاہ دل گر جلوہ دلدار ہو پیدا
فروغ آفتاب از رخنہ دیوار ہو پیدا

سیر چمن کو جب وہ کیا میرزا منش
بولا یہ باغبان کہ گدھہ کو کرم ہوا

مہنال غنچہ شکل چلم گل بنا نصیر
نیچے کی طرح شاخ مین اک طرفہ خم ہوا

بے مہر و وفا ہے وہ دلارام ہمارا
کیا جانئے کیا ہوئے گا انجام ہمارا

صد حیف کہ اوروں سے تو ملتا ہے ظالم
اور مفت مین بدنام ہوا ب نام ہمارا

اے آب دم تیغ ستم کیش بجھا پیاس
ہوتا ہے تری چاہ مین اب کام ہمارا

لبریز کر اس دور مین اے ساقی کم ظرف
مت رکھہ مے گلگون سے تہی جام ہمارا

کس طرح نکل جاؤن مین ٹک آنکھہ بچا کر
صد چشم سے یہان ہے نگران دام ہمارا

یہ زلف و رخ یار ہے اے شیخ و برہمن
یا اللہ یہان کفر اور اسلام ہمارا

اس عشق مین جیتے نہین بچنے کے نصیر آہ
موجائے گا اک روز یون ہی کام ہمارا

عالم مین جون مہ نو مذکور ہے ہمارا
ہر شہر مین بھی شہرہ مشہور ہے ہمارا

لخت جگر شہید مغفور ہے ہمارا
اور زخم دل ہلال عاشور ہے ہمارا

آئینہ سان سکندر کس کی ملک لگی ہے
سر چشمہ محبت معمور ہے ہمارا

خلخال طوق قمری ہو سرو کو مبارک
زنجیر پا مین رکھنا دستور ہے ہمارا

خندان کئے ہین تیرے حسرت کش تبسم
خندان گل جراحت ناسور ہے ہمارا

گاہے ہو تاج شاہی گہ کاسہ گدائی
کیا جام مینو ائے مغفور ہے ہمارا

وارستہ کب مقید زنجیر ہے نصیر
موج سبک عنان کو ہمیشہ سفر ہوا

گھر اوٹھہ کے بزم سے جو وہ افسوس کل گیا
شیشہ کا ساتھہ ہچکیون کے دم نکل گیا

اس داغدار دل نے بچھوڑا خیال زلف
طاؤس دیکھہ سانپ کو آخر نگل گیا

کیا خاک جاے عیش ہے دنیا کہ جون حنا
دیکھا جسے بزنگ دگرہا تھہ مل گیا

چھاتی پہ ہاتھہ رکھکے نہ کیون بیٹھہ جاؤنمین
سینے سے اوٹھتے اوٹھتے کوئی دل مسل گیا

گندم کی طرح آگے ہی مین دل فگار تھا
کیون آکے مونگ تو مری چھاتی دلل گیا

دل کی وفور گریہ سے سوزش ہوی نہ کم
چھڑکا ہزار آب یہ گھر قعہ بھی جل گیا

کہتا ہے اس روش سے تو اے سرو باغ حسن
قربان اس اکڑ پہ تری بیربل گیا

بولا یہہ آئینہ مین خط سبز کو وہ دیکھہ
طوطے کی طرح حسن تو آنکھین بدل گیا

کیا سیر کیجے خاک کہ غنچہ بھی سر جھکا
باغ جہان سے جہانکتا اپنے بغل گیا

کیا فہم ہے کہ سب کو یہ کاٹے ہے پر نصیر
سرافعی فلک کا نہ کوئی کچل گیا

کس اندھیری رات مین ایجان مین ٹپکا گیا
دل مرا تجھہ زلف کی لٹ مین لپٹ لٹکا گیا

شام کو کوٹھے پہ نے منہ دکھا کر جھپ گیا
تا سحر سر کو تیری دیوار سے پٹکا گیا

چشم سے باہر نکل رازی سے طفل اشک نے
تار پر مژگان کے دیکھو کام کیا نٹ کا گیا

چشم جادو گ سے دل اوچٹا تو جاؤ مین بھلا
زلف نے اوسکے خدا جانے کہ کیا لٹکا گیا

کب غرق بحر الفت نکلا کہ گرد جسکے
گرداب نے اب ایدل آکر حصار کھینچا

ابرو کمان سراسر کیجہ ہمے پہر رہا تھا
دلکی کشش نے اپنے بے اختیار کھینچا

قامت کے کھینچنے مین ہزارونے بھی تیر
تاعرصۂ قیامت اک انتظار کھینچا

سینہ مین آہ کی کچھ باقی نہین خلش اب
اے عشق میرے دل سے تونے خیار کھینچا

آنکھون کے تیرے ساقی کیفیت اب کہین کیا
دوہی پیالیون سے آخہ خمار کھینچا

دست طمع کو بارے کب سے نصیر ہم نے
دنیائے دون کے سر پر یہان لات مار کھینچا

یہ دل ہے فکر مین اس خستہ حال کے کیسا
کیا ہے دشمن جان برمین پال کے کیسا

نہین ہے فرصت اکدم پہ آہ اسکو نظر
حباب دیکھیے ہے آنکھین نکال کے کیسا

نہ پوچھہ اس دل سودا زدہ سے شام فراق
کہ تو ہے شوق مین صبح وصال کے کیسا

مین کیا کہون کہ مہ نو بھی دیکھکر ابرو
چھپا ہے منہہ کو گریبا نمین ڈال کے کیسا

گلے پڑی ہے جو ہر ایک کے یہ دختر رز
لگایا تونے یہ منہہ او کلال کے کیسا

مرید دل تو ہوا اسلسلہ مین زلف کے پر
نہ پوچھا اوس نے کہ ہے میرے بال کے کیسا

عجب ہے تیرے گریبان مین تکمۂ الماس
یہ درمیان ہے ستارا ہلال کے کیسا

پہنسا ہے مرغ دل اوس زنخہ خال زلف کو دیکھہ
پڑا ہے دانہ یہ نزدیک جال کے کیسا

سیسپارہ ہوگیا دل مین تھا کہ تاب لایا
مکتب سے جب وہ لڑکا ہنستا کتاب لایا

نے چمن ہے نہ کوئی ساقی گلفام نضیر
یاد کس بات کو کیجے وہ زمانہ کیا تھا

جبتلک چرب زبان شمع زبان کیجے گا — سرگذشت اپنے کا کیا خاک بیان کیجے گا
برق سان ہنسکے جو وا آپ دہان کیجے گا — معنی مخزن اسرار عیان کیجے گا
دل صد پارہ مرا شیشہ شکستہ ہے — اسکو پامال فنا دیکھہ کے ہان کیجے گا
دل یہ آبلہ لایا ہون دکھانے تم کو — بندائے شیشہ گر وا اپنی دوکان کیجئے گا
کیون لگاتے ہو میرے سینہ صد چاک کو ہاتھ — چشم سوزن نظر بخیہ گران کیجئے گا
تمکو اپنا دل پر داغ دکھاتے جو کبھی — سیر گلشن نہ پھر اے لالہ رخان کیجے گا
ہاتھہ سے محتسب دہر کے اکدن برپا — سر پہ شیشہ کے خرابی نہ نہان کیجیگا

دلمین رکھتے ہو خیال اوس کی کمر کا جو نضیر
لامکان مین کہین کیا جا کے مکان کیجئے گا

دل عشق خوش قدان مین جو خواہان نالہ تھا — دیوانہ وار سلسلہ جنبان نالہ تھا
نالہ سے میرے کیا ہے ہوائی کو ہمسری — تیر شہاب رات کو قربان نالہ تھا
ڈھونڈون نہ کیونکہ دل کو مین اے آہوان دشت — سینہ مین وہ تو شیر نیستان نالہ تھا
کرتا تھا جن دنون یہ فلک سے سرکشی — ناوک زنی کا آہ سے پیمان نالہ تھا
صیاد کے جگر مین کرے تھا سنان کا کام — مرغ قفس کے سر پہ یہہ احسان نالہ تھا
گاڑے فلک پہ کیا یہہ دل ناتوان علم — وہ دن گئے جو اوج فراوان نالہ تھا

بن ترے بزم مین ہی مرگ کا سامان پیدا
شعلہ شمع سے ہی تیر کا پیکان پیدا

ربط اوس لب سے کرے ہی نے قلیان پیدا
دل سی ہمدم ہون نہ کیون نالہ و فغان پیدا

یون دم سرد کے ساتھہ اشک مین جانان پیدا
جون ہوا کرتی ہے برسات کی باران پیدا

ہو ترے روئے مخطط سے نہ کیون شہر مین غل
دنکو ہالے مین ہوا ہے مہ تابان پیدا

کیون نہ ہم گلشن دنیا کی صبا سیر کرین
جسمین نیرنگی قدرت کا ہے سامان پیدا

شبنم و گل کی روش شادی و غم توام ہے
چشم گریان ہے یہان بالب خندان پیدا

ہے برا عاشق و معشوق کا ہنسنا رونا
راز پنہان یہ کسی پر نہین جانان پیدا

گر ہنسو تم تو گرے آہ جہان مین بجلی
مین اگر روؤن تو عالم مین ہو طوفان پیدا

یہہ ترا زیر ذقن دست حنائی ہی کہان
سیب جنت ہے سر نیچہ مرجان پیدا

ماہ نو دیکھے ہے وہ مہر لقا پانی مین
آئینہ مین ہے کہان عکس گریبان پیدا

کیون نہ اے کان ملاحت ہو ترے حسن کا شہر
بہر زخم دل عاشق ہے نمکدان پیدا

لیگیا زیر زمین ہون دل ناوک خوردہ
میرے مدفن پہ نہ کیونکر ہو نیستان پیدا

پڑہ نضیر اب وہ غزل جسکی نہ یہ ہوے ردیف
اور مضامین ہون نئے جسمین سخندان پیدا

دیکھیو یار بادہ کش مین نے بھی کام کیا کیا
دیکھے کباب دل تجھے حق نمک ادا کیا

کیون سگ یار سے خجل محبوس از فنا کیا
کہا گیا استخوان سے تیر تونے یہ کیا سہا کیا

زخم جگر سے دمبدم کب نہین خون بہا کیا
تو بھی نہ قاتل اپنے سے دعوی خون بہا کیا

کیون نہو خضر رہ روان خاک نشینی یہ سہری
جس نے بشکل نقش پا مجھکو ہے رہنما کیا

شعلہ رخون کے عشق نے کنج مزار مین بھی آہ
سونے دیا نہ چین سے مین تو سدا جلا کیا

مجھکو ہے ہجر و وصل ایک اسکی خوشی نہ اوسکا غم
کیسی مصیبتون کے دن بار خدا بہرا کیا

وصل ہوا تو یہہ ہوا مار سیاہ جانکر
رات بہر اپنی زلف کے سایہ سی وہ ڈرا کیا

اور مین مدعا طلب عیش ہے نا امید ہو
شعلہ شمع کی طرح سر کو پڑا دہنا کیا

مدرکہ بشر ہے کیا پاے جواوسکی کنہ کو
چاہا ہوا وس نے سو کیا کون کہے کہ کیا کیا

یعنے بنا کے چشم کو صورت شیشہ حباب
صاحب ظرف تھا جو دل جام جہان نما کیا

اپنی شرارتون سے وہ باز نہ آیا اے نصیر
مجکو رولا کے ابر سان برق نمط ہنسا کیا

اوس کا کل پرخم کا خلل جاے تو اچہا
دل سے بلا تیرے یہ ٹل جاے تو اچہا

بوسہ کا سوال اوس سے کرون ہون تو کہے ہے
چپ رہ میر کچہہ منہہ سے نکل جاے تو اچہا

پہلو سے نکل جاے اگر دل تو بلا سے
وہ چھوٹ کے خالی نہ بغل جاے تو اچہا

اثبات نہو دعوی خون اوسپہ الٰہی
صورت مرے قاتل کی بدل جاے تو اچہا

ابرو کے اشارے نکر و غمزے سے دیکہو
اس بات پہ تلوار جو چل جاے تو اچہا

ڈسنے کو میرا دل ہی تیری زلف کی ناگن
طاؤس خط اسکو جو نگل جاے تو اچہا

یارب نہو پیوند زمین طفل سرشک آہ
گرداس مژگا نہ مچل جاے تو اچہا

ہم جشمی تری چشم کی کرتا ہے یہ بادام
اسکو کوئی پتہر سے کچل جاے تو اچہا

ڈر صبح ستمگار سے دل ضبط فغان کر
نے شب کے گریبان منہ پہ بجانا نہین اچھا

گر داب بلا ہے یہ تیری زلف کا حلقہ
اسمین دل عاشق کا ڈوبانا نہین اچھا

سلواڈ نہین کیا خاک گریبان الجھی ناصح
ہے فصل بہار اسکا سلانا نہین اچھا

دیتا ہون قسم اپنے لہو کی مجھے بتلا
کس نے یہ کہا پان کا کھانا نہین اچھا

یاقوت جگر سوختہ پاتا نہین قسمت
لب پر تجھے مسی کا لگانا نہین اچھا

کہتا ہون نصیر اوٹھکے دریار پہ جا بیٹھہ
دنیا مین کہین اور ٹھکانا نہین اچھا

زیب تن گر جیہ ہے گل پیرہن سرخ ترا
لیکن انجام یہ ہوگا کفن سرخ ترا

مجکو کہتا ہے وہ نکلا ہی شفق مین یہ ہلال
یا نمودار ہے رخسم کہن سرخ ترا

دست رس یا نوتک اوس شوخ کے تبکہ یہ نہین
کیونکہ رتبہ نہو اے گلبدن سرخ ترا

ہر مری آہ یہان نخل گلستان خلیل
رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا

شیشہ باوہ گانگ ٹیکے ساقی
جامہ سبز مین دیکہے جو تن سرخ ترا

آستین سے یہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچہ
بس گیا موج یم خون شکن سرخ ترا

رشک نیلم ہی نہین رنگ سی کی نمود
لب بھی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا

سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل
خون کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا

خاک یا ہم ہو ستارے سے ہم آغوش نصیر
صاف ہے شعلہ آتش بدن سرخ ترا

کیا حال ہو یہان تیرے بیمار کا کہ آہ
بالین پہ اوسکے جو کوئی تھا آب دیدہ تھا

جب سے شکار دام ہوں اوسکا مین تا ہنوز
عارض سے اوسکے سبزہ خط نو دمیدہ تھا

عاشق نے وقت ذبح بھی دیکھا نہ تجکو خوب
تھا بھی جو کوئی دم سو وہ بر لب رسیدہ تھا

ثابت ہو کس طرح سے میرا خون اے ضیاء
قاتل تو وقت ذبح تک دامن کشیدہ تھا

فنا کا حرف ہے ہستی دامن گیر پر لکھا
جو قتل شمع گریان عشق نے گلگیر پر لکھا

قلمکاری نقاش ازل ہے جلوہ گر لاکن
میرا نقشہ نہ اوسکے صفحہ تصویر پر لکھا

نہ ہو وے بعد مجنون تا جہان سلسلہ برہم
لقب دیوانگی کا خانہ زنجیر کا لکھا

نہین ہے خط پیشانی تیرے ابر پہ کاتب نے
یہ حرف لافتی الا علی شمشیر پر لکھا

گلے مین طوق الفت مثل قمری ہم یہان تونے
خط آزادگی جون سرو کس تقصیر پر لکھا

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہے
مجھے نامہ جو اوسنے کاغذ کشمیر پر لکھا

سواد زلف جانان سے جواب نامۂ الفت
سر لوح مزار عاشق دلگیر پر لکھا

پہلو مین رکھہ اوس تیر کی پیکان کا لوہا
اے دل وہ نگہبان ہے تری جان کا لوہا

نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
فریاد یہہ دشمن ہے تری جان کا لوہا

ہے عجب جوہر مرکا عالم اپنے رنگ جو رکا
سر و مین خوشہ لگا دیکھا نہا انگور کا

ماتھے پہ قشقہ پہ پڑیکا تیکہ پہ موتی ہے یہ کا
نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہے پہ قطرہ شبنم کا

مین غیر کو کب پاس تیرے بیٹھنے دون گا
گر وہ نہین اوسٹھنے کا تو لاحول پڑھون گا

مجھ سے تو جون کمان ابھی دلبر نہین پھرا
کیون کہنچ رہو نہین اوس سے میرا سر نہین پھرا

سو بار بوسہ لب شیرین وہ دے تو لون
کہانے سے دل میرا ابھی شکر نہین پھرا

جو صاحب عروج ہین گردش نصیب ہین
کس روز آسمان زمین پر نہین پھرا

یک صبا جو تو ہے ہوا خواہ لا خبر
خط کا جواب لیکے کبوتر نہین پھرا

تیرے خیال نا وسے چکر مین کیا ہے دل
گرداب سے نکل کے شناور نہین پھرا

دنیا کی اور بھی کوئی دم کہاؤنگا ہوا
قاتل کا اس گلے پہ جو خنجر نہین پھرا

خانہ نشین ہون مرد مک چشم کی طرح
دن رات اپنے گھر سے مین باہر نہین پھرا

کیا جانے کیا عدم مین تماشا ہے جو وہان
یہان سے گیا ہے آہ سو جا کر نہین پھرا

آغوش مین مرے کوئی دم بیٹھ چین سے
ہالے کے درمیان مرا نور نہین پھرا

ساقی یہی مدام ہے تیرا جہا نمین دور
کب میکشون کے بزم مین ساغر نہین پھرا

مجنون نہ کیون تیرے سگ لیلا ہو پائے بوس
لیلی کا ہاتھ کب ترے سر پہ نہین پڑا

پیئے قلیان تو کبھی شکوا گر چاندی کا
ہالہ نیچا بنے حقہ ہو قمر چاندی کا

قول دیکر میرے ہاتو نے لیا تھا اوسنے
سو گیا مارو وہ چلا ہے مگر چاندی کا

کہکشان مانگ ہے تیری سر مو فرق نہین
رکھہ نہ تعویذ پے رونق سر چاندی کا

ہلا اکس منہ سے اب تم بولتے ہو سرخرو ہو کر
دیا ہے آپ نے کس دن مجھے اک پان کا بیتا

ترے ابرو پہ جو کلغی دیکھے ہے سو کہتا ہے
نکلا شاخ آہو نے عجب عنوان کا بیتا

دلایا دل کو تیرے سرخ پیشانی کے غنچہ نے
کرے شکوہ نہ کیونکر شعلہ سوزان کا بیتا

گلن عشق مین سر شمع کو کھوتے دیکھا
شجر سوختہ کو سبز نہوتے دیکھا

موج دریائے محبت سے ترے چین جبین
کشتی دل کو اک عالم کی ڈبوتے دیکھا

کیون نہو طاق و اثر دستے قلم کو گردش
رو سیاہی کو سدا اشک سے کہوتے دیکھا

ایک عالم ہے تیرا فرش رہ الفت یار
سنگ کو پے سے ترے کسکو نہ ڈہوتے دیکھا

ہو گیا حلقہ بگوشون مین ہے یہ بالنشین
ماہتابی مین جو شب کو نہ تجھے سوتے دیکھا

تھی ہوس موتیون کی ہار کی عاشق کو ترے
تار دامن سے جو آنسو کو پروتے دیکھا

مزرع عشق سے حاصل نہین جز خاک نصیر
دانہ اشک سدا شمع کو بوتے دیکھا

ہجوم خال دیکھا دس رخ پہ دل سے خط سنبل نکلا
مسافر ٹہنڈی ٹہنڈی چاؤن مین تارون کی چل نکلا

شعاعت دیکھا دس خورشید رو کی قطرہ شبنم
سپند آسا جن مین مجمر گل سے اوجہل نکلا

عجب آب و ہوا ہی سرزمین عشق کی دیکھو
کہ نخل شمع جلنے مین گل آتش سے پہل نکلا

ہوا سے گل ہین ہی صیاد کا گہیرا ہی بلبل کو
ہزار افسوس پہاوسکے نہ جسسے یہ خلل نکلا

چمن مین عرس شاید ہے شہید ناز کا تیرے
ہتیلی پر جو لالہ رسخ اک لیکر کنول نکلا

نصیر اوس زلف کی سیدھی ادا کی کون جانی
مثل مشہور ہے رسی جلی لیکن نہ بل نکلا

رہتا ہے کیا تصور دندات تجھکو اوس کا
آنکھون مین لال سر کا پھرتا ہے کنگھیرا

درپے نہ زلف کے ہے یہ خط نضیر اوس کا
بچھو کا چھین نے گھر نکلا ہے کنگھیرا

خط سے ترے وصل دل افگار نہ پایا
مرہم گئے پر مرہم زنگار نہ پایا

کیا خاک نمود اشک کی ہو نوک مژہ پر
اک پل کبھی شبنم کو سر خار نہ پایا

دنیا مین غرض ہیچ ہے یہہ زندگی اپنی
جو ہم نے سراغ کمر یار نہ پایا

کیا تمکنت و شان ہے وحشت سی ہماے
پہرون سے تہی دامن کہسار نہ پایا

ہر رنگ مین صورت ہے تیری شاہد معنی
ڈہونڈہا تجھے یان کنے جو زنہار نہ پایا

افسوس کہ نرگس کی روش باغ جہان مین
کچھہ ہنے بجز حسرت دیدار نہ پایا

رنجور ہے نرگس تو تہری دیکہہ کے انکہین
حیرت ہے کہ آئینہ کو بیمار نہ پایا

اکبار جہان دیدۂ تر لیکے گئے ہم
یہان ابر گہربار نے بھی بار نہ پایا

یہا تک تجھے دیکہا کہ یہ پہر اگئین انکہین
اور ایک کہلا رخنہ دیوار نہ پایا

وابستہ نضیر اوس کی بہہ زلفون سے رہے ہم
دل سا تو کوئی ہم نے سیہ کار نہ پایا

شب دیکہہ تجھکو مہ نہ فقط شرمگین رہا
تا صبح آفتاب بھی زیر زمین رہا

کیا ناوک مژہ سے یہہ دل سہمگین رہا
ابرو کمان خیال تیر ازہ نشین رہا

بیہمات کسکے روبرو فریاد کیجیے
ہمدم نہ کوئی تا بدم واپسین رہا

عوض رشتۂ ابر بشم گلگون پہر تو
رگ یاقوت مین موتی ہی پرویا کرتا

سامنے میرے تیرے کاکل مشکین سے اگر
بے سبب دست درازی کبھو شانا کرتا

اس خطا پر ادسے کچھ اور نہ دیتا تعذیر
صاف یکدست قلم ہاتھ مین اوسکا کرتا

ایکدن مجھسے یاد اس پردہ نشین نے پوچھا
ق کنج تنہائی مین گر تجھسے نہ پروا کرتا

تو مجھے عاشق بیتاب اکیلا پاکر
سچ بتا تو کہ میرے ساتھ بہلا کیا کرتا

سنکے اے ہمنفسان مینے کہا یہ اوس سے
مین کسی بات کا ہرگز نہ ارادا کرتا

صفحۂ دل سے تیرے حرف گمان بد کو
یک قلم دور باین شکل نگارا کرتا

یعنے آئینہ کے مانند بہ آئین صفا
دیکھتا مین تجھے اور تو مجھے دیکھا کرتا

سرشک چشم نرخ پر کہین ذرا ٹھہرا
کہ تھا یہ گوہر غلطان نہ ایک جا ٹھہرا

مکان سینہ مین آنا جو یار کا ٹھہرا
تو دم میرا پیئے تعظیم لب پہ جا ٹھہرا

مرید کون سے یہ سلسلہ مین ہو جاکر
تمہارے زلف کا دل اتبو بالکا ٹھہرا

اوٹھاؤن کیونکہ نہ ہستی سے ہاتھ پر دیمین
قد دوتا یہ مرا جب کہ شکل لا ٹھہرا

نہین کرتا یہ تلفظ کیفیت مین چور ہے شیشا
بہ یزم میکشان ساقی عجب پورے ہے شیشا

انا الحق کہہ رہا ہے حضرت منصور ہے شیشا
بنا خورشید مے سی رشک شمع طور ہے شیشا

یہانتک کیونکہ آئے آبلہ پائی کے ہاتھونے
بغلمین لا اوٹھا کر ساقیا مجبور ہے شیشا

برق آہ جگہ ہے میرے ڈر کو دک دہقان ۔ چھوڑے گی نہ خرمن نہ یہ جوار کا پٹھا

لکھی ہے نضیر ایسی غزل تو نے کہ تبکی
ہر شعر مین ہے معنی تہ دار کا پٹھا

تیرے دانت سا رے سفید ہین بے زیب پان سے لیکر آ ۔ نہین دیکھی آج تک ایسین عجب اب کہانیکو اختر آ
شب وعدہ تو اگر آئے ہے تو رنگ کیا ہو میرے گھر آ ۔ کہ یہہ آنکہین لگی ہین در سے مین بے شک بخدا در آ
میرے سر پہ ہر گہڑی فاختہ کرے کام کیونکہ نہ آرہ کا ۔ قدر دار با کے حضور تو زر جمین مین بن کے صنوبر آ

میرے تن سے سر کو جدا کر اب نہین خونہا کی مجھے طلب
کہ یہ تن ہے بار گران ہے بس کہین تیغ لیکے ستمگر آ

آب مین سایہ فگن گر رخ دلبر ہوتا ۔ شاخ ہر موج سے پیدا گل احمر ہوتا
تجکو دیکھہ آئینہ وحشی جو نہ دلبر ہوتا ۔ صورت حلقہ زنجیر نہ جوہر ہوتا
حیف دیکھے نہ جبین اوسکی مسیحا ورنہ ۔ چرخ چارم پہ تیرے پاس میرا گھر ہوتا
مین اگر کہنے سے اوس بت کے پہناتا زنار ۔ دلمین جون رشتہ تسبیح میرا گھر ہوتا

صاف ہم قطع نظر عکس دوئی سے کرتے
وصل اوس آئینہ رو کا جو میسر ہوتا

آبلے دیکھہ تو مین اس دل سوزان مین کیا ۔ شیشہ گر ہونگے ریشے ترے دوکان مین کیا
رخنہ خط آنے دو فرق آئیگا ایمان مین کیا ۔ برطاؤس کو رکھتے نہین قرآن مین کیا
دلبن گر تو ہو تو ہم آہ بہی کہینچین ورنہ ۔ شمع روشن کرین اس خانہ ویران مین کیا

پی کرے دو آتشہ ابر بہار مین
بلبلون کے دیکھتا ہون تماشا قطار کا

خال رخ نگار پہ تریاک خوردہ ہین
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

کہتا ہون دوستو یہہ وصیت کہ بعد مرگ
گنبد مرے مزار پہ ہو کوکنار کا

مجھسا بھی کوئی عاشق لاغر نہو گا آہ
عالم دیکھا ون اپنے کسی جسم زار کا

حلقہ مین یون کمر کے مین لگتا ہون ناتوان
نقشا ہے جیسے دیہہ سونے نمین تار کا

مہ شب کو عنکبوت کو جالا کئے فصیل
تجکو دکھا ون گر نہ ترے یار کا

تو رشک ماہ پیچ وہ باندہ مہ پیکر ادھا
لیلی شب نے رکھا یہ دین کا پہر جھومر ادھا

دیکھیو کو تو نہ آئینہ بت کافر ادھا
درمیان بہر خدا مت سد اسکندر ادھا

چشم بت یار کو ڈرتا ہون دل دیتے ہوے
ہے یہ شیشہ پہ یکے سے اسکو نہ پتھر پر ادھا

ہے تو دنیا ری بھی ساتھ ہے امر دم دنیا کے دن
شکل فوارہ نہ اونچا دے ترا سر ادھا

راندن اکو تصور تھا ترا اے خار چشم
کیا گنہہ آنکہین مچھر پا ون سے کیون ملکر ادھا

دیکھئے کیا سر پہ ہو آسودگان خاک کی
آج پہرہ فتنہ برپا لن محشر ادھا

میرے ہوتے غیر کی جانب تیری ابرو ہلین
دوستی بالائے طاق اونچا کہلاے دلبر ادھا

ایک شب تو بیٹہہ میرے حلقہ آغوش مین
یار مہ پیکر قدم ہالے سے مت باہر ادھا

گر یہی تیری نہین ہے جان من تو ہم نہین
ہان بھی کر حرف نہین لب سے سخن پر ادھا

اپنی کشتی کو جلایا تو نے ایک ٹہوکر سے جب
چرخ چارم کو میسا چھوڑیہ ستکر ادھا

موجب نام آوری ہے زاہد گوشہ نشین
کیون نہ لکھون حال ضعف اپنا کہ نقش بوریا

اوسکی مین یاد مین ہو گیا ہون یہ نحیف
ہوگا برباد آبلون سے ملک دل سلطان عشق

راہ و رسم آشتی یہ بھی کوئی ہے حیلہ جو
اتفاق شیشۂ ساعت یہ رشک آہو نکلون

اسکو یکجان اور دو قالب کہتے ہین آنکھون نے مجھے
پانون اپنا جون نکالین گھر سے نہ تو باہر اوٹھا

صفحۂ پہلو پہ میرے جون خط مسطر اوٹھا
گنڈ لئے پھرتی ہے اب میرا تن لاغر اوٹھا

اپنے تو یہ خیمہ ہائے فوج غارت گر اوٹھا
بیٹھتے ہی دفعتاً پہلو سے تو دلبر اوٹھا

ایک سے ہو کر جدا کب دوسرا دم بھر اوٹھا
ساتھ ہی بیٹھا جو اوٹھا ساتھ ہی ملکر اوٹھا

دونو تیرے بزم مخدان سے ترے دم سے نصیر
مرحبا تو دوسری بھی کیا غزل پڑھ کر اوٹھا

خط کے لیانے کو وہان کوئی میسر نہوا
جلوۂ قدسی ترے آرج چمن مین ہر جا

نعرہ دل سے چلا ہو کے جدا لخت جگر
کیون نہ رشک آئے گل سرخ پہ شبنم کو دیکھ

سامنے جبکے سدا دعوی ہم چشمی سے
دور ہوا اشک صدا افسوس کبوتر نہوا

سر پہ کب سرو کے ہنگامۂ محشر نہوا
رخصت ایوائے بیادر سے سرا در نہوا

کہ میرا اشک ترے کان کا گوہر نہوا
آب حیوان نہوا چشمۂ کوثر نہوا

وائے ناکامی دل ہائے تمنائے وصال
ایک بوسہ کبھی اوس لب کا میسر نہ ہوا

یارو نہین اتنا مجھے قاتل نے ستایا
جتنا کہ میرے دشمن جان دل نے ستایا

وصال یار سنگین دل میسر ہو نہین سکتا
یہہ دن فرقت کے کاٹے کون مر ہو نہین سکتا

تیرے لب سے اگر یا قوت ہمسر ہو نہین سکتا
تو رو کش اپنے بھی آنسو سے گوہر ہو نہین سکتا

مسی تک اپنی لب پر ملکے آئینہ مین تو دیکھو
عبث کہتے ہو نیلم لعل احمر ہو نہین سکتا

ہمارے داغ دل سے کیا چراغ ماہ روکش ہو
کہ اس سے روبرو خورشید محشر ہو نہین سکتا

ہزار آئینہ سازی اپنی دکہلاوے
مین سونہہ پر صاف کہتا ہون سکندر ہو نہین سکتا

گرفتار تعلق نقطۂ پرکار سا ہون
مین اپنی چار دیواری سے باہر ہو نہین سکتا

تنک ظرفون سے کیا ممکن جو کوئی فیض کو پہنچے
کہ لب جام حباب بحر سے تر ہو نہین سکتا

بسان رشتہ تسبیح سو تدبیر سے اپنے
کوئی جا ہے ترے دل مین کرے گہر ہو نہین سکتا

تلاش رزق بھی رکہتی ہے سب کو گرد خیمین
کہ پہرنے سے نہ کبہو سنگ آسیا ٹہرا

محیط ہستی فانی مین ایک دم کے لئے
عبث حباب ہے تو باندہنے ہوا ٹہرا

مین اوسکے چشم کا بیمار نا توان ہون طبیب
جو میرے حق مین مناسب ہو وہ دوا ٹہرا

بجائے آب مے نرگسی بتا مجکو
غذا کچہہ اور نہ بادام کے سوا ٹہرا

دل نے تو الفت پنہان کو نہ اصلا کہولا
چشم تر تو نے میرا حیف یہ پردا کہولا

آہ کچہہ ہم کو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدا کہولا

بند بند اوسکے جدا کیجیے یہی ہے دلمین
جان من بند قبا جس نے تمہارا کہولا

جینے کے لئے بخش لب کا تیرے کشتہ
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا

دل کیون نہ ہم ہو تیرے ابرو سے کہ عقدا
ناخن سے جدا ہو کے کبھی وا نہین ہوتا

بوسہ لب شیرین کا تیرے جسنے لیا ہے
کہانے کا اوسے قند کے لیکا نہین ہوتا

کیفیت چشم اوسکے نظر مین ہے ساقی
دل شیفتہ نرگس شہلا نہین ہوتا

کاجل کا بنا گوشہ ابرو مین کوئی خال
کیا پاس مہ نو کے ستارا نہین ہوتا

کیا باندہے خیال اوسکی کمر کا دل صد چاک
مجنون یہ مثل سچ ہے کہ عنقا نہین ہوتا

زلف اوسکی یہ کہتی ہے کہ رکھہ لکو سر دست
بن دیکھے کسی چیز کا سودا نہین ہوتا

پہرتا ہے وہان خاک بسر قیس کہ جس جا
نقش قدم ناقۂ لیلا نہین ہوتا

اسوا سطے اسدل کے سویدا کے مقابل
اے زہرہ جبین تل تیرے رخ کا نہین ہوتا

یعنے کہ اوسے اختر تابان سے ہے نسبت
یہہ تخم محبت ہے کہ پیدا نہین ہوتا

پہرتا ہے وضیر اوسکا تصور ہے نظر مین
حایل تو کبھی چشم کا یہ دا نہین ہوتا

بارش گریہ کی میری دیکھہ طغیانی گہٹا
ہو گئی دوش ہوا یہ شرم سے پانی گہٹا

جھومتی آتی ہے ہو کر ہائے در زنجیر برق
ہو گئی ہے ساقیا شاید کہ دیوانی گہٹا

اوسکے لب پر دیکھہ کر رنگ مسی حیران ہون
منہہ سے اگلے ہے پڑے لعل بدخشانی گہٹا

یہ دل پر داغ نالان کیونکہ ہو اوس لفظ مین
دیکھکر بولے ہے طاوس گلستانی گہٹا

وہ نہ آیا ڈر کے ماہے دیکھہ تو اے روسیاہ
آج ہی کیا برق تھی تجکو یہ چمکانی گہٹا

وزردی رنگ حنائی جو کرین ہین اسے نصیر
دی ہے ہاتھون ہاتھہ بندہوا ایسے چور دنکو حنا

کر گئی جان حزین جن سے سفر اچھا ہوا
تھی امانت جسکی پہنچی اوسکے گھر اچھا ہوا

رشک آیا تہا کہ یار آنکھین لڑائی غیر سے
ہوگیا آئینہ منظور نظر اچھا ہوا

عشق مین سر کا کٹانا سود ہے اے شمع دیکھ
اور سر نکلا ترے حق مین ضرر اچھا ہوا

اوسکے مضمون کمر کی فکر مین غش کا سطرح
دل ہوا گو بے نشان پر نامور اچھا ہوا

روز کی جانکاہی و محنت کشی سے حد گیا
مرگیا فرہاد تیشہ مار کر اچھا ہوا

تجکو اون آنکھون سے ہم چشمی نکرنی تھی صدف
تہی اسی قابل ترا چیرا جگر اچھا ہوا

سامنے آنکھین نہ کر سرور کریبان ہو نصیر
تجھسے کیا دنیا مین کام اے بے ہنر اچھا ہوا

سبزۂ خط سے ترے نشہ ننگ آہی گیا
کیون نہ یہ چشم گلابی ہو کہ رنگ آہی گیا

سرو کیا ہے ترے چشم کے آگے نرگس
پنجہ گل بھی دہن دیکھ کے تنگ آہی گیا

ہم ترے مقدمے جذبۂ دل کیونکہ نہون
جو سدا آنے مین کرتا تھا درنگ آہی گیا

ہے اودہر سے نگہ تہرا دہر سے نالے
درمیان معرکۂ تیر و تفنگ آہی گیا

جون نگین گہر مین قدم گاڑ کے بیٹھے تھے نصیر
شہرت نام سے لیکن ہمین ننگ آہی گیا

سینہ بیتے ہی جلا ساقی گلفام شراب
آب ہے کرتی ہے آتش کا دلے کام شراب

ہم نہین مجنون جو ہو پیمایش ہامون نصیب
یہہ زمین کا نا مینا تجھکو ہی ہو گردون نصیب

گل کی کیا تقصیر ہے جو ساقی روز ازل
جام صہبا کے عوض ہے ساغر پر خون نصیب

سرو کے سر پہ قیامت کس روش پر یا ہو
راستی ہی جب تجھے ہو یہہ قد موزون نصیب

ہے سر ابر شرہ کے دل سی تو اد ترا ہوا
گو چڑہاتے ہین تجھے اک پل مین اجیحون نصیب

بعد مردن بھی ہوا باندہے ہی تیرے گرد باد
خوش نصیبی کیا کہون یہہ بھی ترے مجنون نصیب

گر گیا زیر زمین آخر تو جسکے بار سے
ہو نہ تیری سی کسیکو دولت اے قارون نصیب

خاک ایسی تمکنت پر سنہہ سی جو نکلے نہ بات
اپنے کس پتہر سے ہوٹے اے دل محزون نصیب

خاکسار دن سے ہین منعم تر ارتبہ بلند
ہے یہہ فرش زمین پر خیمہ گردون نصیب

چشم کہتی ہی یہی نرگس کہ ہو کاش اسکا بدل
چشم جادو کے سے اوسکے سیکھنا افسون نصیب

لالہ رخ گر لب ہین ترے غیرت لعل یمن
یہان بھی چشم ترے کے دولت ہین دکھنون نصیب

جون نگین سید اگر ہینگے صفحہ گیتی پہ نام
ہو گئے سید ہی ہمارے گر کبھو واژون نصیب

شمع کیا روشن ہو تجھسے ہی ازل سے رشک مہر
اوسکو جلنا روز تجھکو حسن روز افزون نصیب

دہ کمان ابرو کشیدہ آہ جو ہونے لگا
پھر گئے شاید ہمارے ایدل محزون نصیب

باغمین کس منہہ سی ہو تیرے دہن کے سامنے
غنچہ لالہ کو کہانی کیون نہوا فیون نصیب

کیا ہوا گر تجھکو عز و تمکنت کے ساتھہ ہے
لشکر طفلان ہے سید دامن ہامون نصیب

اپنی وحشت کا تماشا ہم بھی دکہلاتے مگر
گر کسی لیلی منش سے اوڑ گئے مجنون نصیب

کہہ غزل بحر اور بدلکر قافیہ کو بھی نصیر
بحر مضمون سے ہین تجھکو گوہر مضمون نصیب

ق

مردماں کیا لکھون جو دیدۂ تر کو میرے
سطر ہر موج پہ لکھتا ہے یہ القاب حباب

گر یہ طغیانی پہ آئے جو شب ہجہ سرا
یار و مالہ بنے گرداب تو مہتاب حباب

خون مضمون کرے لاکھہ طرحے لیکن
تو بھی اس رنگ سے جھلائے نہ مضراب حباب

ساقیا جلد پہونچ شیشہ و دارو لیکر
صرف رکھتا بھی نہین اتنک کا اسباب حباب

موج کرتی ہے بہل اپنی زرہ پوشی پر
سر پہ رکھہ خود کو پہرتا ہے سر آب حباب

تیسری بھی غزل اس بحر مین للھہ جلد نصیر
جا سکین قلزم معنی سے نہ یا یاب حباب

لا سکے تیغ نگہ کے تری کیا تاب حباب
پہینک دے اپنی سپر دم مین سر آب حباب

دیکھہ کر تکۂ الماس گریبان تیرا
ہو گیا شرم سے گرداب مین غرقاب حباب

چوم کر سر کو لگا اپنے تو اسکو ٹک دیکھہ
تیغ ہے موج نہ یا ڈون کے تلے داب حباب

یہ بھی عاشق ہی کسی پر جو دل اسکا ہے گدا
چشم رکھتا ہے سدا دیکھہ تو پہر آب حباب

اسکو تو گیند سمجھہ ہاتھہ نہ دوڑا اے موج
کف دریا یہ ہے یہ بیضۂ سر خاب حباب

دیکھہ اشکون کو مرے چشم مین وہ کہتا ہے
چشم بد دور رہین کیا رونق تا لاب حباب

کوئی دم سیر کر اے بہر لقا دریا کی
شب مہتاب مین رکھتا ہے عجب تاب حباب

پیچ ان موج بنی ہے تری خاطر بیجا
اور حقہ مین ہے شیشہ کا سر آب حباب

بات پانی ہے یہہ مشکل کوئی کیا سمجھے نصیر
زندگی ایسی ہے جس طرح سر آب حباب

بہم گردن زدنی عشق مین کیا چاہیے اب
زہرہ شمع عجب ہے نہ گلکیہ ہو آب

مے کے پینے سے تو سینہ ہے کباب آتشی
آتش سوختہ کے کیونکہ نہ تاثیر ہو آب

گنبد مرغ ہو بر روے زمین مثل حباب
گرچہ طغیانی گریہ سے جہانگیر ہو آب

دیکھہ جس نمکین یار کا ایسا ہے نصیر
شرم سے صورت باشندۂ کشمیر ہو آب

اشک ہو کیون روان آہ دل زار شتاب
یعنے منزل کو پہنچتا ہے سبکبار شتاب

غیر وحشت یہہ نہین چاک گریبان بلبل
مُنہ رگ گل پہ لگا نشتر منقار شتاب

حرف انکار سے تو روز یہہ لب ہلتے ہین
گاہے گردن بھی ہلا بر سر اقرار شتاب

واہان تو عارض پہ کہلی زلف سیہ فام یہان
چھا گیا ابر مرے منہ پہ دھنوان دار شتاب

تیغ ابرو کو تری دیکھہ وہ مطلع سو جہا
کٹ پڑا پڑہ کے ہلالی جسے اکبار شتاب

پھر نبدہا مجھہ سے جو مضمون بیاض گردن
سنتے ہی لوٹ گیا قاسم انوار شتاب

آہ بے وجہہ رو کے ہے ترے سینہ مین نصیر
کاش مٹ جاے یہہ دل سے خلش خار شتاب

ظاہر اوحشت نہین اے خضر مانوس حباب
موج دریا جون سلاسل کیون ہی بابوس حباب

بخت واژون سے نہ ہنسے اوسکو دیکہا سربلند
تاج شاہی بنگیا ہے جام معکوس حباب

تمنے کیا صورت دکہائی اے ابتان ہنگام قتل
شور دریا ہے کہان ہی بانگ ناقوس حباب

بحر ہستی مین نہ ابہرو اسقدر اے غافلو
دم مین ہو جاتی فنا ہے جان مایوس حباب

یک قلم کبک دری نے بھی باندازِ دگر
مشقِ رفتار اوڑائی ہے تری چال سے خوب

جی کو اپنے دلِ پر داغ سے بہلاتا ہوں
یہہ کبوتر مجھے لگتا ہے گلی خال سے خوب

تنگ چشمی ہے یہ منعم سببِ گردشِ آہ
سہنے دیکھا جو یہاں دیدۂ غربال سے خوب

دل کو ہے بوسۂ خالِ لبِ شیریں کی ہوس
یعنے ہوتے ہیں مزے میں شکری فالسے خوب

تیغِ ابرو کے مقابل ہے کیا داغ جگر
چوٹ عاشق نے تری رو کی ہے کیا ڈھال سے خوب

حسنِ بے پردہ کی قیمت نہیں جز شوخیِ چشم
جنسِ بازار میں بکتی ہے تو دلال سے خوب

مقصدِ دل ہے برایا الف بینی دیکھ
خوش ہوئے مصحفِ رو کے ترے ہم خال سے خوب

چاہیئے ہے تجھے کر فکرِ مکافاتِ نضیر
واقف اس اپنے ہو تو نامۂ اعمال سے خوب

تارِ زلفِ اوسکے نکیوں سے چہرے کے بل کھائے قریب
دولتِ حسنِ خداداد کو جب پائے قریب

جبکہ جی آپکو شہ رگ سے بھی فرمائے قریب
پھر وہ اندھا ہے یہاں جو نہ اوسے پائے قریب

دور بین پہونچی ہے چشمِ دلِ آگاہ کو کب
یار سو کوس پہ گر ہو تو نظر آئے قریب

جسکو جون نقشِ قدم خواہشِ پابوسی ہو
رفتہ رفتہ وہ ترے پانو کے ہم جائے قریب

اے دل اوس سے یہہ نہیں دور کہ بہکانے کو
گہر بھی گر دور ہو اوسکا تو وہ بتلائے قریب

گرچہ ہتا کوہ وٰاے کاہ ربا پر جون کاہ
کششِ دل سے اوسے کھینچ کے ہم لائے قریب

خالِ ابرو جو ترا شام کو دیکھے اختر
تو چمک اپنی سہ نو کے نہ دکھلائے قریب

کارِ پروانہ مگس سے کہیں ہو سکتا ہے
اسکا کیا منہ ہے جو یہ شمع کی شب جائے قریب

حیف ہے اس تنگ کے حق مین — شمع محفل بہی شکل دار ہے اب
دل بھی پہلو مین دشمن جان ہے — کوئی اپنا نہ دوستدار ہے اب
نخل مژگان پہ اسکو ٹک دیکہو — اشک کیا طفل نے سوار ہے اب

ساقی بنا شراب کو آتش کہون کہ آب — حیران ہون آفتاب کو آتش کہون کہ آب
ہین اسمین اشک و لخت جگر لالہ و شرر — مین دیدۂ پرآب کو آتش کہون کہ آب
وہ بحر حسن آبلۂ دلکو میرے دیکہہ — کہتا ہے اس حباب کو آتش کہون کہ آب

جلتا ہے کوئی اور کوئی غرق ہے نضلیں
گردون کے انقلاب کو آتش کہون کہ آب

ہے گرہ مین اپنے زر رکہنا برائے عندلیب — کیون نہ دے یکشت غنچہ خون بہائے عندلیب
ہے قفس تن کا یہ آباد اپنے دم سے ورنہ پہر — آشیان سونا ہی اور خالی ہی جائے عندلیب
ہنسے تجمہ بن دیکہا اس گلشن کو بہی ماتم کدہ — نالہ قمری سنایا ہائے ہائے عندلیب
کار بستہ آن مین ہوتے ہین جس سی وا ہزار — جلوہ گر ہے صدر روشن سی ایک ادائے عندلیب
مست ہین کس گلبدن کے بوی عصمت سے نسیم — چاک ہی پیراہن گل اور قبائے عندلیب
چہپا کر میرے وہ یون جلے دعین وصل — آفرین پروانہ رحمت بر وفائے عندلیب
پہول ہنستے ہین چمن مین کیا ہزارون رنگ سے — برگ گل ناخن ہے یہان عقدہ کشائے عندلیب
ہے طراوت بخش اوسکو خشک ہو جسکا دماغ — کان دہر کر عیب سنے ہی گل صلائے عندلیب
عاشق و معشوق مین یہ چاہئے الفت نضلیں — یون تو دیکہے ہین ہزارون پر ورائے عندلیب

ساقی تصور اوسکے جو خط کا ہی چشم مین
کچھہ ہمکو سوجھتا نہین جز جام بنگ و خواب

ہلتا نہین صبا سے سحر مہد شاخ گل
کرتا ہے طفل غنچہ چمن مین شلنگ و خواب

دنیا مقام رنج ہے بیدار رہو فضیلی
غافل ذرا تو سوچ کہ قید فرنگ و خواب

مقام مردم دیدہ کو چشم تر مین ہے
کہ گھر مین صاحب خانہ رہے ہے گہر تہ آب

کہے ہے دیکھہ کے صورت کو اپنے آئینہ مین
نمک ہے حسن مین اور حسن جلوہ گر تہ آب

نہین یہ چمکی ہے عارض ترا عرق آلود
قمر مین نور جھلکتا ہے اور قمر تہ آب

ہے لخت دل مژہ پر اور مژہ ہی تر بسر شک
ثمر شجر مین لگے ہین یہ ہے شجر تہ آب

فضیلی ہم مین وہ شامل ہی یون اور او سمین ہم
گہر مین آب ہے جس طرح اور گہر تہ آب

رات اوس بت کا ہوا بوسہ رخسار نصیب
جھوٹ بولون تو خدا کا نہو دیدار نصیب

بلا ہے ناوک مژگان نازنین کا سانپ
کہ سہتا ہے نیستان کے زمین کا سانپ

غضب ہی اس ترے انگیا پہ گوکرو کی لہر
کہ پھر گیا مری چھاتی پہ یاسمین کا سانپ

عمل کئے ہین خدا جانے شیخ کیا تو نے
جو تیرے حق مین ہر اک موہے آستین کا سانپ

ڈسے نہ کیونکہ یہ زلف بتان ہند دلا
کہ راہ زن ہے یہہ بالشتیا ہین کا سانپ

بنا ہی عشق کے ہاتون سے دل چراغ طلسم
لگی ہے تار ہر اک زلف مہ جبین کا سانپ

اجل نہ کیونکہ ہو عاشق کی اب کہ دامنگیر
پھیری ہی دل مین ترے چین آستین کا سانپ

نصیر دیکھئے کیا ہو بقول آفتاب
کہ موج اشک بنی اپنے آستین کا سانپ

نقص نور مہر ہے اختر جو اوسکے منہ چڑھے ہے
اسقدر دور آپکے اک تل پہ کیون کہنچین ہین آپ

قابل صحبت تمہارے اور ہین ہیہات اب
ہاتھ کو میرے سر محفل پہ کیون کہنچین ہین آپ

دیکھو کوئے یار مین مت حضرت دل راہ اشک
انتظار قافلہ منزل پہ کیون کہنچین ہین آپ

مہر بھی آگے تمہارے دن کو پھیرا ہی بنڈہال
تیغ ابرو شب سے کامل پہ کیون کہنچین ہین آپ

خانہ تن مین میرے سہمی ہے جان ابرو کمان
تیر مژگان دیکھ بہال اس دل پہ کیون کہنچین ہین آپ

ساربان ناقہ لیلیٰ سے کیا کہتا ہے قیس
آج ڈھرے پردہ محمل پہ کیون کہنچین ہین آپ

کوئی دم دنیا کی اسکو اور کہانے دو ہوا
تیغ بسم اللہ کربل پہ کیون کہنچین ہین آپ

نقش ٹہلانا دل شیرین پہ تہا آکوہ کن
اوسکا نقشہ سنگ کے اس سل پہ کیون کہنچین ہین آپ

کوئی اوسکا ہو گریبان گیر یہہ کہتا نہین
باغبین دامان گل کو گل پہ کیون کہنچین ہین آپ

تم تو دانا ہو کہین کیا اے نصیر اتنا یہہ رنج
مزرع دنیائے لاحاصل پہ کیون کہنچین ہین آپ

یکچند مہ کو دی ہے یہہ کب ایک نان درست
دو نان سہی ہے نگاہ تیری آسمان درست

بعد از فنا ہو خاک یہہ تن کا مکان درست
رہتا ہے گھر تو صاحب خانہ سہی ہان درست

تاثیر آہ دل مین نہین اے بتان درست
سرو چمن مین پہل نہین لگتا ہی ہان درست

ننگ اسلئے نہین کہ قبائے برہنہ گی
آئی ہے اپنے تن پہ آب اودستان درست

بدوش غنچہ نہین بے سبب یہہ رخت سفر
بہار ہووے ہی اب گلستان سے رخصت

چمن کو دیکھہ لین چاک قفس سے اے صیاد
ٹک اتنی دے ہمین اپنی زبان سے رخصت

بسان مہر نہ ٹھہری سہر ایک ذرہ فضا یر
ہوے جو اوس بت نامہربان سے رخصت

ہو فراموش نہ کیون غیر کے مطلب کی بات
دنگا کہنا نہ تمہین یاد ہی نے شب کی بات

طوطیا دیدہ و دانستہ نہ باندہو دیہ بلہو
تمنے آنکہون کے اشارے سے ہلاکب کی بات

زلف مشکین کا تیرے جانمن اب چہوڑ ذکر
ہے خطا چہیڑیے گر غیر کے اشہب کی بات

شرب می سے ہے اونہین کام مدام آزاہد
پوچہہ مت اہل خرابات کے مشرب کی بات

یاد کیون سیلی مژگان نرکہے طفل سرشک
مرد مان بہولے ہی کب چشم کے مکتب کی بات

طالب بوسہ عبث ہی کہ وہ کرتا ہے قطع
سنکے مقراض دولب سے میرے مطلب کی بات

بند ہو جاتی ہین رستے دہین آر شک قمر
جبکہ چلتی ہی تری زلف کی عقرب کی بات

تجہے اور آئینہ کو دیکہہ نہ کیون حیران ہون
جائے انصاف ہی کیا صاف ہو اوس ڈہب کی بات

جلوہ گر عالم حیرت ہے بوجہ احسن
اوس کے تحفے کی کہون اب کہ تری جیب کی بات

کان رکہہ کر نہ سنون کیونکہ بہلا مین کہ فضا یر
ہے مرے کام سے اوسکی دہن و لب کی بات

فرہاد مجہسے پوچہے ہے کیا داستان کی بات
شیرین لگی ہی تلخ جو اوس بدزبان کی بات

سرکا نہ سنکے ناقہ لیلی کے پہلو سے
مجنون نے کردی گوز شتر ساربان کی بات

سولی شمع حق مین اگرچہ پتنگ کے ۔ منصور وار سو دہے اوسکو ضرر کی وقت

بازی قمار عشق مین صیاد ہے نضیر
شمشیر لایا جو کوئی پہلے سپر کے وقت

دیکھا نہ تجھے رہگئی دیدار کی حسرت ۔ تا مرگ نہ نکلے ترے بیمار کی حسرت
جون نقش قدم خاک نشینان رہ عشق ۔ خاک ہی مین ملاتے رہے رفتار کی حسرت
سینہ سے نکلتی ہے ہر ایک آہ بھی جون سیر ۔ کیا دل مین ہمارے ہے قدیار کی حسرت
قاتل نے بھی افسوس نہ کی عقدہ کشائی ۔ بیہات رہے ناخن تلوار کی حسرت
سر کہوئے ہوے شمع صفت ہین کہ یہان ہے ۔ سر رشتہ الفت سے ہمین تار کی حسرت
جون دانۂ تسبیح اب اے شیخ و برہمن ۔ اس دل مین نہین رشتۂ زنار کی حسرت
صیاد قفس کو نہ اوٹھا صحن چمن سے ۔ باقی ہے ابھی مرغ گرفتار کی حسرت
گو جام و جم و کاسہ فغفور گئے آہ ۔ قارون بھی گیا لے زر و دینار کی حسرت

آئینہ نضیر اوسکو ذرا لیکے دکھا دے
رہ جائے نہ جی مین گل و گلزار کی حسرت

جاے تحسین ہو بیمارے ترے بیمار کی بات ۔ مرگیا پر لب شکوہ سے نہ اظہار کی بات
ہم نہ کہتے تھے نہ کہہ حرف خودی اے منصور ۔ عاقبت دار پہ کھینچے گی یہ بیدار کی بات
مہ و خور تیغ و سپر لیکے لڑین آپس مین ۔ گر چلے چرخ پہ ظالم ترے تلوار کی بات
پہوٹ جائے گی صبا طبلۂ عطار کی بو ۔ ہے خطا کہو لئے اوس طرۂ طرار کی بات

ہر ایک ذرہ کو ہے آفتاب سے نسبت
بجا ہے دُرد کو گر ہو شراب سے نسبت

تمہارے ناخن پا کی برابری تو کرے
ہلال کیا ہے جو دتجے رکاب سے نسبت

نچھیڑ یکنفس سر دین ہے کام تمام
رکھے ہے آئینہ دل حباب سے نسبت

بجا ہے نغمۂ داؤد کو اگر دیجے
صدائے بربط و چنگ رباب سے نسبت

جنہون کو نیند نہ آتی تھی فرش مخمل پر
اونہون کو اب ہے نہ خاک خواب سے نسبت

پتنگ شمع کے صدقے ہے جانی اوسکی بلا
چکور کو ہے اگر ماہتاب سے نسبت

لبون سے اوسکے ہے کیا کام جام مے کو نضیر
عجب ہے یہہ کہ ہو آتش کو آب سے نسبت

سر پہ رکھہ تاج شکوفہ ہے وہ افلاک پرست
دانہ سان مزرع دنیا مین جو ہی خاک پرست

دیدۂ دام محبت سے لگائی ہے نگہ
ہون نہ مین صید گہ عشق مین فتراک پرست

نخوت عشق مین معشوق سے جذبۂ عشق
یہہ غلط ہے کہ نہو عاشق بیباک پرست

نرگس آسا ہر ایک انگشت پہ پیمانہ ہے
ساقی اس دور مین ہین ہم تجرباک پرست

آستین صرف نہین دامن و جیب و رومال
چشم بدور ہین کیا دیدۂ نمناک پرست

کیا ہے اعجاز جلا دینے مین فیروزے کی
کب تنا سا ہے جلا دینے مین خاکاک پرست

کام آزاد کو ہے خلعت عریانی سے
جس لباسی کو ہے دیکھا ہے ہو پوشاک پرست

نہ پڑ ک اسقدر اے آتش گل کہیو نضیر
آشیانے کیلئے ہون خس و خاشاک پرست

پچپائے گا غنچہ بھی یہان کھول کے مٹھی
کیا جانئے کیا ہے خط تقدیر سر دست

رکھہ طایر دل کو مرے صیاد قفس مین
ٹھہرے ہے کوئی مرغ ہوا گیر سر دست

مہتاب ہے اس اضی گردون کے کف رات
لبریز رکھے ہے قدح شیر سر دست

مژگان سے بچو دل تو نگہ اوسکی نچھوڑے
سو تیر ہین ترکش مین تو اک تیر سر دست

اکدم کی ہے بنیاد حباب لب دریا
ہیہات کہ ہستی کی ہے تعمیر سر دست

آغشتہ بخون ہے رگ برگ گل ریحان
شب دیکھہ حنا کی تری تحریر سر دست

برباد فضیلا اپنے نکرا اشک مسلسل
رکھہ سبحہ یہہ اے عاشق دلگیر سر دست

عالم مین اوسکے کیون نہو شہرہ پشت دست
رکھتا ہے مثل آئینہ پر نور پشت دست

حسرت سے باغ دہر مین ساقی ترے بغیر
مارے ہے برگ ریزی انگور پشت دست

ساقی کی میرے دیکھیو پیمانے مین ادا
سوتا ہے رکھہ بدیدہ مخمور پشت دست

آغشتہ جبکہ پاسے ہو رنگ حنا ترے
مارے نہ کیونکہ وہ برخ جور پشت دست

اوس گلبدن کے عشق مین رہتے ہین ہم فضیلا
جون برگ لالہ داغ سے معمور پشت دست

مژدہ گل باغ مین اب دے ہے کوجا کر نسبت
ہم اسیران قفس کو کون ہے ولا کر نسبت

زرد جوڑا پہنکر عالم کو زخمی کر دیا
رنگ ہولی کا مچایا اوسنے کہلا کر نسبت

حیف عاشق ہی گلے کا ہو گیا اوس کے نہ ہار
جلوہ دستار معشوقان ہے آکر نسبت

چل دل اوس کوچے مین فوج اشک جیم ہمسیت — بادشاہ ملک تن ہی توکل لشکر سمیت

کیون نہ ہم شیشہ کو تپکین باغین ساغر سمیت — توڑنا گلچین ہے غنچہ کو گل احمر سمیت

خال کو دیکھا ہے دل تونے لب دلبر سمیت — شکر للہ کر ہلال آیا نظر کو ثر سمیت

دیکھی آدھی رات کو مانگ اوسکی جب جوہر سمیت — کٹ گئی تب کہکشان دینار دار اختر سمیت

زلف مشکین تحت مین کر دل خط دلبر سمیت — کشور تاتار لے سر کر کے عنبر سر سمیت

دیکھیے اے قاتل مژگان تیری وہ خنجر سمیت — جسنے عنقا کو کبھی دیکھا ہو شہپر سمیت

چشم وہ کیا ہے کہ جسمین ایک بھی آنسو نہین — آبرو تب ہے صدف کی جبکہ ہو گوہر سمیت

قشقہ اوس بت کے جبین پر جون الف یا نون ہین — دیکھہ لو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت

آنسوؤن کے بوجھہ کی لائے نہ مژگان تاب ہے — عاقبت ٹوٹی رسن طفلان بازیگر سمیت

ابرو ے پرخم کے پہلو مین بنا کاکل کا خال — اے قمر طلعت نکلتا ہے اختر سمیت

ناف کے حلقہ سے بچ اوس بحر خوبی کے دلا — ڈوبتی کشتی ہی اس گرداب مین لنگر سمیت

حسن سے آگاہ کر مغرور خوبان کو کیا — گاڑہی دینا تہا آئینہ کو اسکندر سمیت

ہے نمود خط تری رخ کی اوہٹا ے رخ سے زلف — رات کو خوبی ہی ہالہ کی مہ انور سمیت

سوزن بے رشتہ آسا پھر نہ ڈھونڈا پاؤ مین — گر نہو تار نفس میرے تن لاغر سمیت

گو ہین یار و پھر ہم پر عشق سے خالی نہین — رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت

ذکر کسکے جامہ زیبی کا ہے مجی مین اے صبا — کی جو سوتکڑے قبا ہر گل نے بالا بر سمیت

مین خط پشت لب دسر کے ہون سے بوسے خوش — زہر بھی اوسنے دیا یارو تو ہان شکر سمیت

دلکو روؤن یا کہ مین ہر استخوان تن کو عشق
نیستان ہو نکا ہے تو نے آہ شیر نر سمیت

پڑہ بہ تبدیل قوافی اس زمین مین ہے افضد
دوسری بھی اب غزل مضمون تازہ تر سمیت

ذکر خطا اپنی زبان پر کہہ رخ جانان سمیت
یاد تفسیر حسینی کر دلا قرآن سمیت

آبلہ گر مین دکہا دون سینہ سوزان سمیت
ہاتہہ شیشون سے اوٹہا شیشہ گر دوکان سمیت

ہے چمن مین خندہ گل شبنم گریان سمیت
ساقیا دے ساغری برق ہی باران سمیت

کر نظر خط پر دلا پشت لب جانان سمیت
خضر کو دیکہا ہو گر چشمہ حیوان سمیت

اوس نے دل سینہ سے کہینچا تیر کے پیکان سمیت
آہ صاحب خانہ بھی آخر چلا مہمان سمیت

دل بدر یا سر شک چشم ترا اپنا نہین
ہم دکہاتے نوح کی کشتی کو بین طوفان سمیت

زہد رخ خاسی ہی جانان خال کا نقطہ مٹا
زاغ کو کیجا نہ کہہ طوطی خوش الحان سمیت

دیکہتی کیا ہے دل بلبل مین اے باد بہار
تیر شاخ گل لگا غنچے کے تو پیکان سمیت

ایک بوسہ کے لئے اتنی بھی ہٹ لازم نہین
نقد دل کیا مال ہی حاضر ہون بہی جان سمیت

بعد مجنون کے نہ چمکے یہ سیر ادیوانہ پن
مین ہون اب اشکون کے دولت لشکر طغیان سمیت

ترک چشم یار ہی گر شہرہ آفاق ہے
قوس ابرو کو رکہے ہی ناوک مژگان سمیت

مہ جبین دست حنائی مت دکہا کٹ جائگا
پنجہ مہر شفق گون پنجہ مرجان سمیت

مت اوٹہا رخ سے نقاب آبنہ دکہلا لرف لحظ
باغ مین غارت نکر سنبل کو تو ریحان سمیت

وہ دفن مین اوسکے دیکہے آ عزیز دل مرا
جسنے یوسف کو نہ دیکہا ہو چہ کنعان سمیت

شمع ابرو پہ ترے عشق سے ہے یہ ذل آنکھوں پر
اوسکو مسجد سے ہے اسکو خرابات سے چھوٹ

المدد المدد اے خار بیابان وفا
قافلہ دور گیا ہم سے رہے سات سے چھوٹ

ناخن تیغ ستمگر نے نہ عقدہ کھولا
قید ہستی کے نہیں آہ صعوبات سے چھوٹ

کشور عشق مین ہے شور قیامت برپا
وان بھی کیجئے یارب جو ہو اس بات سے چھوٹ

شمع کو کیا ہی خزان سے کہ گیا جلکے یہ نخل
پھول ہی پھل ہی پری شاخ سے اور بات سے چھوٹ

سیکھے لے حرف نفی غنچہ لاسے کوئی
اے صبا جسکی زبان کو ہی نہیں بات سے چھوٹ

لکھہ غزل جلد اسی بحر مین اک اور فصیل
جسمین یہہ طایر مضمون نہ ترے ہات سے چھوٹ

زلف مشکین گئی سلجھنے کے جو شب ہاتھہ سے چھوٹ
تا سحر حرف خطا کے نہ ملی بات سے چھوٹ

خانہ چشم کی کیا خاک مرمت کیجے
طرفۃ العین نہین موسم برسات سے چھوٹ

کہکشان کشتی افلاک مین اک لنگر ہے
کس طرح جائے یہہ آویزہ ترے ہات سے چھوٹ

گرد باد انہ بہنکے ہین لئے خیمہ کو
اس طرح کوئی نہو خاک بسر سات سے چھوٹ

خط سبز یہہ چشمۂ حیوان لب یار رہا
دست دل آہ گیا یہہ ظلمات سے چھوٹ

یاد آئی جو تری زلف چلیپا شب کو
دل گیا خواب پریشان کی خیالات سے چھوٹ

ہے یہی سوچ مجھے روز جزا آہ فصیل
کس طرح ہوگی گناہونکے مکافات سے چھوٹ

نہین کہلتا یہہ عقدۂ غنچہ تقدیر کیا باعث
کہ کیون وا شد نہین یہہ عقدۂ تصویر کیا باعث

دامان و آستین کے سوا کسکو یاد ہے
عاشق کے تیرے دیدۂ خونبار کا علاج

کھٹکے ہے دل مین کچھہ مژہ یار اے طبیب
کیا کیجئے آہ سرزنش خار کا علاج

رہتی ہے بند شام و سحر یہ کہ بن ترے
ہو کس سے چشم رخنہ دیوار کا علاج

پوچھا جو مین نے اپنے مسیحا سے ایکدن
یعنے ہی کچھہ بھی درد دل زار کا علاج

بولا نہ درد دل نہ تپ عشق ہے تجھے
بیمار ہو تو کیجئے بیمار کا علاج

ہان ایک وہم ہی سو نہین آجتک ہوا
لقمان سے بھی وہم کے آزار کا علاج

مرہم گئے دلے نہ کسی سے ہوا نصیب
اس زخم تیغ ابروے خمدار کا علاج

چمکے ہین دانت یار کے دونے مسی سی آج
کوندی ہے برق ابر سیہ مین خوشی سی آج

سبزہ ہے سرزمین حسن خس و خار خط سے پاک
جاروب ہی وہ زلف پریشان کی سی آج

گل کی کسی خبر ہے گلستان دہر مین
جو گل ہی مغتنم ہے جو گذری خوشی سی آج

ہولے سے تو نے کیا گذرا ک میرے گھر کیا
آیا ہون مین بھی آپ مین خود رفتگی سی آج

دیکھین وہ قد توازۂ شہپر سے قمریان
یہہ قطع پائے سرو کرین اس خوشی سی آج

دریا دلونکی خاک مین مل جاے آبرو
مانگین جو آب بحر سے تشنہ لبی سی آج

ہے پسلینو کا نقش مرے نقش بوریا
لوٹا ہون فرش خاکیہ کیا بیکلی سی آج

سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بہلگے جو آہ سرد پہر اوسکی گلی سی آج

خالی پڑا شکم ہے لب نان جون ہلال
کسکو دکھائیے نہین مطلب کسی سی آج

کیا جانے کیا مدنظر اوسکو ہے تجھ سے — آئینہ جو حیران ہے بنا کر تری سج دھج

رکھہ یاد نصیر اسنے کہی بات کہ قاتل
بھولے گی نہین تا دم تغجہ تری سج دھج

دیکھیے تو جی لگے نہ ترا اپنے گھر کے بیچ — ہر شاخ بلبلونکا مری جسم تر کے بیچ
چلمن مژہ کی جھوڑ دی پیش رواق چشم — اے طفل اشک نکلیو مت دو پہر کے بیچ
اب رحم کر ٹک اسکی تہی پر اے افلک — سو راخ ہے گہر کے ہمیشہ جگر کے بیچ
مضمون تازہ کیہہ دہن یار کا توڑ ہو نڈہ — رہتا نصیر ہیچ ہے فکر کمر کے بیچ

دیکھے لیلی کے اگر زلف گرہ گیر کے بیچ — قیس بر پا کرے غل خانہ زنجیر کے بیچ
مرغ جان کیونکہ نہ پرواز کرے دشت سی — حلقہ دام ہین اوس جوہر شمشیر کے بیچ
اوسکے پہندے سی کوئی نکلے خدا یا کیونکر — آہ ہر بات مین ہو جس بت بے پیر کے بیچ
تجکو اے چرخ کہن دیکہہ دکہا دونگا زمین — کہ جوان پر نہین چلتے ہین بل پیر کے بیچ
ہل سکے گا و زمین خاک کہ زنجیر ہین ہین — ریشہ بیخ درختان زمین گیر کے بیچ
اپنی صورت جو ہوا دیکہہ کے وہ دیوانہ — جوہر آئینہ سب بنگئے زنجیر کے بیچ
دل مین گہر گرچہ بتا نکاہی دلے کہلاتے نہین — قفل صندوقچہ محفل تصویر کے بیچ
شیخ کو وجد ہو محفل مین نہ کیونکر یارو — کہنچتے دلکو ہین آواز مضامیر کے بیچ
موج سبزہ کی طرح آخط رخسار بتان — بچدا پیش نظر ہین تری تحریر کے بیچ
رشتہ شمع کے مانند جلے ہین عاشق — تا فلک پہنچے ہین آہ دل گیر کے بیچ

لکھہ غزل اک اور رنگین اس سی بھی بہتر فصیح
اس زمین کی کب گئی ہی دلمین کہہ بانکی طرح

چشم زمین لخت دل سی یون ہی مژگانکی طرح
آب دریا مین ہی جون سرو چراغانکی طرح

اشک گلگون سی بنی گر اپنے دامانکی طرح
گرد ہوجاگی باغ نوا فشان کی طرح

سا فیاست پو یہہ کہہ تہہ بن چنین صوجم
غنچہ لالہ لگے ہے محکمہ پیکان کی طرح

روز و شب جاری رہی ہے آب سیل اشک آہ
روزن کشتی تہی ہی چشم گریان کی طرح

ہاتہہ پر گل کہاکے ہنسے دیکہہ ہاتون ہات آج
اے صبا ڈالی بنائی ہے گلستانکی طرح

ڈوب جا رشک سی ہو پانی پانی اے عزیز
دیکہے گر یوسف ترے چاہ زنخدانکی طرح

جم گیا ہی روتے روتے کیا یہہ خونتاب جگر
پنجہ مژگان ہی دیکہو آج مژگان کی طرح

زرد اشک سرخ تونے آج دکہلائی بہار
جون رگ گل ہی مرے تار گریبانکی طرح

ہون ہوا خواہ بیابان بعد مجنون گرد باد
دلمین کھٹکے ہے مرے خار مغیلانکی طرح

روز و شب ہی کیا خیال چشم جانان سے فصیح
یک قلم دل بن گیا ہے نرگستان کی طرح

سمجہہ اور بوجہہ اے شیخ ہنے دور کی تسبیح
دکہلانیکے لئے لوگونکے ہست رکہہ زور کی تسبیح

جہان سی نام حق کا لیکے اپنی راہ اک سو لی
اناالحق تا دم آخر رہی منصور کی تسبیح

عبادت روز و شب کرتے ہین جنت کے لئے زاہد
پڑہین ہین بے سبب کب خالق غیور کی تسبیح

لگے ہی یاد مجکو بے طرح دانہ سے خمر رز کی
بنایا چاہیے اب دانہ انگور کی تسبیح

جون مہر کھلنے دیتی نہین آنکھ خواب سی
جان مسافران کی عدو ہے ہوائے صبح

رکھتی رخ نگار سی ہے تو مشابہت
کیونکر نہ میرے دلمین تری ہو رجائے صبح

سرگرم مہر غیر سے ہی وہ سدا رہا
ہر چند ہمنے نقش بھی لکھہ کر جلائے صبح

خاک اس کی دوستی کا کرے اعتبار مہر
پہلے زمین پہ شام کو سر پہ چڑہائے صبح

شکر خدا کہ مین نہوا آج تک دِلا
ممنون نالہ شب و آہ رسائے صبح

پہرتے نہین ہی کاسہ بکف مہر کی طرح
ہر روز بن کے کوچہ بکوچہ گدائے صبح

ہم وہ فلک ہین اہل توکل کہ مثل ماہ
رکھتے نہین ہین نان نسینہ برائے صبح

ہے الفت دلی مجھے طفلی سی تیرے ساتھہ
اے یار مہر طلعت و رونق فزائے صبح

کہتا تہا شب کے خواب مین رخ دیکھہ کر ترا
والشمس کا ٹکڑا مجھے ملا پڑہا ہائے صبح

افسوس ہی کہ جلد شب وصل کٹ گئی
اور بولنے لگے ہمہ سو زاغہائے صبح

کوئن تو کیا اسے یہی کہنا مرا ہے بس
ہجر انکی اپنے آگے الٰہی یہ پائے صبح

غم الوداع شام جوانے کا کیون نہو
پیری کی اے فضاہیں یہ جب منہہ دکہائے صبح

نالے سے لیکے دل نے نئی یاد کی طرح
ہر دم نئی نکالے ہے فریاد کی طرح

یکدست جانمین رگ جانمین ترے مژہ
ڈوبے رہے ہے نشتر فصاد کی طرح

اصلاح خط کو دے ترے آئینہ کیا ہے منہہ
اس خط سے ملتی ہی خط استاد کی طرح

کٹتا ہے کوئی آکے تیشہ سے کوہ غم
مر مر گئے ہین سیکڑون فرہاد کی طرح

مرد مان کیا دیکھتے ہو یہہ نہین لخت جگر
دل نے فوج عشق سے اوسکے جو پائی ہی شکست

ق

کچھہ مرے ہمراہ اشک دیدۂ نمناک سرخ
لے چلے ہین تہیلے اب ہر کارہ ہاڈاک سرخ

زیب دستار بتان اک روز ہووے گا فضاہیر
ہے برنگ گل ترا بھی یہ دل صد چاک سرخ

تھی زلف یار سنبل خلد بریں کی شاخ
بالی کے موتیون سے بنی یاسمین کی شاخ

بے فیض آہ پھولتے پھلتے نہین کبھی
سرسبز کبسے دیکھی ہے گاو زمین کی شاخ

از بسکہ نخل سوختہ ہے شمع انجمن
پر داغ عشق سی ہے گل آتشین کی شاخ

شاخین تری ہیون گل بادام کے ہین دو
ہم چشم اس سی کیا ہو غزالان چین کی شاخ

نخل چنار رشک سی جلتا ہے دیکھکر
دست حنائی صنم نازنین کی شاخ

ہر گل کی باغ دہر مین با صد زبان برگ
تعریف کر رہی ہین جہان آفرین کی شاخ

ڈھونڈے زمین پہ گوشۂ تسکین ہلال چرخ
دیکھے اگر کمال بت مہ جبین کی شاخ

کیا سرخ خون دل سی ہے اپنی مژہ فضاہیر
مرجان کے نخل نے بھی یہہ پیدا نہین کی شاخ

یہہ کل جائیگی اکدن تری چوڑائی چرخ
گر کبھی تجھہ سی زمین ہنسے بھی ہنوائی چرخ

گرد باد انہ ہوا خواہون سے اپنے تو نے
عاقبت خاک ہر اک دشت کی چھنوائی چرخ

مہر مت سمجھو کٹورا ہے سنہری اسمین
قابل سیر ہے جون گنبد مینائی چرخ

سرفرازی تری معلوم ہوئی تہ کر کہہ
تو یہ نو بارچہ کا خلعت رسوائی چرخ

تو لب خنداں ہو تو مین چشم گریاں کیون نہون
برق چشمک زن ہو تو ہوتی ہے یار انکی نمود

فصل گل آئی ہے اور ساتھ ہے پہرے ہے خیاں
ہے ہوا پر اندنون اس چشم گریاں کی نمود

ابر دریا بار کیا باندھے ہے دریا پر ہوا
ہو رہی ہے اندنون اس چشم گریاں کی نمود

عہد پیری مین کہلی ہے چشم غفلت آ فضا مین
صبح کو ہوتی ہے ہیچ مہر درخشان کی نمود

کاش بجائین مرے دیدۂ تر بند کے بند
کہ وہ رکھتا ہی سدا روزن در بند کے بند

سر قاصد کو مرے گر نہ قلم کرتا وہ
بھیجتا لکھہ کے اوسے شام و سحر بند کے بند

دیکھنے دے اسے گلہای چمن کو صیاد
دیدے بلکر تو نہ کر بلبل پر بند کے بند

کوے ہی کہیت کو سبز ابر نیلگون کی بوند
عجب ہی حسرت باری بیچگون کی بوند

کوے عروج پہ خاک اپنے ناز فوارہ
کہ مرکے بل گری ہے آب از گونکی بوند

زبان تیشہ کی نشتر کا تہا یہ ڈر فرہاد
نہ نکلی خون رگ سنگ بے ستونکی بوند

پڑین بہ سینۂ دریا پہپولے جاے حباب
عرق کے پھپکے مرے گرتپ درونکی بوند

کمی کی تونے بیابان مین ورنہ نشتر خار
کہلاتی گل مرے خون سگ جنونکی بوند

الہی میری دعا تو قبول کر اسوقت
پڑے نہ کوئی سحاب سیاہ گونکی بوند

ہوا یہ ہمسری کر نیکو چرخ سے تکل
ہوے ہی آج مکرر ذوفنون کی بوند

یون تصور ہے ترا دیدۂ پر آب مین بند
جون شناور ہو کوئی حلقہ گرداب مین بند

گرچہ لسان وہ تہا ایک پر اوسکو ہمنے
دو ہی باتون مین کیا محفل احباب مین بند

فرش خاکستر ہے منعم اکیدن سونا ہے دیکھیے
مسند زرین بچھا مت اور نہ کر ایوان سفید

منزل آسایش دنیا ہے غافل چند روز
کام وہ کر جس سے گہر ہو عاقبت کا مان سفید

لال جوڑا ابر مین گر اوس شوخ کے دیکھیے نصیب
پیرہن تہ کر رکھے اپنا مہ کنعان سفید

کیون نہ ہین بشر کو ہم آتش و آب و خاک باد
قدرت حق سے ہین ہم آتش و آب و خاک باد

اخگر غنچہ آب جو گر و چمن نسیم صبح
ہین یہ گر کشاے غم آتش و آب و خاک باد

حصہ کو اہل معرفت کیونکہ نہ سمجھین ہم اب
یہ بھی رکھے ہی بیش و کم آتش و آب و خاک باد

سوز شون داغ آبلہ گرد الم شمار دم
ہجر مین چارون ہین ہم آتش و آب و خاک باد

برق و سحاب و گرد باد دشت جنون مین ساتھ ہین
ہین یہ مرے رفیق دم آتش و آب و خاک باد

روے و عرق عنبار خط جنبش زلف کی ہوا
چارون ہین دل کے حلقین ہم آتش و آب و خاک باد

چشم مین آتشین ہین اشک لبین غبار آہ سرد
دونون سے لیتے ہین جنم آتش و آب و خاک باد

مجکو جدائی کیلئے رکھتے ہین گہیرے دمبدم
تیرے یہ عشق مین صنم آتش و آب و خاک باد

کیون نہ حواس خمسہ گم اہل سخن کے ہون نصیب
تجھسے ہی بس ہوے رقم آتش و آب و خاک باد

نامہ بر کیون نہ وہان پہنچے یہہ اوڑکر کاغذ
نامۂ شوق کلے ہے بال کبوتر کا غذ

کس گنہگار کے نامہ کا ہے دلبر کا غذ
تو جو قینچی یہ چڑہاتا ہے یہہ لیکر کا غذ

عکس مژگان سے تیرے صفحہ آئینہ کا
یکقلم دیکھہ رکھے ہے خط مسطر کا غذ

شوخی چشم جو آئی تری اے یار نظر
رم آہو سے مری اوٹھہ گئی یکبار نظر

سرمہ آلودتری کیا ہے یہہ دلدار نظر
تیر خاکی کی طرح دلکی ہوئی پار نظر

تیرے عارض پہ کہان خط سیہ نکلا ہے
ابر آتا ہے ہمین موتہہ پہ دہنوا دہار نظر

خال چشم ایک یہہ تعویذ نظر ہے تیرا
چشم بد دور لگی کس کی تجھے یار نظر

حلقہ زلف ہی دل جہانکی ہی یون رخ پہ تری
جون کرے سوے چمن مرغ گرفتار نظر

وادی قیس مین آنکہون سے قدم رکہتا ہون
چشم پر آبلہ پا پہ نر کہہ خار نظر

دامن ابر مژہ ہے گہر اشک سے پر
تجہپہ کیا کیجے اے ابر گہربار نظر

کہنچکر تیغ لگاتی ہی دو دستی مژگان
اوسکی پڑتی نہین دل پر یہ ہری ہر بار نظر

دست کاری تیری معلوم ہوئی دست جنون
دیکہہ کہتا ہون تجھے کیجو نہ زنہار نظر

شمع نازان نہ ہوا سر پہ کرو بال گردن
جیب کا ایک بھی آتا نہین اب تار نظر

کیونکہ اک نیزہ پہ خورشید اب آکر ٹہہرا
ہلکو آتا ہے ترا طرۂ زرتار نظر

یہہ قیامت کے ہمین آئی ہی آثار نظر

کہوج کیا دل کا ملے کاکل جانان مین نصیر
کام کرتی نہین یعنے بشب تار نظر

نرکہنا ہنسے طفل اشک کو یہہ بات چہاتی ہے
کہ نور چشم تہا یہہ لوٹنا دن رات چہاتی ہے

یہہ خط کہ کہکشان کہتی نہین ہر رات چہاتی ہے
نکالی اس نے ہی سیدہی رہ ظلمات چہاتی ہے

سپر گردابکی رو کی نہ کیون دریا کہ اے ساقی
خدنگ تار باراں چہوڑی ہی برسات چہاتی ہے

بلبل کے حق مین تنگی صیاد خود بہار ۔ باندھے ہی رشتہ گل سے مذان پر
چلتا نہین کچھہ عشق کی آتش سی داغ دل ۔ آنسو بھی آبلہ ہے مژہ کی زبان پر
گذرا جو وہ رخ عرق آلود سے کہین ۔ یک لخت او سپر کئے گچھہ گلستان پر
اے نامہ بر جواب کے کچھہ میری بات کا ق انخان ہو کے ہاتھہ نہ کہنا اپنے کان پر
گر اوس نے خون پر نہین باندھی کمر تو کیون ۔ نامہ لکھا ہے یہہ ورق برگ پان پر

دنیا ہے فاحشہ نہ لگا اس سے دل نصیر
مرتی ہے پیر زال یہہ ہر نوجوان پر

زلف کا حلقہ وہ جب بالائے گوش آیا نظر ۔ حلقۂ چشم پری حلقہ بگوش آیا نظر
خواب راحت مین ہر اک مجکو خموش آیا نظر ۔ دامن روے زمین بھی پردہ پوش آیا نظر
رخ پر خط کہنا تمہین دیکھو بہر صورت ہی کفر ۔ خانہ کعبہ مین پیر سبزہ فروش آیا نظر
بام پر اپنے ہوا کیا جلوۂ فرما رشک مہ ۔ آفتاب حشر بھی خانہ بدوش آیا نظر
دور ساغر ہے بعینہ گردش چشم بتان ۔ ہوش مین مجکو نہ کوئی اہل ہوش آیا نظر
بزم تصویریات کا ہے اور ہی کچھہ رنگ و ڈھنگ ۔ عالم حیرت مین جو دیکھا خموش آیا نظر
کسنے یہہ برپا کیا ہنگامۂ محشر دلا ۔ ایک عالم بر سر شور و خروش آیا نظر
سیر گلگشت چمن کو ہوگی گلگون پر سوار ۔ صبح دم گلشن مین کیا وہ بادہ نوش آیا نظر

گل ہی کچھہ تنہا نہین ساغر بکف دہان ای نصیر
یعنے ہر غنچہ بھی مجکو خم بدوش آیا نظر

مثال آئینہ رد شخصیر ہم ہین نضایں
رہے ہی اہل کدورت کے رنگ سینے پر

رکہتا ہون دکر زلف بتان کیا زبان پر
مارے ہی موج عشق کا دریا زبان پر

فوارہ سان نکلتی ہے ہر دم لبون سے آہ
یہانتک ہی تشنگی میری پیدا زبان پر

الفت یہہ ہی کہ خار مغیلان بھی بعد قیس
رکہتا ہی وصف دامن صحرا زبان پر

سرگرم نالہ یہہ ہوئی بلبل کہ پڑ گیا
شبنم سے برگ گل کا پہپولا زبان پر

ہر گام پر ہے وہ تری ٹھوکر مین یہہ اثر
رکہتا تہا معجزہ جو مسیحا زبان پر

جو غنچہ باغ دہر مین جز مہر خاموشی
آتا نہین ہے حرف تمنا زبان پر

یون چہپے نکر کہ مباد احد اکہے
صیاد تیری بلبل شیدا زبان پر

شب موج دود شعلۂ آتش نہین ہی یہہ
مار سیہ ہی شمع کی گویا زبان پر

موتی پرو رہے ہین تری دندان کی وصف مین
تہا کہکشان کی کب یہہ ثریا زبان پر

اقرار وصل یار سے امروز تہا نضیر
لایا وہ تسلیہ و عدہ فردا زبان پر

فوج اشک اب ہو نہ کیون دیدہ تر سی باہر
علم آہ جو نکلے ہے جگر سے باہر

بت بیمہر کو ایکذرہ نہ جون بجر ہے چین
شام تک صبح سے پہرتا ہی وہ گھر سی باہر

سر بلندی کی ہوا پر جبت ابہر ہے حباب
طرفۃ العین یہہ ہو جائیگا سر سے باہر

قفس چرخ مین رکہتا ہی بہت دام اپنا
یا الہی کوئی اب نکلے کدہر سے باہر

فقیر و نکی نہیں دلمیں سوا تخت سلیمان کی
چڑھی رہ حرص مرتے تک طالب دنیا کی چھاتی پر

فصیل اب تجکو کچھ نہ محرز نگاہ در نہیں شاید
لگا دینا ہی ہاتھہ اوس انجمن آرا کی چھاتی پر

ہی خط چین چین سے ابرو دلبر کی قدر
مردمان ہوتی نہیں ہی تیغ بے جوہر کی قدر

خال پیشانی سے تیری ہمسری کیونکر کرے
چرخ پر چندان نہیں ہی مہ جبین اختر کی قدر

سیکڑوں مر مر گئے ہین کونکن سی عشقین
جان شیرین جو کرے دی جاوے ہی پتھر کی قدر

دور یہہ تیرا رہی اس دور مین ساقی مدام
کیا کوئی کمظرف سمجھی شیشہ و ساغر کی قدر

ہار و ہاؤن کیونکہ مین جانے ہی ای کبک دری
یہہ سر و لیدہ میرا یار کے ٹھوکر کی قدر

اپنے آنکھون مین جگہہ نرگس نے دی ہے یکقلم
ای مہوس اسقدر ہی دیکھہ سیم و زر کی قدر

خاکساری کو سمجھتے خوب ہین اہل صفا
دل ہی آئینہ کی پوچھو کوئی خاکستر کی قدر

طایر سبل نہ پہنا اس سے سیکھا ہے یہان
برق کیا سمجھے ہے تو میرے دل مضطر کی قدر

مست مکدر اس سے ہوا ے بایل غفلت یہان
عاقبت معلوم ہوگی خاک کو بستر کی قدر

جب اسیر دام ہوگا طایر دل تو یہان
تب تجھے معلوم ہوگی اپنے بال و پر کی قدر

دیدۂ انصاف سے ٹک دیکھکر یہہ بات کہہ
آگے تیرے لب کی کیا ہے ہر اشک تر کی قدر

گرچہ ہی تو لعل نرہ یہہ بھی در شہوار ہے
تجکو اپنے لعل کی ہی مجکو اس گوہر کی قدر

داغ کہاتے ہین جوا سے اپنی چھاتی پر فصیل
اسلئے ہی عاقبت خندہ لالہ احمر کی قدر

تار بارش سے ہر ایک مرغ ہوا گیر کے پر
دیدۂ طایر دل ہی تری شاہین چشم — لگے ایسے یہہ نہین سر مۂ تحریر کے پر
سر کٹا شمع کا یون سامنے اور تسپہ پتنگ — نہوے آہ گلو گیر بھی گلگیر کے پر
پنجۂ مہر نہین بیضۂ گردون سے سحر — مرغ زرین کے نکالین ہین یہہ تنویر کے پر
دو ذوابرو کا ترے رشک چمن کے خیال — ق گونکلے ہین یہہ ہمنی دل دلگیر کے پر
پر کہان دام تحیر سے رہائی اس کو — بہر پرواز نہین بلبل تصویر کے پر

کیا غزل اب کوئی یکدست لکہی ایسی فصیح
راستی یون ہی کہ جلتے ہین یہان پیر کے پر

رنگ زرد اپنا یاد یون دل مہنا را کہینچکر — کہرہا جون خس کو رکہے آسکا را کہینچکر
دوستی پر تیری اے دہقان پسر تیر پڑین — کیون فلاخن سی مجہے ایک سنگ مارا کہینچکر
سر بلندی پر ابہر مت اکیدم کی اے حباب — بیٹہہ رہ بحر جہان مین تو کنارا کہینچکر
پہر لچکتی ہی مگر کی آکے اوسکی شاخ گل — اسکا خمیازہ رہیگی تو دو بارا کہینچکر
خال رخ سی تیری شبکو چرخ پر اے رشک ماہ — آگیا دور آپکو گردش مین تارا کہینچکر
خندہ زن کس مہ نہ سی ہی مرے دل صد چاک پر — پوست اب تیر ستارہ ہوگا اسی ہزارا کہینچکر
زال دنیا ہمسی جون سانپ اوڑتی ہے کیا — مار رکہیں گے تجہے اے خام یارا کہینچکر
جاے حیرت ہی کہ آئینہ نے صاف اب یکقلم — صفحۂ دل پر ترا نقشہ اوتارا کہینچکر
غیر مقناطیس جس دل کی ہے آہن بر وہ — سیخ ہی کب لیجاتی ہین بد سنگ خارا کہینچکر

مار کہاؤ گے تم ایسی کہین باتون سے فضایل

دل لیا زلف نے رکھتے ہو بہرم آنکھون پر

تیر مژگان سے ہم اس دل پر لگا دو چار پہر
اسقدر ابرو کمان پر ہے ست یکبار پہر

جیب و دامن ہی نہین دست جنون سے تار تار
رہ گئی دستار مین ہی ناصح دستار پہر

کل تو مجھمی کرادی کٹ گئی نرگس صبا
سامنے کرتی ہے آنکھین آج یہ مردار پہر

کب کسیکا ساغر دل ٹوٹ کر تجھے بنا
چاک کی مانند ست ای چرخ کجرفتار پہر

ہم نہ کہتے تھے نچیڑ اس چشم دریا بار کو
رو دیا اے ابر تو نے آخر اپنی بار پہر

گر ہوای ہرزہ گرد ی ہے تجھے اے گرد باد
تو مرے گرد آنکر صحرا مین جنون برکار پہر

گو ہر اشک اور لعل لخت دل ای مردمان
اب لگی رہنے نظر مین جو یہ چشم زار پہر

بجلو کیا سو جو ہے شاہد عشق کے سر کار سے
اتنون اسکو ہوا ہے جوہری بازار پہر

شکوۂ دور فلک کیجایہ گر کیجے فضایل

بخت برگشتہ سے اپنے پہر گیا دلدار پہر

مسی مالیدہ دندان مین وہ ٹک پانسی سب اخگر
کہ اختہ باد مین اڑنے لگی ہے وقت شب اخگر

یہ ہے اوش شعلہ رو کی حسن کی گرمی عضب اخگر
جو تو دیکھے تو جوگن ملکے خاکستر ہو اب اخگر

ہین یاقوت کی نکمہ کی آئینہ مین مت دیکھو
مبادا ایکدم مین ہو نکدی شہر حلب اخگر

جھمک سے دامن مژگان بلبل کی گلستانین
صبا ہر غنچہ گل کیا نظر آتا ہے اب اخگر

[illegible] سہ گردن تیرا کہو چمکے
ندیکھے جامۂ خاکستری مین اپنی جیب اخگر

گلاہی کی تری تا بفلک دھوم ہے یہہ
صبح خورشید کی دستار نہ پائی سر پر

آہ نے پہونک دیا ہے مراد امان شفق
دل خبردار کرے کیون نہ ہوائی سر پر

یاد اوس زلف چلیپا کی کہون کیا ہمدم
اک بلا یہہ نئی سر سے مرے لائی سر پر

بے حجاب اوسکو لب بام پہ گردون نے دیکہہ
رات کو چادر مہتاب اوڑائی سر پر

دم بہر باغ جہان کیون نہ ہوا خواہی کا
شاخ گل جبکہ صبا تو نے جہکائی سر پر

ہمسری کر کے یہان تو نے عبث شانے سی
مول لی اے دل صد چاک لڑائی سر پر

عاقبت لے نگیا یہان سے تہ خاک نصیر
گنج قارون کی طرح حاتم طائی سر پر

کیا خوش ہو کوئی صحبت دلگیر سے دلگیر
ہنستی نہین دیکہی کبھی تصویر سے تصویر

ناقص کو ہو کامل کا نہ کیونکر اثر فیض
تانبا بھی تو بنجاے ہے اکسیر سے اکسیر

ہے تاج زر اندوہ و وبال سر ہر شمع
سرگرم سخن ہے یہی گلگیر سے گلگیر

وحشت اسی کہتے ہین کہ غل کرتی ہے برپا
دست دل وابستہ زنجیر سے زنجہ

کہتا ہے زمرد رقم اوسکے خط و رخ دیکہہ
کس سبزہ سے ملاؤن تری تحریر سے تحریر

گو تیغ بکف برق ہے پر اے نگہ یار
کیا تاب لڑا وے تری شمشیر سے شمشیر

پہر بوسہ جو مانگون تو زبان کاٹیو میری
اب تو ہوئی اس مورد تقصیر سے تقصیر

جنگ نہو تدبیر سے تقدیر موافق
بن آتی نہین صاحب تدبیر سے

مٹتی کسی عنوان نہین لوح جبین سے
لکہی گئی جو کاتب تقدیر سے تقدیر

زلفین او بجھہ رہی ہین بہم روئے یار پر
اے شانہ تو یہ قصہ کہین انفصال کر

کس کام آئیگا تن کاہیدہ یہہ مرا
دانتو نہین لیکے کوئی نہ تنکا خلال کر

صاحب لو ذرا تو حقیقت مری سنو
سینہ سے لیگیا ہی کوئی دل نکال کر

سچ ہے کہ وہ عذاب سے دنیا کے چھٹ گیا
ہستی سے جو عدم کو گیا انتقال کر

آئی ہے کیا خزان کہین سے اے شبنم حزین
تو گو لیان جوڑ الے ہے سایے مین ڈیرا ڈال کر

لگے گی دم مین سر جنگ زمانہ سر اوٹھانے پر
ثنا تا منعو فرا رہ سان او جھلو غزانے پر

کمر باندہی ہے مشاطہ نے وہان ابرو بنانے پر
چلے گی ہمسے تلوار ایکدن آنکھین لڑانے پر

ہوا خواہو نہین کون ایسا ہی مانند مجنون کا
بگولا اب تلک بھی مستعد ہی خاک اوڑانے پر

ادا بجھتا ہی تری کامل سی دست انداز یہہ ہوکر
دل صد چاک کا مرے نہ کیون ہو دانت شانے پر

تبسم سے ترے تبخالہ لب کو ضرر کیا ہو
کہ خرخرمن نہین گرتی بجلی ایک دانے پر

دل اور سکا سنگ مقناطیس ہی مین ناتوان سوزن
نہ ٹہیرون گر کہین آجاہ وہ دل کے چٹانے پر

جواب نامہ کو کیا رو ون قسمت کا لکہا دیکہو
کہ وہان بند ہوا دانہ سی میرے کبوتر کے فضانے پر

یا ض ہر مین ہنا ہی خاک اہل تواضع کا
کہ شاخ پر ثمر کہاتی ہی پہر سر جہکانے پر

بجے پانی سی بتلا گل کرے گا قطرۂ شبنم
نکر مرغ چمن کے ژالہ بارے آشیانے پر

فضیلت اسکا ہر دسہ جو کرے وہ محض نادان ہی
بناے ہستی فانی ہے دم کے آنے جانے پر

ازبسکہ داغ ہی دل زار سر بسر
ہیچون جلے یہ جنس خریدار نہ رہے

ہوا خواہو نہیں اتنا تو کوئی ہو بعد مجنون کے
بگولہ دشت مین جا روب دے ہی خاک مجنون پر

نہ رنگ رہ ان مین نہ بو ہے مین نہ تابندہ
اتر سے ہی جلا بسے کی کیا دامان ہامون پر

الف کہینچے ہوے نکلے ہی اب تک با سر عریان
کسی آزاد کا سایہ پڑا ہے سرو موذن پر

نہ ہمو دانہ تسبیح کو نے ہین یہہ زنجیری
کمر باندہے ہی زاہد لشکر عصیان کے شیخون پر

بڑی ہی عشق کے رتبہ کی نوبت ہے تیرے عاشق کی
بظاہر گو نہین نوبت ہی اوس بالین مفتون پر

چمن مین یہہ جو موج نکہت گل تازیانہ ہے
برا کے شہسواری کون ہی سرگرم گلگون پر

فضیلی ایسی غزل تو نے لکہی ہے مرحبا تجکو
کہ سنکر لوٹتے ہین اہل معنی تیرے مضمون پر

عیان ہی کیا ترے قامت سے آسمانی سیر
دکہاے کان کے بالے نے لامکان کی سیر

ٹک آکے دیدہ عاشق کے کر مکانی سیر
مژہ سی کاٹ ہی کیلی کا اور یہان کی سیر

اوسی دکہاینے جوہر ہے تیغ ابرو کے
کہ جسنے کی ہو میان ملک اصفہانی سیر

اوٹہاؤ رخ سی نہ زلف سیاہ کو اب تم
خوش آتی ابر مین ہی باغ و بوستانی سیر

سوا ے دل ترے مژگان سی کون روکش ہو
جو شیر ہو سو کری دشت نیستان کی سیر

مناع لخت جگر لیچلین نکینو کر اشک
کہ ہی جہان مین مشہور کاروانی سیر

ہنسے نہ کیونکہ مرے دیکہنے سی اب وہ شوخ
کہ اوسنکی ہی ابھی کشت زعفران کی سیر

نہین ہین سرخ سرشک اب یہہ میرے دامن پر
کرون ہون تختہ گلہاے ارغوان کی سیر

فضیلی دس بت کافر کی آن نے واللہ
چہڑا دی دل سی مرآن مین جہان کی سیر

موسم گل مین بند ہی بیہات اوس بلبل کے پر
لکھ لنے سیران شاخ گل مین ہتے جو تل کے پر

ترک صید افگن نہ آیا ناوک اندازی سے باز
سہم کر قاتم نے ڈالے دشت مین کاکل کے پر

مر گیا عاشق ترا اخلاص مین واحسرتا
تو نے تربت مین نہ رکھے جاکے ڈھیلی قل کے پر

رخصت اے افصل خزان گلشن مین سکر کیا کرون
برگ گل اوڑتے کہین ہین اور کہین بلبل کے پر

شامت اے صیاد ہی اوس مرغ دست آموز کی
جسکے تو بیہات باندہی تار سے کاکل کے پر

بہہ نہین ہی خط سبزے ہمہ موطا دس کا
مصحف رخسار تین ہے میرے رشک گل کے پر

کیا ہوا دار و یمن گل کے ہین یہ مرغان چمن
جلتے ہین گرمی مین نکہا کھول سر پر گل کے پر

ہمنوایان چمن رونیکی جاہے کیا کہون
مرغ جو نالہ کنان ہی سر پہ رکھے گل کے پر

تاب پرواز آہ تا بام قفس اونکو نہین
آج صیاد جفا پیشہ نے کترے کل کے پر

اور بڑہتا ہون غزل اس بحر مین گرم ای نصیر
جلتے ہین یان مرغ طبع طالب آمل کے پر

خواب راحت کیلئے تکیہ سی ہیہنک اوس گل کے پر
بہر دئے ہین خادمان عشق نے بلبل کے پر

سر پہ اے صیاد پہیلاتے تھے جو ہر گل کے پر
نوچتا ہی تو ہزار افسوس اوس بلبل کے پر

کہولکر بیٹہا جو بہوزا سر پہ جسدم گل کے پر
ہوگئے بلبل کے عقعین تیغ ہیر بلبل کے پر

جان شیرین کیا بچے تیری طرح فرہاد آہ
کوہ عشق آکر گری جب مجہے پل کے پہل کے پر

خون خم ابرو مین لخت دل نہین اشکون کے ساتھ
بہتے ہین مرغابی دریاے زیر پل کے پر

کیا کہون اے اطفل دہقان فلاخن زن تجہے
ایک طایر نے نکہولے تیرے مارے غل کے پر

چلتا ہے جب زمین پہ کہڑا وہ پہنکے تو
پیدا کرے ہے اے بت کافر ہلال چار

پانچون نواوس کے ناخن بڑہاوڑ کے چوتھا
دیتا کبھی فلک جو تجھے پھر ہلال چار

زاہد اگر تجھے ہے تعجب تو دیکھ لے
جاکر کلال خانہ کے اندر ہلال چار

ملکر بہر دو گوشہ کشتی دکہاے ہے
موج شراب اور لب ساغر ہلال چار

فضل خدا سے خالق مضمون ہی تو فصیلہ
پیدا کرے گا کون سخنور ہلال چار

کیا چمکتی ہے تری قبضہ زر سے تلوار
کہ مہ نو کے گری میری نظر سے تلوار

مور کے حق مین نہین پر کا نکلنا بہتر
اے میان ہاتہہ مین رکہہ کہول کر سی تلوار

زخم دل کیون نہ ہرا ہو کہ ترے ابرو کے
زہر آلودہ ہے دسمہ کے اثر سے تلوار

دست انداز نہ گلچین ہو کہ مرغان چمن
رکہتے پہلو مین ہین شاخ گل تر سے تلوار

لطف بن اوس کے ہی کیا بادہ کشی کا ساقی
لب ساغر کے نہین کم یہ تہر سے تلوار

کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار تہا آہ
تم میرے قتل کو لائے جو سفر سے تلوار

کی ہے پیدا تیری تعریف کے اسنے یہہ زبان
کہینچ مت میرے لب زخم جگر سے تلوار

گذری شب وصل کی کر قتل مجہے تو لیکر
پنجہ مہر گریبان سحر سے تلوار

قتل ہونے کو نہ باندہین اگر عشاق کمر
قطرہ خون کو یہان پہر تری تر سے تلوار

دم جانے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہے تیز
میری تربت کے سدا لوح حجر سے تلوار

دیکہتا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج
برق چمکاے ہے انداز دگر سے تلوار

تجھکو کیون صاحب جوہر نکہین لوگ نصیحین
باندہے ہر شعر مین مضمون دگر سے تلوار

نگہ کی مت لگا بر چہی بت بے پیر چہاتی پر
ترے قربان کیا کم تہا ثمرہ کا تیر چہاتی پر

نہ لوٹا آہ طفل اشک دامنگیر چہاتی پر
کہ تہا یہہ فوردیدہ اسکی تہی تو قیر چہاتی پر

کرے جب چڑہ کے مرفوع القلم تقدیر چہاتی پر
نکیون زخمونپہ کہائے زخم بہر خط گیر چہاتی پر

مین اون روزون سے اے طفل حسین تیرا ہون دیوانہ
کہ منت کا گلے مین طوق تہا زنجیر چہاتی پر

جواب نامہ کی تا ہو بعد از مرگ کچہہ حاجت
مصور کینچ سر سے پا رکی تصویر چہاتی پر

کرے کیونکر نہ سنگ آسیا پہر شور و غل برپا
دلے جب مونگ اوسکی تو سدا تقدیر چہاتی پر

عزیزو ہے مرد لکو خیال اوسکے خط رخ کا
نرکہون سورۂ یوسف کی کیون تفسیر چہاتی پر

ہوا ہو جا اگر مین نیکون گنبد حبابون کا
تری اے قلزم مواج ہے تعمیر چہاتی پر

کرے ہی نیچ بچکر اگر تو دیکہہ کہتا ہون
چہری مت پہیر قاتل چڑہکے بے تکبیر چہاتی پر

بت عشاق کش کا کیون نہ سیر بانکپن چمکے
جو سو زیر سر رکہکر سر شمشیر چہاتی پر

نہین کچہہ خانہ ماتم سے کم بے فیض کا مطلع
رکہے ہی دیکہہ لو سرداغ غم کف گیر چہاتی پر

نہ پہنچا نارپستان تک جب اوسکے ہاتہہ تیر آرو
لگا بیٹہا مین گستاخی سے اک انجیر چہاتی پر

چراغ کعبہ دل ہے سویدا مت لپیٹ اس سے
ترے ہی داغ عشق لالہ رو جاگیر چہاتی پر

وبال سر نکیون ہو شمع کا تاج زر آلودہ
چڑہا رہتا ہی شب کو دیکہہ لو گلگیر چہاتی پر

غلط فہمی ہی اونکی جو فلک کو دیکہہ کہتے ہین
رکہے ہی کہکشان کی رات کو تحریر چہاتی پر

بوسہ نہین سوئے مین قدح کا لیا ہے
قرآن نزکہہ عاشق دیندار کے سر پر

جانان خط پشت لب شیرین کو تر ہی کہہ
کیا سنگئے طوطی شکر خوار کے سر پر

آیا جو نظر خال تو حسرت سے مگس یہی
منہہ پیٹیے ہے ہاتون سہ سدا مار کے سر پر

مشاطہ سلائی سے نہ کاجل کا بنا خال
تو چشم بت آئینہ رخسار کے سر پر

دیکہا ہے کہ دیتے ہین اوڑا اک کے تصدق
بٹہلاتے نہین زاغ کو بیمار کے سر پر

فرہاد کی کیا عرس کی شب ہے جو رضا یاہ
لالہ نے چراغان کیا کہکسار کے سر پر

مژگان ترکے ہین جو نمودار تار تار
مثل رگ سحاب ہین دربار تار تار

انکو نکے اپنے جتنے ہین آیار تار تار
تیرے لئے ہین موتیونکے ہار تار تار

یار و مرا ہے سینہ پر خنہ خیری
آہ و فغان کے کہینچتے ہر بار تار تار

آبام پر و گرنہ بنا دونگا جیب کے
بنکر کمند مین بس دیوار تار تار

ڈورے ہین چشم یار مین در کار ہین نہین
ہیندے کو تیرے آہوے تاتار تار تار

ہے فصل گل مین دست و گریبان نے مرغ چمن
کرتا مین ورنہ دامن کہسار تار تار

شکل رگ سحاب ہی گلگون کی تیری یال
باران سہ کم نہین دم رفتار تار تار

شیرازہ بند کیونکہ نہو مصحف مجید
گیسو کے جبکہ ہون برخ یار تار تار

دامن نقاب رخ ہے وہان آہ غیر کا
یہان جیب کے گلے پہ ہین تلوار تار تار

نازک تنی پہ اپنے نکلونکر چمن مین گل
پہولے کہ ہین قبا کے سبکسار تار تار

بعشق شعلہ رخان مین ہی کچھہ نہین جلتا
بوقت بادہ کشی میرے آہوی دل کی
تو اشک ریز ہون پہلو بہ پہلو حیرت سے

ق

کہ لوٹتے ہین پڑے مجھہ سے چند آتش پر
سپند ہی تو جو کرے خود سپند آتش پر
کباب پر نمک کو سفند آتش پر

تضمین اور بھی ایسی کوئی غزل پڑھہ کر م
کہ ہو کباب کمال مجند آتش پر

نہین ہے یہہ شفق صبح اوڑ گئی ہی دلا
بجھے گی دل کی یہ اشکون سے چشم پر نم آگ
ہولہے تیرے لب آتشین پہ تل پیدا
شرر ہے لخت دل تفتہ اسپہ رکھنہ قدم
نکیونکہ لکھہ کے جلاؤن مین نقش حسن دوز
کہ تونے آہ شرارت سے یک قلم کر چاک
رکھون نہ ہمنفسان گرد ل طپیدہ پہ ہاتھہ

لگا کے جانب چرخ کمند آتش پر
عبث تو چھڑکے ہی پانی دو چند آتش پر
عجب ہی کیونکہ یہہ ٹھہرا سپند آتش پر
کہ پاؤن رکھتے نہین ہوشمند آتش پر
ترے لیے بت زنار بند آتش پر
جلا دیا مرے نامہ کا بند آتش پر
تو جا رہے ابھی بہر گزند آتش پر

تضمین تفقس آتش نفس ہے طایر دل
عجب نہین جو چلے یہہ پرند آتش پر

عشق مین خاک ہی بتان ہی زیر یا بالاے سر
فرش و خیمہ جایئے کیا خاکسار و نکو رے
خار دشت و داغ سودا آہ مجنون کی طرح

آب و آتش شمع سان ہی زیر یا بالاے سر
یہہ زمین و آسمان ہی زیر یا بالاے سر
یہان ہی لیلی و شان ہی زیر یا بالاے سر

ق

قمری عبث تو سرو کے جون نٹ ہی بالنس پر
ہوتی کبھی نہ چٹ کبھی پٹ ہے بالنس پر

شب کیون نہ سر پہ شمع کے شعلہ ہو گرم رقص
بازیگر اپنے حق کا یہہ پاکٹ ہے بالنس پر

دنبالہ سر کا یہہ نہین ترک چشم یار
نیزہ کی تیرے زور اوداہٹ ہی بالنس پر

مرغان باغ کیا رہین بے کہٹکے باغبان
کرتا سدا تو کہٹکے کی کہٹ کہٹ ہی بالنس پر

کہدو کوئی یہہ بہانتی سے کہ تو جڑا ہا
پتے کی کیا دکہاتی ہر اوٹ ہے بالنس پر

عاشق کے اشک سبز کو مژگان پہ دیکہہ شیر
پہنچا عجب ہی رنگ سے جہٹ پٹ ہی بالنس پر

گلشن مین اے نصیر یہہ غنچہ ہے شاخ پر
یا سر پہ رکہہ سبو کو جڑا ہا نٹ ہے بالنس پر

دیکہے تیرا جو رخ حسن مآب تصویر
تاب لاے نہ ذرا مہر کی تاب تصویر

وہ ہی تیرا لب شیرین کہ ہوس مین جسکے
کھولتی ہے پر پرواز ذ باب تصویر

حاجت دام اسیری نہین اوسکو صیاد
خود گرفتار ہے عقاب تصویر

کھینچ یون اوس ستم ایجاد کا نقشہ بہزاد
تاکہ معلوم ہو جیرہ سے عتاب تصویر

قاتل یہہ ہوس ہی کہ لگا دے بخوزمین سے
تو کاٹ کے خنجر سے گلو پشت برابر

سوتے ہین مری پشت سے گر پشت لگی ہو
تو جاگ کر اے عربدہ جو پشت برابر

بوسہ کو جہکا کیا ہون کہ کرنے نہین دیتی
ترے گل رخسار کی بو پشت برابر

سونے مین جو شب دیکہیے جوڑا وہ کبوری
دکہلانے لگی نقش اتو پشت برابر

یکدست قلم ہاتہہ کر دنگا ترے مانی
اوسکی نہ کہینچے گر سر مو پشت برابر

تا زیانہ نہ بنا زلف کا سر تار نہ چھیڑ
تو سن ناز کو اتنا بت خونخوار نہ چھیڑ

تا کجا مائل نظارہ رہون جون نرگس
آنکھ لگنے دے تنک اے حسرت بیدار نہ چھیڑ

بال و پر کیجو نہ آغشتہ بخون اے بلبل
کہ رگ گل کو تہ نشتر منقار نہ چھیڑ

جلگیا کاغذ آتش زدہ سان ہنس ہنسکر
ہر دم اتنا مجھے بس آہ شرر بار نہ چھیڑ

پر درش یافتہ ہون کنج قفس مین صیاد
تاب پرواز نہین تا سر دیوار نہ چھیڑ

محو دیدار ترے کیون نہون حیرت زدگان
شکل آئینہ سدا رہتے ہین بیدار نہ چھیڑ

موتیا بند ہوا ہے تجھے روتے روتے
ساتھہ اپنے نہ رولا ابر گہربار نہ چھیڑ

دل مین سر رشتہ الفت کو نہ یان رکھتا شمع
بات اس تار کے بستار کی زنہار نہ چھیڑ

ساتھہ ہے سر کے یہہ سودا اے سر زلف نضیر
اس سلاسل کو نہ کہہ تو کہ خبردار نہ چھیڑ

مین کا کل مشکین یہ ہوا عشق تو وہ بولے
پائیگا خطا زلف معنبر سے بھی مت توڑ

اوس کے لب و دندان مین محبت ہی ہم دل
گر لعل کا خواہان ہی تو گوہر سے بھی مت توڑ

گو غیرت گلدستہ ہی گلچہرہ مرا ہاتھہ
پر مرغ چمن شاخ گل تر سے بھی مت توڑ

گو عالم مستی مین تنکتا نہین ساغر
تو شیشہ ی یار تو پتھر سے بھی مت توڑ

لب چشمہ حیوان ہی وہ اے خضر تصور
ہے راہ تجھے اوس سے تو کوثر سے بھی مت توڑ

زیب اپر ے قاتل کی ہی دل مین جبین سے
بہتر تا ہی دم تیغ تو جوہر سے بھی مت توڑ

جانا تجھے مشکل ہی جو خط لیکے وہان تک
تو نامہ بر اشک کبوتر سے بھی مت توڑ

ق

بیضۂ چشم سے مرغ نظر مجنون نے — دیکھہ کر محمل لیلا مین گلس کی پرواز
ہمصفیران چمن موسم گل مین آکے — بھولکر اوسنے نہ تا بام قفس کی پرواز
مرگئے آہ درون قفس تا بوتی — آئی بلبل کو جو یاد اگلے برس کی پرواز

زلف کیون چھیڑے ہے کیا وہ نہین دیکھے ہے لیکن
تونے مارا سیہ شعلہ نفس کی پرواز

قوس قزح سی یہہ نہین بادل ہی سرخ و سبز — ساقی کتاب چرخ مین جدول ہی سرخ و سبز
پھولا کہین ہی ڈھاک کہین سوج سبز ہے — چل قیس سیر دیکھہ کہ جنگل ہی سرخ و سبز
قاتل نے جو بہائی تھی تلوار زہر مین — سو اوسکا رنگ خون سے مرے مل ہی سرخ و سبز
دنیا وہ زال ہی کہ دو رنگی دہر سے — کیا کیا بدلتی رنگ یہہ شنقل ہی سرخ و سبز
ہم نہین تری سے کان کے — اے نخل باغ حسن یہہ کونپل ہی سرخ و سبز
اکدن وہ ہی فرش زمین پر کرینگے خواب — پابوس جنکی مسند مخمل ہے سرخ و سبز
نردین کچین ہین اور وہ سینہ ہی تختہ نرد — دل مت سمجھہ کہ محرم ململ ہے سرخ و سبز
اللہ رے نشہ دیکھہ کے طوطی کو بام پر — بولا وہ بادۂ نوش یہہ بوتل ہے سرخ و سبز
دلکو مرے علاقہ الفت ہی اوس کے ساتھہ — ڈورا جو کہتی یہہ تری ہیکل ہے سرخ و سبز
رخسار سرخ و سبزۂ خط پر نہ اپنے بھول — دو چار دن کو رنگ یہہ فصل ہی سرخ و سبز

لب ہی اوس جدسی زلف سیہ حور دراز — شب بلدا سے نہین ہے شب دیجور دراز
کہنچے ہی سرو چمن آپکو گو دور دراز — راستی یون کہ ترا قد ہے بدستور دراز

تنہا نہ کچھ فقیر جلالی بنا ہے مہر
آنکھ گلے مین دیکھہ ترے ای نگار سبز
قوس قزح نہین ہی کہ سیلی رہے ہی چرخ
دو جسمین تار سرخ ہین اور ایک تار سبز

ہوتا ہے کوئی مرہم زنگار سے نصیب
جز آب تیغ زخم دل داغدار سبز

عشق مین ہی اشک اور لخت جگر کا امتیاز
کب نظر مین اپنے ہے لعل و گہر کا امتیاز
دیدگاہ عشق مین بال شکستہ ہے ہنر
کسکو رہتا ہے قفس مین بال و پر کا امتیاز

کون پوچھے ہے جہان مین بات مفلس کی نصیب
ہے جو کچھہ دنیا مین سو اس سیم و زر کا امتیاز

دولت ہے نہ جاگیر نہ منصب ہی نہ زر روز
رزاقی کے صدقے کہ بلا جاتی ہے ہر روز
آنا ہے تو آجلد کہ مانند قیامت
مدت سے ترے آنیکی سنتے ہین خبر روز
ٹک چرخ سے بہبود کی امید عبث ہی
ہے قول بزرگان کہ زمانہ ہے بتر روز
برساتے ہین ہان موسم برسات کی جھڑیان
بادل سے برستے ہین مرے دیدہ تر روز

جو دم ہی مسافر ہے نصیب عشق کی رہ مین
کر سیر بدن کی کہ ہے گہری ہی سفر روز

ہم تجھکو ایک سمجھتے ہین مست غرور چیز
ہے کیا بلا پری کوئی اور کیا ہی حور چیز
ایجان تو وہ ہی کہ یوسف بھی دیکھہ کر
جان عزیز کیا ہے یہ تیرے حضور چیز
ہم دل مین دیکھتے ہین تجلی حق کو حق
موسی تری نظر مین یہہ کیا ہوگا طور چیز

گو سالہ پیر شد و نشد گاؤ شیخ جی
بوڑھے ہوے شعور نہ آیا ذرا ہنوز

تو جوا نہین ہے گلبدنو نکا پل مین جان
خلخال کی تری ہی بسے ہے صدا ہنوز

آپ کہرے جو وہ رشک قمر آخر روز
مہر کو ہم بھی کرین شہر بدر آخر روز

برگ جھڑتے یہہ نہین ہاتھہ سے اب آندھی کے
مارتے ہین کف افسوس شجر آخر روز

دو پہر دن تری فرقت مین گزارا جون تون
نظر آتا نہین گہٹتا ہی پہر آخر روز

بزم مین یار سے دو چار جو اشارات ہوے
صبح کو آؤن نہ تجہہ پاس مگر آخر روز

کرکے آئینہ سیاہ اوس نے ذرا رکہ روش
مجکو دکہلایا کہ ٹاں آئیگا گہر آخر روز

جون فروشندہ نہین تیغ لئے شام ہلال
مہر بھی چوک مین تہا لیکے سپر آخر روز

اس لٹو کے کیطرح ہارنہ دل منزل مین
کہولتا جاکے مسافر ہے کمر آخر روز

کیا ہوا آج جو تشریف نہ گھر لاے
بیکل آئیگا بار دگر آخر روز

اے صبا باغمین اک تو ہی ہوا خواہ ہمین
سیر گلگشت کرین ساتہہ ہوگر آخر روز

صبح قاصد جو گیا تہا نہ پہرا اوس کو سے
کون لاوے یہ خبر اوس کی خبر آخر روز

ہو چکی بلغ مین بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

قافلہ عمر کا ہے پا بہ رکاب
زیست کا کیا ہے اعتبار افسوس

میری راتون کو دیکہہ سفیدگی
نہ کیا ایکدن بھی یار افسوس

شب سے پروانے کے لگن مین شمع
صبح تک روئے زار زار افسوس

ماتم فقفور چین مین مو برابر ہے نہ فرق
دل سے نکلے ہی صدائے کاسۂ چینی اداس

تا سر زلف صنم عارض سے خط پہنچا نکل
دیر کو کعبہ سواب ہو کر گیا حاجی اداس

مرغ جان چھٹ آشیان تن ہی یون سنوا پڑا
غیر صاحب خانہ جون لگتا ہی گھر خالی اداس

دل گھٹا طاؤس کا تجھ بن گھٹا کالی کو دیکھہ
فاختہ کو کو پپیہا بولے ہی پی پی اداس

لخت دل آنکھون سے آوارہ ہیون بہر ہین آہ
لشکر ابتر شدہ کی فوج جون بھٹکی اداس

یاد اوسکے زلف ورخ کی چھٹ گئی ہی جب سہ آہ
خروس شب رہتا ہی اپنا منہ لیا ہی جی اداس

ملک دل اپنا وہ جب سی کر گیا غارت نصیر
تب سی نظر وطن لگے ہے شہر اور بستی اداس

چاہئے قمری تجھے طوق گلوگیر و قفس
دام الفت کے اسیر فکر نہ زنجیر و قفس

ہمصفیر و دام سے کیا اس دل حیران کو کام
کب ہم رکھتے ہین نسبت مرغ تصویر و قفس

سب نے مل پرواز ہمت ہار دی ہی جیسے آہ
ورنہ لیجاؤ اوڑا کر اے عصافیر و قفس

ہے قفس تن کا یہہ آباد اپنے دم سی ورنہ پھر
توڑ ڈالو کیا حلاوہ پھیکدہ و پیر و قفس

صحن گلشن ہی اسیر دنکا وطن ٹک تو ذرا
ہاتھہ سی رکھی دو صیاد ان بے پیر و قفس

جاٹ پر طوطی بنجا صیاد اب بہرا ہے دیکھہ
جائے آب و دانہ لیکر شکر و شیر و قفس

مرغ دل کیونکر بچے ہی قتل انشا کا نصیر
زلف و چشم یار ہین دام گرہ گیر و قفس

کیون نہ دندان ہون کے تر رشک نکین الماس
جنکے پرتو سے دمکتی ہی جبین الماس

قطرے عرق کے ہین یہہ نہین گو درخ ترے ۔ تارے چمکتے ہین مہ انور کے آس پاس
جون شب کو بیٹھے طائر دل کردہ آشیان ۔ دل یون پھرے ہے زلف معنبر کے آس پاس
افسوس ہے کہ شمع کٹے مفت سر ترا ۔ اور یون پھرے ہے تیغ ستمگر کے آس پاس
کس کا ہے منہ جو پیوے نیچے لب یار تک دلا ۔ بیٹھے ہے تو ہی چشمہ کوثر کے آس پاس
غنچہ نہین ہین متصل گل یہہ ساقیا ۔ مینا سے ہی چمن مین ہے ساغر کے آس پاس
ہر لخت دل ہے دیکھہ مرے اشک کی نمود ۔ کیا جنیان جڑی ہین یہہ گوہر کے آس پاس
نکلا ہے گر درخ جو ترے خط عجب نہین ۔ موتے ہین خار ہان گل احمر کے آس پاس
واللہ کیا سمجھے دلہان کو اب عاشقو ۔ ق دیتے ہو تم جگہ دل دلبر کے آس پاس
یعنے کہ واہ عقل تمہاری زہے شعور ۔ شیشون کو کوئی رکھتے ہی پتھر کے آس پاس

للہہ اس زمین مین ایک غزل اور بھی فضایل
بیٹھے ہین آج یار برابر کے آس پاس

شیشے سے دھر ہین وہان سے مرد لبر کے آس پاس ۔ یہان آبلے ہین اس دل مضطر کے آس پاس
سرگشتہ بعد قیس مین وہ ہون کہ دشت مین ۔ پھرتا ہی گرد باد مرے سر کے آس پاس
کیا ہم دست رس سے ہووے کہ جون ہنود ۔ کیجئے حصار آب شناور کے آس پاس
کیفیت اس سے چشم کی مرگان سے کیون نہو ۔ بیٹھے ہین ملکست یہہ ساغر کے آس پاس

تو بھی تو آکے دیکھہ کہ کیا ہے ہجوم خلق ۔ عاشق کے تیرے لاشہ بے سر کے آس پاس
تارسر شک سرخ کی تحریر یک قلم ۔ ق بیوجہہ یہہ نہین مژہ تر کے آس پاس

چھوٹی یہہ ہوائی نہین اس آمکے ڈر سی
گردون پہ لگا اور گئی ہے بال و پر آتش

دل خوشہ انگور ہے پہولون سے بنا ہے
یہہ دیکھی ہے عشق کی ہمکو ثمر آتش

پا عشق مین رکہنا نہین آسان ہی اے دل
ہے شمع شبستان کے سوا جا مگر آتش

ہر سنگ مین ہے دیکہہ فصایل اوس کی بجلی
کچہہ طور ہی یہ تھی نہ فقط جلوہ گر آتش

نہ دل زار کو دے عشق کے آزار آتش
یعنے ہوتی ہے سمندر کی نگہدار آتش

رنگ پان سے ہو گر اوس لب یہ نمودار آتش
لگ اوٹھی چشمہ حیوان سے اکبار آتش

گرمی حسن کو دیکہہ اچہ سکے نہ کیون شمع جلے
زلف کی شب ہو مہمان اور گل رخسار آتش

گریہ سے آتش دل اور بھی بھڑکی ورنہ
لگتی پانی سے نہین چشم گہربار آتش

شعلہ رو سے مرے کیجیو یہ شرارت واللہ
لکڑیان خوب سی کہا دیگی خبردار آتش

نہ لب بام سے تو پاے حنائی دکہلا
مشتعل دل سے نہوتا سر دیوار آتش

خوف دلکو مرے داغون کے نہین سوزش کا
جون خلیل اسپہ بھی دیکہون مین نہین گلزار آتش

حال دل سوختگان کلک جلی سے مت لکہہ
کہ جلا دے کہین کاغذ کو نہ دلدار آتش

مصحف رخ کو دکہا اپنی کہ یہ جیہہ کہہ اب
خانہ دل مین لگے ہی مرے اے یار آتش

ایک تو صبح جدا دے در اخر اور تو
دل عالم مین لگاتا ہے یہ اکثر آتش

اے فلک تہہ پہ خورشید کا گو لانا ہے
کہ جلا دیگی ابھی اور دسیہ کار آتش

اے فصیل اوسکے تماشے کو ہوائی بنکر
شب کو جہاڑی ہے مری آہ شرر بار آتش

تعمیر غم کے ڈھانے کی تدبیر خوب ہے
یہہ درمیان سے آہ کا پہلے تو تہم ترا ش

کیا خرابی کے کوئی ہو دیکھہ کر آثار خوش
خندہ دندان نما سے کب لگے دیوار خوش

گل پریشان ہی چمن مین برگ پانکی ہے صبا
کانٹھہ کا پورا ہے غنچہ کیون نہو زردار خوش

مین نے کل شام اوسکو دیکھا تہا ہلال آسا سحر
مہ کے سر پہ نہ اک ذرہ لگی دستار خوش

سرو ہے یا رخ ہی جوگی کا جو قمری مل بہبوت
بن گئی جوگن گلے مین پہن کر آثار خوش

آب و دانہ چشم مین رکہتا ہی طفل اشک ساتھہ
جب شکم مین ہی صدف کے یہہ در شہوار خوش

پاؤن مین خلخال ہی اوس گلبدن کے جون رکاب
دل کو لگتی ہی سمند ناز کی آثار خوش

شہپر پرواز ہے ارہ نہال شمع کو
سچ ہے نخل سوختہ لگتا نہین زنہار خوش

زخم تن اپنا لب خندان ادہر اور وہ ادہر
ایکدم مین ہوگیا کیا مار کر تلوار خوش

مبتدی کی کیا ہے صورت جو انہین سمجہے فضلی
منتہی کو آتے ہین معنی کے یہہ اشعار خوش

حباب کا دم ہستی سے ہووے کیا اخلاص
فنا سے رکہتے ہین کب مائل بقا اخلاص

بہار چہرۂ گل کیا ہے صبح شبنم سے
کہ عاصی ہی یہہ آتش کا آب کا اخلاص

ہزار سورۂ اخلاص ہم پڑہین لیکن
یہہ چند روز کا ہے مہ جبین ترا اخلاص

خیال زلف مین لیلی رخون کے جون مجنون
مجہے ہے خانہ زنجیر سے سدا اخلاص

بنا چمن مین جو چلنے کی تو نے ڈالی ہے
گلون سے تجہکو بھی ہی صرصری صبا اخلاص

جنبش گردن قیامت پاؤن کی ٹھوکر غضب
یہہ ترے بسمل نے سیکھا کس سے اوٹا دانہ رقص

برہمن نے کیا بجایا دیر مین ناقوس آہ
دست زاہد مین کرے ہے سبحہ صد دانہ رقص

چشم مین پھرتی ہین اپنے کیا بتونکی صورتین
دیکھتے ہین تلپیونکا مرومان خانہ رقص

شام سے تا صبح پیش شمع محفل اے فصاحت
خیمہ فانوس مین کرتا ہے کیا پروانہ رقص

یون تن سی ہوئی جان دم شمشیر مرخص
جون شمع مرم ہوتہ گلگیر مرخص

صیاد سے کہتے ہین اسیران قفس آہ
گر موسم گل مین نہین بے پر مرخص

آنکھون مین ہے دم آب قزیجار کا چل دیکھہ
کوئی دم کو ہے پھر عامل تغیر مرخص

محفل سے جب اٹھہ سامنے اوس آئینہ رو کے
ہونیکو کیا عاشق دلگیر مرخص

حیران رہا دست بسر ہوتے ہی وہ چپ
تصویر جون ہووے ہی تصویر مرخص

کاکل دل دیوانہ کو چھوڑی ہی کب اوس کے
ہرگز نہین کرتی ہے یہہ زنجیر مرخص

شاید یہہ کسی شخص سے آیکا ہی اب وقت
کرتے ہو جو تم ہمکو بہ تزویر مرخص

ہے دلمین فصاحت اپنے کہ لکھہ کر یہہ غزل اب
قاصد کوئی سے کیجے طرف میر مرخص

نہ کہا رشک قمر تو عرق افشان عارض
چشمہ مہر یہہ لائے گا یہ طوفان عارض

نہ تو مہتاب ہے نے مہر درخشان عارض
رحل یہہ خط ہے ترا جسپہ ہی قرآن عارض

دل عاشق کہین ڈوبا ہی جو جاہت سے تری
جہانکتے ہین بہ لب چاہ زنخدان عارض

نکلا ہے میر سے یار کے رخ حسین پر خط
آزاد کس طرح سے ہو تو سرو بوستان
مار سیہ سمجھ کے وہ بدمست ڈر گیا
ہو جد دل رکبود کی مصحف پہ جون نمود
بل بے نزاکت اوسکی کہ پھولوں کے ہار کا
ابر سیاہ و برق کی دکھلائے ہے بہار
اوس سیمتن کو پیک صبا تیرے ہاتھ سے
نادان نہیں ہو نہیں جو کہوں گمشدان کا ہے
کوڑے کا تیرے شاہسوار سمند ناز

اے آہ کھینچے ہے مہ ہالہ نشین پہ خط
کھینچے ہے بانو تو سراسر جبین پہ خط
شب نقش بوریا کا جو دیکھا زمین پہ خط
عکس مژہ کا یوں ہے رخ سیمین پہ خط
زنار ہے گلوے بت نازنین پہ خط
رنگ مسی کا اوس کے لب آتشین پہ خط
بھیجینگے لکھ کے برگ گل یاسمین پہ خط
یکسر ہے سینۂ شب ظلمت گزین پہ خط
طائر ہے پشت تو سن چرخ برین پہ خط

رنگ حنا کے رشک سے رگ برگ گل نمایاں
ہر ایک لکیر کا ہے کف نازنین پہ خط

کیوں نہ دہو ڈالے ہلالی لکھ کے دیوان بے نقط
تیرے خط کے عکس نے اس صفحہ آئینہ پر
پیش مصرع اپنی آہ سینہ سوز دن کیا
زلف کے حلقہ نہیں اوسکے خال عارض ہے کہاں
قد مجھ اوسکا الف ہے صاد چشم و لام زلف
دست برگ گل کی کیا دیکھے ہے تو نقش و نگار

ایک ہی ہے یہ مطلع ابر و جانان بے نقط
شرح بیضاوی لکھی ہے ماہ تابان بے نقط
دیکھ کر یہ مصرع سرو گلستان بے نقط
ہے خط پرکار مصحف پر نمایان بے نقط
قاعدہ پڑھتا ہو نہیں مانند طفلان بے نقط
ہے خط تقدیر اے مرغ خوش الحان بے نقط

عشق مین رکھیو قدم سر سے گزر جا ایدل
قطع کرتا ہے رہ ملک عدم کو چیتو
حاجت روشنی کیا صاحب محمل کو نہین
کر اس راہ مین تو بلا زہ کے کس شمع نمط
غافلو عمر کا ہر آن فرس شمع نمط
شب کو ہے شعلہ آواز جرس شمع نمط

سب پہ روشن ہے کہ اب سر سے اوٹھایا ہاتھ یہ صبا مین
عشقبازی مین کیا ہم نے بھی جس شمع نمط

لگا بجوں کے بل چلنے وہ غارت گر خدا حافظ
قیامت ہی یہ اب ہالہ نشین خورشید کا ہونا
جگر ہو یکر مین اوسکو انیو دلمین آہ ڈرتا ہون
دہرا ہی مصقل شیشہ کے اک پتہر خدا حافظ
دلا جین جین کیا اوسکے ابرو پر نمایان ہی
نکلے از سر تو تیغ نے جو ہر خدا حافظ
تری خال ذقن سی سر حسین ہے دلکو اندیشہ
کہ ڈوبا ہی کنوین مین تو مکرا خضر خدا حافظ
نظر آتا نہین اوس زلف کے حلقہ مین تہل ہیڑا
بہنور مین کشتی دل کہلے ہے چکر خدا حافظ
حباب آسا یہ کاخ آسمان اک دن مین بیٹھیگا
یہی رونیکی صورت ہے تو ہیضم تر خدا حافظ
کہی جاتی نہین کچھ بات فرج غم کی یا ہمدم
پڑا ہے ملک دل مین آکر لشکر خدا حافظ
قفس مین اوڑتے بلبل ہوے اسیر گلشن مین
وبال جان نظر آتے ہین بال و پر خدا حافظ

خیال اوسکی طرہ کا کیا فصیل اب دلمین رہتا ہی
رگ جان مین لگا ہی بے طرح نشتر خدا حافظ

آہ کے ساتھ ہوے اشک کے تطرات شروع
عین گرمی مین ہوی مرسم برسات شروع

جبتک کہ ہو قلم نہ مژگان تنگ کے
کیا منہ ہے کینچے گر کوئی تصویر پائے شمع

روشن ہے استقامت مردان راہ عشق
استادگی ہے موجب تشہیر پائے شمع

گلگیر کا برا ہو کہ کترے ہے گل نیا
سر کاٹ کر ہے در پے تدبیر پائے شمع

یکسر جلے ہے پردہ فانوس مین کہڑی
اندھیر ہے جو کیجئے تحقیر پائے شمع

کاٹین ہین سہرے راہ عدم مایل فنا
منزل دکھائی دی ہی ہمین زیر پائے شمع

شعلہ زبان دراز ہے گو لیکن اے فصیحی
جوہر سے گزرے وہ کرے تقریر پائے شمع

ابرو ہے وہ اور حلقہ کاکل سپر و تیغ
سجتی ہے کیا یہ تجمل سپر و تیغ

اے چرخ نہ بہر شکل فروشندہ کہ اوسکو
بھائی نہ مہ و مہر کی بالکل سپر و تیغ

داغ جگر لالہ ہے نے شاخ خمیدہ
گلچین کے لئے رکھی ہے یہ گل سپر و تیغ

کیونکر نہ سپاہی کا ہو دل ایک سی وہ چند
نقطہ و الف شکل مین ہین گل سپر و تیغ

رکھہ گردہ نان دست سخاوت مین کہ دینی
کام آئیگی یہ اہل تناول سپر و تیغ

گرداب نہین موج نہین آب روان مین
ڈوبا ہی کوئی چھوڑ تہ پل سپر و تیغ

صیاد یہہ تیری نگہ اور حلقہ دام اب
ہر یان بر قمری و بلبل سپر و تیغ

رستم ہی فصیحی آج تو میدان سخن مین
پاس اوسکے ہی اے طالب آمل سپر و تیغ

لکہہ صفحہ کاغذ پہ وہ مصرع جو کرے طرح
جانے اوسے ہر جزو سے تا کل سپر و تیغ

بحر مین دیکھو حباب و نقشہ و گرداب کے
خضر بھی رکھتا ہی گنجینے مین فانوس چراغ

زیر ابر دہے نضا مین اوسکے یہہ چشم و مردمک
باب مسجد کے ہین یا شیشے مین فانوس و چراغ

آہ و نالہ داغ سینا ہین دو شمع و یک چراغ
روز یہہ رکھتے ہین تربتہ پہ دو شمع و یک چراغ

قشقہ و بینی و روے یار سے کس وجہ ہو
دل کے پروانہ کا سینا ہین دو شمع و یک چراغ

سرو و شمشاد و گل تر کی عجایب سیر ہے
ساقیا لاجام و مینا ہین دو شمع و یک چراغ

گور سے ساقین پاؤنکی دیکھہ لو نام شعلہ خو
آگیا مجکو پسینا ہین دو شمع و یک چراغ

تیرے بسمین ساعد و ساتھہ شب مجکو نہ کیون
یکہ زر کا نگینا ہین دو شمع و یک چراغ

احتیاج روشنی ہمکو نہین ہے بہر سیر
دیکھہ تک یا چشم مینا ہین دو شمع و یک چراغ

جام و مینا و صراحی انکو شتیبان نہ جان
چھوڑ دریا مین سفینا ہین دو شمع و یک چراغ

منہہ ہی کیا تری طرح سے گر کوئی پاوے نضا مین
نکتہ چین شہر کینہ ہین دو شمع و یک چراغ

ہے فرمگردون پہ کیا تاب اوسکی قدر تکا چراغ
اے کلال ایسا کہان ہی تری صنعت کا چراغ

ہم فقیرون کا ہی دل تن مین ریاضت کا چراغ
خانہ سلطان نہین ہو جسمین دولت کا چراغ

نور حق اپنا دکھاتی جبکہ کثرت مین ظہور
ہر رہینور پہر کیون نہو وحدت کا چراغ

کشتہ برق تجلی نگاہ یار ہون
اشک شمع طور ہے یہہ حسرتی تربت کا چراغ

آفتاب روز محشر سے کریگا روکشی
داغ پیشانی ہر اہل عبادت کا چراغ

حاصل نماز مکر کی داغ جبین سے کیا ۔ ہوگا نہ بعد مرگ یہہ زیر کفن چراغ
بادل اگرچہ مرگیا اندہیر کیا ہوا ۔ روشن رہے ہی اسکے عوض انجمن چراغ
آئیگا تو جو اوس کے دہن سے جھڑی ہین پھول ۔ دیتا ہے مجھکو خوش خبر اے گلبدن چراغ
لو لگ رہی ہی تیری تو شیرین سے اب تلک ۔ گل کیون ترے مزار کا ہو کوہکن چراغ

مہتاب کے جو منہہ پہ اوڑہین ہین ہوائیان
دل کا ترے فضا مین ہے کیا شعلہ زن چراغ

بلبل سے کیون نہو گل و گلزار کا دماغ ۔ مفلس کے ساتھہ ہوتی ہی زردار کا دماغ
کیونکر ملے نہ روغن بادام روز و شب ۔ ہے خشک تیرے چشم کے بیمار کا دماغ
دمساز نالہ ہوکے نہ تو چھیڑ ہمکو سونے ۔ لگکر رہا ہے گریہ بسیار کا دماغ
تیرے شمیم کاکل عنبر فشان سے ہے ۔ برہم ہے بوے مشک سی عطار کا دماغ
فانوس تن مین داغ محبت سے شعلہ رو ۔ جلتا ہے مثل شمع دل زار کا دماغ
ریزش کا یہہ خلل ہے کہ دیکھا کبھی نہ بند ۔ جاری رہے ہے ابر گہربار کا دماغ
کھینچے ہی دور آپ کو کیا سرکشی سے یہہ ۔ پاتا نہین ہے چرخ ستمگار کا دماغ
مغز فلوس کہائے ہو سیر شیخ جی ۔ خالی رہے ہے اندنون سہ کار کا دماغ

سنتا ہی دل لگاکے وہ کب میری سرگزشت
اتنا ہے اے فضا یہ کہان یار کا دماغ

کیا شب مہتاب ہے چندے اہوش اے اغ ۔ ہو گریبان گیر شیشہ اور دامنکش ایاغ

کیا دل مین فصلِ اب ہوس سیرِ چمن ہو
ہے معنیِ رنگین سے اپنا یہہ سخن باغ

کیون بے صدا پڑے ہین ترے تشنگان تیغ
کیا سنگ سرمہ تھا کہین سگ فسان تیغ

دم توڑتے ہین وہ جو تری تشنگان تیغ
شربت کی جا تمک اور دی آبِ بان تیغ

قاتل نہ پوچھ ہمسے تو اب کچھہ بیان تیغ
لب پر ہر ایک زخم کے ہی داستان تیغ

تک استخوان تن سے بچا کر لگا ئیو کہو
ناکام ہو مرا نہو ترا ازیان تیغ

مجھکو تو بیم قتل نہین آہ پر ترا
نازک ہے ہاتھہ اور یہہ بارگران تیغ

گر مجھپہ تو نے اب نہ لگائی تو کیا ہوا
سو بار کر چکا ہے میان امتحان تیغ

خون شفق مین غرق ہو خجلت سے ماہ نو
دیکھے اگر ترا یہہ لب خون چکان تیغ

اندھیر ہے جو ہم کہین شب کو یہہ ہی ہلال
گردون کی ہے سر پہ یہہ ترا نشان تیغ

دیکھا ہے تیرے ابرو ے پرخم کو جو سدا
ہر موج سے نکالے ہی دریا زبان تیغ

دے میرے ہاتھہ مین سپر جام ساقیا
ہر شاخ گل لگے ہے چمن مین بسان تیغ

کسلئے ابرو کی ہر دم کرتے ہو تلوار صاف
تیر مژگان ہو گیا دل کے ہمارے پار صاف

گو بڑا نالہ مین ہے تیر ہے انداز عندلیب
پر رگ گل مین نہ ڈوبا نشتر منقار صاف

عکس رو سے بھی ترے تر تر نہین ہی اوسکا بدن
آئینہ کو اسقدر ہی اشتہا اے یار صاف

اس روش سے چل نہ تو صحن چمن مین گلبدن
کبک کو کر دیگی دم مین یہہ تری رفتار صاف

کیا ہے ہاتھ سے تری بیتابی کی کیتی ہمین
تیرے ہاتھ سے ہے ہاتھ ہمارا صاف
تیرے ہاتھ سے ہے ہاتھ ہمارا صاف
تیرے ہاتھ سے ہے ہاتھ ہمارا صاف
تیرے ہاتھ سے ہے ہاتھ ہمارا صاف

کیا ہو بلبل سی تری موے میان کی تعریف | رگ گل سی ہے زیادہ رگ جان کی تعریف
دل نہ چھوڑا ابرو و مژگان بتان کی تعریف | مردہی کرتے ہین شمشیر و سنان کی تعریف
جان من مین نے ابھی اسکی کہان کی تعریف | تو یکین ہو تو کرون دل کے مکان کی تعریف
رشک صد لعل ہین لب کو بنایا اوس کے | مجھسے پوچھے کوئی اب سرخی بان کی تعریف
ابرو یار کے آگے ہو فلک کیا یہہ ہلال | تیغ کے ہوتے کرونگا نہ کمان کی تعریف
نقطہ لا یتجزا ہے وہ اے مردم چشم | ہو سکے تجھسے کہ اوس خال دہان کی تعریف
نو گرفتار ہون پوچھو نہ اسیران کہن | حلقہ دام کی چشم نگران کی تعریف
تیغ آغشتہ بخون ہنگئی رنگ پان سے | برگ گل کیون نہ کرے تیری زبان کی تعریف
ہے کسے ہمنفسان یاد جوانی کی بہار | ابتو پیری ہی کرونگا مین خزان کی تعریف
موج دریا کی زبان لاؤن کہان سے جو کرون | مین ترے پیرہن آب روان کی تعریف
جام جمشید مرا دل ہے کرون کیا ساقی | تری مینا ہے مے بنبہ دہان کی تعریف
مین پیشانی دلدار کا لکھہ وصف دلا | قلم انداز کر اب کاہکشان کی تعریف
خط گلزار سے دن رات جمن مین نرگس | لکھتی ہے لیکے قلم چشم بتان کی تعریف
نالہ ہاے جرس ناقہ سنے کیا لیلی | اپنے مجنون کی وہ کرتی ہے فغان کی تعریف

میری قاصر ہے زبان مجھسے نہین ہو سکتی
قیس کے نالہ و ہر اشک روان کی تعریف

اسقدر مائل ہو دل چشم پریرو کی طرف | دیکھہ کر جون طفل رم جاتا ہے آہو کی طرف

ہنسا چمن مین جو دل دیکھہ صورت صیاد
یہہ مرغ دانہ سے اور دام سے نہین واقف

تمام شہر مین جسکے لئے ہوا بدنام
وہ اتبلک بھی مرے نام سے نہین واقف

ہر ایک عشق کے کب قاعدہ سے محرم ہے
ہنوز شیخ الف لام سے نہین واقف

ہزار حیف یہان ہیبت سے لگ گئین آنکھین
وہان وہ شوخ لب بام سے نہین واقف

دلا عبث طلب بوسہ ہے تجھے اوس سے
وہ لعل لب کہ لب جام سے نہین واقف

سجی ہے سر پہ ترانکے کلہ گدائی کی
فقیر اطلس و سیلام سے نہین واقف

تپش سے دل کی خبر ہووے ہی یہان معلوم
مین طرز نامہ و پیغام سے نہین واقف

نہ خوش وصال مین ہو رکہہ تو یاد ہجر فصلین
مگر تو گردش ایام سے نہین واقف

نہین ہیوجہ اوس عارض پہ ہی حلقہ زلف
عینک دیدۂ خورشید ہی ہر حلقہ زلف

مرغ دل آنکہہ بچا کس طرح پرواز کرے
دیدۂ دام ہے اب پیش نظر حلقہ زلف

سرو شرمندہ ہے آگے قد موزون کے ترے
طوق قمری ہے بائین و گر حلقہ زلف

شانہ سان ابرو صد چاک نہ جانا زنہار
دیکھنا جاے خطر ہے نہین گہر حلقہ زلف

کوچہ چین مین زنگی بچہ ہے خال سیاہ
تیغ ابرو کی ہے پہلو مین سپر حلقہ زلف

مصحف روی تری گرد ہے خالی تحریر
خط پرکار کے مانند ہے پر حلقہ زلف

دل ہی یوسف نظر اوس چاہ زنخدان مین غرق
نکلے کیونکہ نہو دولاب اگر حلقہ زلف

سیر گرداب وہ کرتا ہے جو آئینہ مین
عکس انداز ہوا ہے یہہ مگر حلقہ زلف

زلف کے حلقہ سے نکلے کیونکہ دل جا ہی ہے کب
خانہ زنجیر ہیٹ رہنے کو دیوانے کا شوق

خاک ہو اس در مین کیفیت ساغر کشی
تجھہ بن اے پیمان شکن ہے کسکو پیمانیکا شوق

اس زمین مین لکھہ غزل اک اور اب تو اے نصیر
گر تجھے ہے اپنا زور طبع دکھلانے کا شوق

باغمین تجھہ بن کسے ہے آب و دانیکا شوق
گل کو ہر ے کی کنی شبنم سے ہی کھانیکا شوق

چاک پر گرداب کے پھرتا نہین ہے یہہ حباب
ساقیا دریا کو بھی ہے جام مے پانیکا شوق

حلقہ چشم غزالان خانہ زنجیر ہے
کھینچکر لیجاے ہی صحرا کو دیوانیکا شوق

دے بے تکلیف کیون ہے خواہش دل کا یقین
کھینچکر دست طمع پاؤن پھیلانیکا شوق

عکس مژگا نمین نہین پنہان تن لاغر مرا
سرو مہری سے ترے ہی مجلس خانیکا شوق

سنگ مرمر سے بنیگا اوس کا تعویذ مزار
سنگدل کے عشق مین جسکو ہو مر جانیکا شوق

پھیلیگی زلف و ہان چاہ ذقن پر مار کر
حسن کے کوچہ مین دل رکھتا تو ہو جانیکا شوق

ہے ہوا دل سے ہوا ے باغ فردوس اے نصیر
کوچہ دلدار مین رکھتے ہین ہم جانے کا شوق

ناتوان مجنون ہی لیلا پنے کیا آہو کے طوق
حلقہ رگ ہاے گردن اوسکے ہین گردن کے طوق

غیر جب پہناے ہنسلی تجھکو اے طفل حسین
کیون نہ پہر کھے گلا سیر اگریبان بن کے طوق

منہ کے حلقہ کو دکھا دی مجھسے گر ہے دوستی
ڈھونڈھتا ہون دانے اپنے دل دشمن کے طوق

مت پہن منت کا طوق نقرئی اے رشک مہ
ہالہ خورشید ہی لایق ترے گردن کے طوق

بازی قمار عشق مین سر تک لڑاؤن گا ق
تم گنجفہ کے کھیل مین صنجر بکف نہو
لیلا نے جب مرقع عالم کی سیر کی ق
پہچانکر لگا لیا چھاتی سے آہ پھر

آنے دو میرے ہاتھہ ذرا میر کا ورق
رکھتا ہے یہہ غلام بھی شمشیر کا ورق
دیکھا ہے ایک عاشق دلگیر کا ورق
مجنون پائے بستہ زنجیر کا ورق

سودا نے دیکھہ کر ترے دیوان کو فضا مین
پہاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

زلف و رخ دلدار مین دنرات کا ہی فرق
پہنچے بت کشمیر کو معشوق حبش کیا
وہ بادلہ پوش اور مرے دوش پہ کملی
مین کیا کہون ظاہر ہے زمانہ کی دورنگی
کو جلوۂ اسلام کجا تیرگی نفس
تسبیح سلیمانی زاہد بھی ہے کیا چیز
دندان کو نہ آلود کرو رنگ مسی سے
نرگس تری کیا چشم کے بیمار کو ہے ہیچ
ناصح کی بھی کیا گر بڑی داڑھی ہے تماشا
کوئل کی مین کو کو کی کہون کیونکہ نہ بہتی
دیکھے ہی فضا مین اوسکی عبث راہ شب و روز

اس بات کے اظہار مین دنرات کا ہی فرق
ان دونون طرحدار مین دنرات کا ہی فرق
ہان مفلس و زردار مین دنرات کا ہی فرق
اس ابلق رہوار مین دنرات کا ہی فرق
چشم اولی الابصار مین دنرات کا ہی فرق
پروانہ و زنار مین دنرات کا ہے فرق
نیلم در شہوار مین دنرات کا ہے فرق
او سمین ترے بیمار مین دنرات کا ہی فرق
ہر موے نمودار مین دنرات کا ہی فرق
جسکی کہ ہر اک تار مین دنرات کا ہی فرق
قول بت عیار مین دنرات کا ہی فرق

جلوۂ شمشیر ہر دم مجھ کو دکھلاتی ہے برق
بن ترے آنکھوں میں ساقی یوں چمک جاتی ہے برق

پردہ ابر سیہ میں یوں چمک جاتی ہے برق
شعلہ رو تیرا تبسم یاد دلواتی ہے برق

اوسکی چوٹی میں کناری کا نہیں ہو باب ہے
مسکیشو کالی گھٹا ہے یہ نظر آتی ہے برق

دیکھہ لی ہے مست ہاتھی ساقیا ابر سیاہ
یا میں تجھ بن طلائی ڈالکر لاتی ہے برق

خندہ دندان نما ہے تیری کیا چھٹتے ہیں گل
آگ کی چنگاریاں اے شوخ برساتی ہے برق

اور مت اودی دوپٹہ کو لگا گوٹی کی کوٹ
چرخ سو سو بار ہاں سر پر تری کہاتی ہے برق

موج دریا کا نہ ہے دیکھا اوسکے محرم کی نیت
روکشی کرتی ہے تو اب یہ تری جہاتی ہے برق

چرخ کے ہاتھوں سے اوٹہہ سکتی نہیں اہل عرد
عاقبت اگر زمین میں آہ گڑ جاتی ہے برق

ہے مرا خورشید رو اتش کا پرکالا نصیر
گرمی بازار جس کی دیکھہ شرماتی ہے برق

دید کر اسکا قفس ٹک اوڑ دیدہ بینا ہے عشق
خیمہ لیلی ہے چشم آہوے صحرائے عشق

آرزش چشم پریرو ساقیا جبکا ہے نام
بادۂ الفت سے کیا معمور ہے صہبائے عشق

سنگ میں آتش ہے گل میں آب اور ذرہ میں مہر
کونسا ہے وہ مکاں جس میں نہیں ہے جاگا عشق

قدر گل کی بلبل نغمہ سرا سے ہے وجد
حسن کا رتبہ ہے جبتک وہ نہ داں ہو جا عشق

اوپہ روشن ہے کتاب ہفت باب آسمان
روز و شب پیش نظر ہے جبکی اب انشائے عشق

آشنائی مردعارف کو ہے اس قابل مری شیخ
ہاتھہ میں غواص کے ہے گوہر دریائے عشق

از سر نو اوسکو اک سودے تازہ سے ہے کام
کب سر شمع شبستان سے گیا سودائے عشق

ہے مسی کی تیرے لب پر کب دھڑی . لگ کے چاٹے ہے لب کوثر کو جونک

لیجائیو دل داغ نہ انجام تہ خاک — جمشید نہین لیکے گیا جام تہ خاک
ہوگیون نہ تہے چشم کے کشتہ کو تسلی — ساتھہ اپنے گیا لیکے جو بادام تہ خاک
ہاتون سے تہین اس دل مضطر کے الٰہی — مرکر بھی ملا آہ نہ آرام تہ خاک
اوس زلف کے مارے کی وصیت بھی یہی ہے — یارو مجھے تم رکھیو سرشام تہ خاک
مرکر بھی یہ آشفتہ قدو زلف بتان کا — رکھیگا خیال الف و لام تہ خاک
عاشق کو ترے بعد فنا بھی گل خندان — رونے کے سوا اور نہین کام تہ خاک
دانے پہ گرے گا نہ کوئی طائر دانا — صیاد بچھا کر نہ جہا دام تہ خاک
اے غافل کس بات پہ بھولے ہو کہ اکدن — کہینچیگا قضا کا تمہین پیغام تہ خاک
آرام کی صورت نظر آتی نہین کوئی — کیونکر دل مضطر کو رکھون تہام تہ خاک
اب کنج عدم مین تو مجھے اوس سے ملا دے — اے آرزوے وصل دل آرام تہ خاک

اک بوسہ لب بھی نہ دیا اوس نے فصیحا
دنیا سے گئے مر کے بھی ناکام تہ خاک

رکھتی ہین انکھڑیان تری کیا رنگ اور رنمک — نرگس بھی جنکو دیکھکے ہے دنگ اور رنمک
عالم مین تیرے حسن کا کیونکر نہو شعور — ناز و ادا ہے غمزہ بھی ہے رنگ اور رنمک
شبنم نہین چمن مین یہ بلبل ہزار حیف — دیکھون ہون زخم غنچہ دل تنگ اور رنمک
طوطی کا عکس بال نہین اور نہ آبلہ — صورت مین آئینہ کے ہے یہ رنگ اور رنمک

چہرۂ روشن پہ اپنے چھوڑ کے تو تک نقاب
منہہ پہ تک مہتاب کے چھوڑے ہے رائی کب تلک

صبحدم ہر روز یارب در پہ اوس بے مہر کے
کیجئے خورشید آسا جبہہ سائی کب تلک

زلف کے حلقہ سے دل کس وجہ نکلے ای فصیح
خانہ زنجیر سے ہوگی رہائی کب تلک

کشتی شکستگاں کا نہیں ناخدا شریک
کون اب بجز خدا ہو ترے وقت کا شریک

غافل تو اپنے آئینۂ دل میں شکل دیکھہ
تو ہی تو ہے کہاں ہے کوئی دوسرا شریک

یا بو تراب بحر الم سے مجھے نکال
میں ڈوبتا ہوں کوئی نہیں آشنا شریک

صورت میں تاج شاہی و کجکول ایک ہیں
کیونکر نہو درویں نام میں شاہ و گدا شریک

کیا دسترس ہو یا تو تلک اوس نگار کے
جبتک کہ تو کسی نہ ہوائے حنا شریک

نسبت اگرچہ ممکن و واجب سے ہے ولے
اوسکا شریک کوئی نہیں ہے وہ لاشریک

یوسف سے تو نے کیا کی عزیزان یہ دغا
کوئی بھی اپنا دے ہے کنوئیں میں گرا شریک

کرتا ہے دم میں طے رہ ملک عدم حباب
کسکو کرے ہے ہمرہ راہ فنا شریک

مجنوں ترا نہ مرکے بھی زنجیر سے چھٹا
رکھتی ہے اوسکی خاک کو موج ہوا شریک

دلمیں رکھو نہ کیوں ترے بردکا میں خیال
آتا ہے کام وقت پہ اے دلربا شریک

یہ بات سچ ہے آپ سے کہلتی نہیں گرہ
ہو جبتلک نہ ناخن عقدہ کشا شریک

کہتا کل جگر سے یہ دل مستمع ہو بات
بہائی کا چاہئے کہ ہو بہائی سا شریک

دو دل نہ جبتلک ایک ہوں کیا ٹوٹے کوہ عشق
یا تو مرے شریک ہو کر بیجگہ یا شریک

ملکر رہوے کے وہ آئینہ رو جبتکے ہو دامن کو ۔ ہماری خاک پہنچے اوڑکے بھی کیا خاک دامن تک
تجھے کیا کام رقص صید بسمل کے تماشے سے ۔ تو اوسکے زین کا چشم حلقہ فتراک دامن تک
مہ نو ہے کہان اے شہسوار اک نقش سم ہے یہ ۔ اوڑا گردوں کے تیرا توسن چالاک دامن تک

فضا یاں اوس کے گریبان گیر روز حشر کو ہوگی
نہین دیتا لگانے ہاتھ وہ بیباک دامن تک

قامت یار کا مضمون نہ چورائے جب تک ۔ مصرع سرو ہو قمری سے نہ موزون تب تک
پر طاؤس پہ ہر داغ ہے مہر صیاد ۔ حکم پرواز نہین بام قفس کے لت تک
ہے ترے سلسلۂ زلف مین بیت اوسکی ۔ ذکر ارمانکرے شانہ صفت دل کب تک
تجھکو کیا کام ہے حیرانی دل سے میرے ۔ بات مین لیگا کر آئینہ کو اپنے جب تک
کیا بنے ہے اوسکے قد و زلف کا مضمون نیا ۔ الف و لام ہی واقف ہی نہین تو اب تک
مہ و خورشید نمط آنکھ لڑاوے اوس سے ۔ شب ہی تا صبح یہان صبح ہی بھی اب شب تک

دمبدم تیغ جفا سے ہوے مجروح فضا یار
بات پر آہ کبھی اوس کے نہ پہنچا ڈب تک

ہے تجھکو زلف دوتا سے ترے کام اب تلک ۔ میرا یہی ہے کفر و ایمان اب تلک
سینہ مین تھا جو دل تو رکھا تھا مام اب تلک ۔ غم کر چکا تھا ورنہ میرا کام اب تلک
ہمچشمی اوس کے چشم سے کی تھی سو اسلئے ۔ ہم پھوڑتے ہین دیدۂ بادام اب تلک
کس وجہ سے ہوے دل ناکام کامیاب ۔ وہ کہولتا نہین لب دشنام اب تلک

وصال لیلی محمل نشین کہان مجنون
لگی ہے اوس رخ گلگون پہ مجھکو اب نگت
دل و جگر تیرے کیا ابرو و غمزہ سے بچے
کہا جو مین نے نکر میرے دل کے دو ٹکڑی
تو کیا جواب دیتے نہین سنی یہ مثل
سوائے صانع قدرت نصیر اب صنعت

نگاہ بس ہے تجھے اس ستمگر سوار کی ایک
عرق کے قطرے کی اور دانہ انار کی ایک
کہ ذوالفقار کی انیان ہین اور کٹہار کی ایک
ق لگا کے ضرب میان تیغ آبدار کی ایک
کہ سو سنار کے ہوتے ہین اور لہار کی ایک
ندیکہے ایسے کلالان دستکار کی ایک

بنا ہے دیکہہ تو کیا کالبد عناصر کا
اگرچہ طبع مخالف نہین ہے چار کی ایک

زرد و اسقدر رہی یار ترے مبتلا کا رنگ
غصہ سے سرخ کیون ہوا دس فتنہ زا کا رنگ
اعجاز ہے کہ برق نے تارے دکہا دئے
کیا منہ ہے جو کرے ترے دانتون سے روکشی
خون شفق ہین پنجہ خورشید ڈوب جائے
گویا کہلا ہے تختہ لالہ مین نیلوفر
دعوا ہمسری گل اور رنگ کو نہ ہو
کچہہ ہین فی ہمد مو نہین بلند ہا ہے تو بتا
چین ریکہتے ہی مانگتے ہین غزال چین

تنکا لے منہہ مین خوف سے ہان کہہ بکا رنگ
آتش مین دیکہتے ہین محک پہ طلا کا رنگ
مت پوچہہ اوس کے خندہ دندان نما کا رنگ
دہشت سی ہے سفید رسد اموتیا کا رنگ
ہے پانچون انگلیون پہ ترہ حنا کا رنگ
پان و سی سے ہی بہہ لب دلربا کا رنگ
دیکہیے تری جو فندق انگشت پا کا رنگ
ق کیا اوڑ گیا ہے نرگس حیرت فزا کا رنگ
گرمی سے ہی وہ چشم بت فتنہ زا کا رنگ

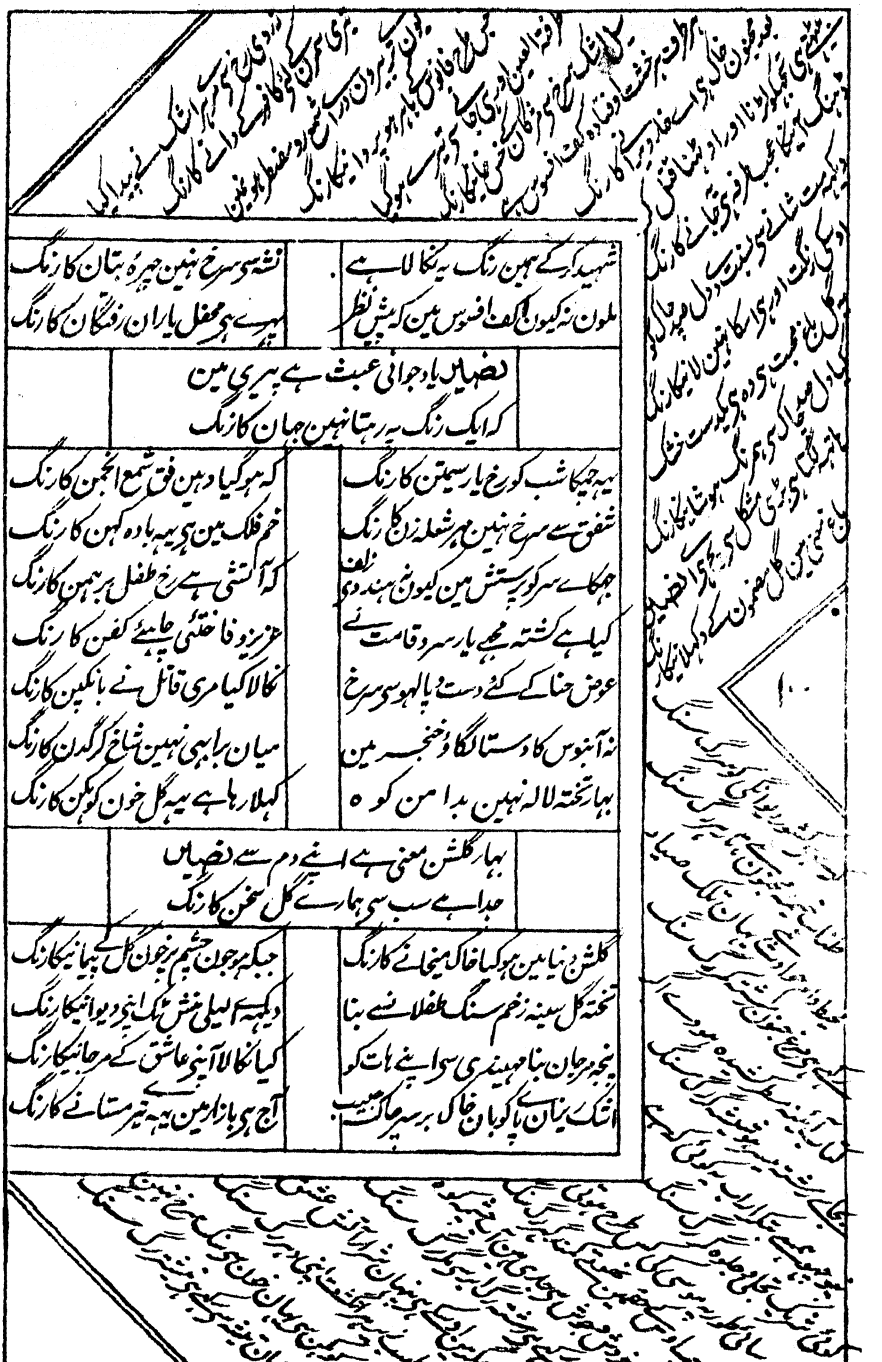

شہید کرکے مجھے رنگ یہ نکالا ہے
نشہ ہے سرخ نہیں چہرۂ بتان کا رنگ

ملون نہ کیوں اک افسوس ہیں کہ پیش نظر
پھرے ہے محفل یاران رفتگان کا رنگ

فضا میں یاد جوانی عبث ہے پیری میں
کہ ایک رنگ پہ رہتا نہیں جہان کا رنگ

یہ جھلکا شب کو رخ یار سیمتن کا رنگ
کہ ہو گیا ہے فق شمع انجمن کا رنگ

شفق سے سرخ نہیں مہر شعلہ زن کا رنگ
خم فلک میں ہے یہ بادہ کہن کا رنگ

جھلکے سر کو پرستش میں کیوں نہ ہندو کی
کہ آتشی ہے رخ طفل برہمن کا رنگ

کیا ہے کشتہ مجھے یار سرو قامت نے
عزیز وفا خفتی چاہیئے کفن کا رنگ

عوض حنا کے کئے دست و پا لہو سے سرخ
نکالا کیا مری قاتل نے بانکپن کا رنگ

نہ آبنوس کا دستا لگا و خنجر میں
میان برابھی نہیں شاخ گردن کا رنگ

بہار تختہ لالہ نہیں بدامن کوہ
کہلا رہا ہے یہ گل خون کوہکن کا رنگ

بہار گلشن معنی ہے اپنے دم سے فضا میں
جدا ہے سب سے ہمارے گل سخن کا رنگ

گلشن دنیا میں ہو کیا خاک میخانے کا رنگ
جبکہ ہو جوش چشم پر خون گل کے پیمانے کا رنگ

تختہ گل سینہ زخم سنگ طفلانسے بنا
دیکھ اے لیلی نمش تک اپنے دیوانے کا رنگ

پنجہ مرجان بنا ہے مینہدی سے اپنے ہات کو
کیا نکالا آپ نے عاشق کے مرجانے کا رنگ

اشک ریزان پاکوبان خاک بر سر چاک جیب
آج ہے بازار میں یہ تیر مستانے کا رنگ

گریز پا نہیں طفلان سنگ سے قیس ۔ کہ ہی سلاسل دیوانہ پیشتر رگ سنگ

نصیر کی یہ غزل سن کہے ہے افلاطون
چھٹی نہ بنض شناس سخن سے ہر رگ سنگ

عاشق سوا ہی کسکو ہوای شکست رنگ
دل کی شکستگی ہی ہی جاے شکست رنگ

آلودگی ہے خون سے دامن گاہکو مو قلم
نقاش مردمک نے برای شکست رنگ

بیمار نے ترسے یہہ کہا وقت الوداع
ایوای سے درد پہلو وہای شکست رنگ

معلوم ہی یہہ ہمکو دلا روز بازپرس
ہوگا نہ کوئی ساتھہ سوای شکست رنگ

اب آہ سینہ نکلے ہی لے فوج اشک چشم
ساتھہ اس شکوہ کے ہی ہوا رشکست رنگ

پرواز کر گیا چمنستان سے رنگ گل
پہونچے جو اوسکے کان صدای شکست رنگ

کہنے لگا طبیب کہ رنجور عشق کے
جز وصل کب ہوآہ دوای شکست رنگ

چہرہ کا رنگ کسطرح بدلے کہ موج اشک
زنجیر ہو رہی ہے بپای شکست رنگ

رنگ پریدہ عشق کی دولت سے ہی نصیر
کس منہ سے مین کہون کہ یہہ جا ہے شکست رنگ

گلشن مین سیر و دیکھہ بہار گل صدبرگ
خورشید ہوا آکے نثار گل صدبرگ

اب کے یہ چمن مین ہی بہار گل صدبرگ
ہے بلبل تصویر شکار گل صدبرگ

داغ آبلہ رہو کے ہی پاس نہ دل مین
ہونرا ہے مریجان دو چار گل صدبرگ

عالم مین یہہ اے رشک پری سر پہ چڑہا کر
تو نے ہی بڑہایا ہی وقار گل صدبرگ

شبنم کہی ہی دونون یہ پا در رکاب ہین
مین اسلئے ہون دیکہہ کے گریان نسیم و گل

ڈرتا نہین ہے کوئی ہوا خواہ و ہمنفس
آتے ہین یاد مجکو بہ زندان نسیم و گل

تو ام ہین آہ گلشن دنیا مین رنج و عیش
رہتے ہین خاک بر سر خندان نسیم و گل

دیکہا ہی کسکا گوشۂ دامان جو ہر سحر
رہتے ہین ہم ہین دست و گریبان نسیم و گل

پرچا ہتا ہون تجہہ سی ہم آغوش ہو رہون
جون ہمکنار رہتی ہین جانان نسیم و گل

آوارہ یہہ اگر ہی تو وہ بہی ہی ہفتہ دوست
ہین طرز بیوفائی مین یکسان نسیم و گل

توان سے دل لگائے ہی اتنا ہزار حیف
نا آشنا ہین بلبل نالان نسیم و گل

سیر چمن نصیر بقبول قتیل کر
ہین باعث نشاط دل و جان نسیم و گل

بلبل یہ ہول دیکہکے اسا تو باغ و گل
اک ہفتہ ہین چمن ہی یہ تیر سراغ و گل

لالہ کے دل مین داغ نہین ہین جو ہتی ہین
وہ دور ہی کہ ہین یہ ہم آغوش باغ و گل

طاؤس کے پرون کی طرف ٹک خیال کر
خونے دئے ہین دیکہہ تو کیا اسکو باغ و گل

فصل بہار ہے پے جامہ دری کرین
دامان و جیب چاک کیونکر یہ باغ و گل

جو رونے شیخ کی لب دریا یہہ یہہ کہا
اس سے کہین چہڑاؤ مجہہ دو فراغ و گل

نوبندی ہی تیوار کو دلیا بکا کے ہین
خواجہ خضر چہڑاؤن گی کیا چراغ و گل

گلشن مین آج تیرے شہیدون کی ہون ہین
دیکہون ہون شکل لالہ و گل جون ایاغ و گل

سرسبز اس مین ہین غزل اور لکہہ نصیر
لگتا ہی عندلیب کو خوش ذکر باغ و گل

قتہ کیا دماں بہار نے تو پھر نصیر
دیکھوں دکھاتے ہیں کیا اپنا اثر بہار

عندلیبو نکرو صبح کو غل برسر گل
دیدۂ خفتہ نمط غنچہ ہیں گل برسر گل

گل کی یک ہفتہ کی نوبت ہے یہ ہم عاجزیں
سازِ عشرت کے بجاؤ نہ دہل برسر گل

کیا جبیں پر تری قطرات عرق کی ہیں بہار
شبنم اس طور سے کب آئی ہے ڈھل برسر گل

کونسا بادہ پرست آج یہاں آتا ہے
غنچہ کی طرح جو ٹپکا خم مل برسر گل

رزگل باد صبا دان کرے ہے شاید
عندلیب آج کوئی بیٹھا ہے تل برسر گل

پاؤں گستاخی سے رکھہ سر پہ یہ گل کر بلبل
کیا بنایا ہے کہیں تو نے یہ پل برسر گل

پھولتا اور ہی دونا ہے وہ اب لکھیں نصیر
عشق میں اوسکے جو ہم کہاتے ہیں گل بسر گل

کس روش تو ڑیگا دیکھیں آج گلچیں شاخ گل
مثل تیغ خونچکاں لگتی ہے رنگیں شاخ گل

دیکھہ اوسے لونڈا سے قد کو صانع قدرت نے یاں
ہر زبان برگ سے کرتی ہے تحسیں شاخ گل

گر نہیں آزاد کرتا مجھکو اے صیاد تو
رکھدے تو چاک قفس میں ہر تکیں شاخ گل

صبح مرغان چمن کو کرکے شبنم سے وضو
معنی رنگین گل کرتی ہے تلقیں شاخ گل

صفحۂ گلشن پہ کینچے گر ترا نقشہ بہزاد
خانۂ نقاش چیں بجائے ہیں شاخ گل

خون دل پردہ اوسکا دمبدم ہتھ آہ
حق میں بلبل کے ہے یہہ منقار شاہیں شاخ گل

سینۂ پر داغ ہے یہہ رشک ستان خلیل
آہ آتش بار ہے یہاں اب جبیں شاخ گل

زخمی چمن مین ہین تری تیغ ادا کے پھول
دشت سے ہاتھہ پاؤن گئے ہین صبا کے پھول

بعد از فنا تو رکھہ مری تربت پہ آکے پھول
جز سنگ جیتے جی تو نہ مارا اوٹھا کے پھول

دندان کی آب و تاب کہان سے جو ہنسکے تو
کوڑی کے تین تین بکین موتیا کے پھول

آسودگان خاک کی شاید ہین مجو دید
نرگس کے دیکھتے ہین جو آنکہین جہکا کے پھول

قمری بنی ہے سرو چمن کے گلے کی ہار
دیکھی ہی کان پر جو کسی بینوا کے پھول

دیوانہ ہو نہین آمد فصل بہار کا
خوش ہین چمن مین چاک گریبان کیا کے پھول

کرتا ہون رو کے ہستی موہوم پر نظر
ہنستا ہی جب چمن مین کوئی کہل کہلا کے پھول

شبنم دکہاتی داب مجہی ہیرے کی تو کنی
آگے مرے وہ غیر کو دیتی ہے بلا کے پھول

اوس نے برنگ صفحہ باطل ہزار حیف
ہر صفحہ چمن کو دکہایا مٹا کے پھول

گلچین روزگار کے ہاتہون ہوا ہے نصیر
دیوار و در کی سیر کردن کیا بنا کے پھول

روکش اوس کے زیدہ محمود ہون کس کے پھول
جبکہ مرفوع القلم ہون بیقلم نرگس کے پھول

صبح ہمیشہی کرین گلشن مین تجہہ کو سیر کے
ہین خجل غنچہ ہن اس چشم نرگس کے پھول

رنگ و تیرا ہے وہ گر تجہکو دکہین باغ مین
اے ہیرے کی کنی شبنم سے تختہ برس کے پھول

تر مرا زخم جگر ہے دیکہہ ٹک اسکی بہار
ہو جائیگا اگر دن آہ پہر سرخ رس کے پھول

ساغر خم سی گل و غنچہ خوش آتا ہی ہمین
تو نہو تو پہر کیا چمن اور کس کے پھول

گشتہ تیغ تغافل ہون اوسیکا ہمدمو
چاک رہتی ہے گریبان عشق مین جسکے پھول

پہلے ہی سے کم نہیں مژگان اشک افشاں مرے
موتیا کے دیکھنا جھڑتے ہیں منہ سے پھول

کچھ خبر ہی ہے تجھے چل فاتحہ کیواسطے
آج میں اے شوخ تیری عاشق مفلس کے پھول

رنگ خوں و زشت میں کیوں فرق سمجھے ہے نصیر
خار بھی تو ہے اوسیکا میں بنا جس کے پھول

شبنم گیا ہے تیرے مژگان کے بالے میں پھول
دیکھتے ہی مہ گیا خوشوقت ہو مالے میں پھول

قطرۂ خوں جم گیا اوسمیں نہیں اے ہمدمو
خار کی دولت سے ہے یہ پانو کے چھالے میں پھول

بام پر کس نے لپٹ کر سیج بتا توڑا ہے ہار
جو پڑے ہیں اوڑھکے یہ لیجان پرنالے میں پھول

واہ رے تیرے چمن یہ نیلوفر کا خال سے
کیا بنایا تو نے ہے سر کے دنبالے میں پھول

رات کس دلخستہ نے چھوڑی ہوائی آہ کی
جا کے آتش کا پڑا کتنے ہیں بھگالے میں پھول

لیچلا ہے لخت دل سیل سرشک چشم تر
کیوں بہا مردان لالا کے نہالے میں پھول

شانۂ زنگین نہیں مالیدۂ ریش شیخ میں
یہ دلچسپہ کر رہیگا مکڑی کے ہی جالے میں پھول

بلبلو اس داغ دل سوزان پہ مت رکھیو نصیر
آبلے کا رکھتا ہے کیوں دیکھو تو کالے میں پھول

رخ سے کیا خوب برقع نہ اٹھانا شب وصل
ساتھ ہو نامرد اور منہ کو چھپانا شب وصل

کیا ہے اندھیر چراغ آہ بجھانا شب وصل
کس سے سیکھا ہے یہ گل کھلانا شب وصل

دیکھنہ ذکر کمر یار نہ لانا شب وصل
میری ہستی کو کہیں تو نہ مٹانا شب وصل

غیر کا ذکر مرے روبرو جانے دے نکر
شعلہ خو خوب نہیں مجھکو جلانا شب وصل

بلبل ترے جلینگے خس و خار آشیان
اوڑ کر پڑا جو آگ کا اک گلستان سے پھول
بو لاوہ داغ دل کو مرے دیکھکر رشک گل
بے موسم بہار یہہ لایا کہان سے پھول

کرتا ہے فرش راہ گل اندام اے نصیر
لالا کے گلفروش بھی اپنی دوکان سے پھول

کچھہ کم نہین ہے رشک سے یہہ ہار سیاہ کے
عارض کا تیرے سایہ کاکل کے منہ پہ تل
قنبر کی چشم کی ہے یہہ پتلی کی آرزو
یا شیر حق بنون ترے دلدل کے منہ پہ تل

حیرت کی جا نہین جو کل آئے اے نصیر
سودہ مین زلف یار کے سنبل کے منہ پہ تل

خوشی سے کر رہی ہے غل دہر قمری اور دہر بلبل
چمن مین دیکھہ یہہ سرو و گل اور دہر قمری اور دہر بلبل
ہوی حیران خط و زلف قد و رخ دیکھکر اونکا
ادہر سنبل ادہر قمری ادہر بلبل اور دہر بلبل

سنگ جفا سے ہی ترے شیشا تمام دل
پر کیجو جلد نیک سیکا شکستہ دل
سیر اس چمن کی کوئی کرے کیا شکستہ دل
گل ہی شکستہ خاطر و غنچا شکستہ دل
مانند جام چینی مودا رہون خموش
ہوگا جہان مین کوئی نہ مجھسا شکستہ دل
دور فلک مین کیفیت میکشی نہین
ساغر شکستہ رنگ ہے مینا شکستہ دل
دیکھا نہ تونے پردہ محمل اوٹھا کے آہ
مجنون بہلا نکیونکہ ہو لیلا شکستہ دل
مینا سے مے کو عالم مستی مین تو نہ توڑ
ہو جائیگا جہان یہ سارا شکستہ دل
ایچشم خاک پر نہ الٹا طفل اشک کو
ہے نور دیدہ اسکو نہ کرنا شکستہ دل

نفس سرد کے ہاتھون سے ہوی ضبط آہ ۔ ہوگیا آگ کا آندہی مین دبانا مشکل
عشق کی ظرف سے پنہان نہین ہوسکتا ہی ۔ کہ سمندر کا ہے کوزہ مین چھپانا مشکل
یہہ ہنر موج نسیم کو ہی تیری ہی یاد ۔ ورنہ ہے برق کا بادل پہ کہانا مشکل
دانہ یہان مزرع دنیا مین ہی گو سرسبزی ۔ آپکو خاک مین لیکن ہے ملانا مشکل
عشق آہو نگہان دل تجھی کہا جائیگا ۔ صید کاشیر کے منہ سے ہی چھڑانا مشکل
تن لاغر کی مے تا رنفس سے ہے نمود ۔ ورنہ ہے سوزن گم گشتہ کا پانا مشکل
لٹ ترے زلف کی ابرو یہ ہی کیونکر دیکھون ۔ ماہ نو کا ہی گھٹا مین نظر آنا مشکل
پاؤن رکھنا تو رہ عشق مین آسان تر ہے ۔ صفت شمع ہی پر سر کا کٹانا مشکل
خوف لخت دل سوزان کا کری کیا مژگان ۔ ہی نرم تر کا ہے آتش کو جلانا مشکل
پیچ در پیچ ہے دل زلف کا کوچہ مت جا ۔ خضر خط کو بھی ہے رستہ یہہ بتانا مشکل
آب گریہ سے فرو ہوگی نہ دل سوزش عشق ۔ مشتعل آگ ہے اسکا ہی بجھانا مشکل
زاہدا عاشق جانباز ہون میری تقلید ۔ تو نکر یار سے ہی آنکھہ لڑانا مشکل
سجدہ محراب عبادت مین ہے کرنا آسان ۔ تہ شمشیر ہے پر سر کا جھکانا مشکل
جسکو کشتہ کرے یہہ چشم مفتن تیری ۔ اوسکا پھر خواب عدم سے ہی جگانا مشکل
تو ہی کہدے لب جان بخش سے اپنے قاتل ۔ ایسے مردہ کو ہے عیسی کا جلانا مشکل
آج اوس شوخ کے بر مین ہے بسنتی پوشاک ۔ دل بیتاب اوسے قابو مین ہی لانا مشکل
کون ہان دام بلا مین ہو گرفتار نصیر ۔ دل لگانا تو ہی آسان چھڑانا مشکل

پہرا حتیاج ثالث بالخیر کی نہین | اک تو ہو پاس دوسرے بس ہو فراغ دل

لکہ اس زمین مین اور شگفتہ غزل نصیر
کہل جاے جس کے سنتے ہی یارونکا باغ دل

روشن دو چند مہ سے ہی اپنا چراغ دل | اے شمع عکس مہر ہوت ہے داغ دل
آنکہون مین صبح و شام نکیونکر رکہون کہ اشک | لڑکا ہے نور چشم ہی اپنا چراغ دل
دیکہا نہ تنگدل کو شگفتہ بسان گل | غنچہ کو کب چمن مین بہلا ہے فراغ دل
برباد ہو گئی ہے صبا خاک چہانتے | پایا نہ تیرے گم شدگان کا سراغ دل
کسکو دماغ ہے گلگشت باغ کا | کچہہ اور بو کہے ہے صبا باغ دل
کب کے ظرف کو یہان پہنچے ہی جام جم | کم ظرف کیا سمجہتے ہین کیا ہی ایاغ دل

کب اس پہین سے ڈہال کا پہول اوسکے ہی نصیر
رکہتا ہے جو بہار ہمارا یہ داغ دل

ہمارا دشمن جان ہے، تو ہو وہ مہربان در دل | مثل مشہور ہے یار و حساب دوستان در دل
خیال اوس شوخ کے برو کا اپنے جی مین رہتا ہے | کہ ناخن شیر کا رکہتے ہین بہر جز جان در دل
یہان ہر ایک اپنے اپنے من مین لاکہ تن کا ہے | محقر آنکو سمجہے ہین کب یہہ ناکسان در دل
نشان اون شہسوارونکا نیا نام کو ہے | کہان وہ رکہتے تہے جو خواہش خیال و نشان در دل
نہین پہولے سماتے پیرہن مین اپنے ہو خنداں | ہر اک گل باغ مین گویا ہی شاخ زعفران در دل
نصیر آسان نہین درویش ہونا ایک بینہ پیا ق | صفائی کچہہ تو پیدا کر ذرا آئینہ سان در دل

بولا کہ عاشقی مین قدم رکھکے تو نہ پہولون | یہان کس شمار مین ہی سنا یہہ قطار گل

رخ پر نصیر اوسکے ہی خط سے بہار دیکھہ
اپنی نظر مین خار سے ہے افتخار گل

کرینگے روکشی گر صبح کو تجھسے چمن مین گل | نور کہہ جاسیگی سیر ایسیکے شبنم سی دہن مین گل
ہوے ہین شاد تجھکو دیکھکر ایسے چمن مین گل | نہین پہولے سماتے آج اپنے پیرہن مین گل
نزاکت کیا کہون اوسکی کہ شبکو بستر گل پر | بدلتے کروٹین جن خار جیتے ہین بدن مین گل
ظہور رنگ الفت دامن کہسار مین دیکھو | گریبان چاک ہین لالا کے عشق کوہکن مین گل
تحیر مین ہون مین وہ دیکھہ خال گوشۂ ابرو | لگا ہے نیلوفر کا شاخ آہو کے ختن مین گل
عجب ہی رنگ سے محفل مین کی کل اوسنے بیخودی | کہ شکل غنچہ شیشہ تہا پیالہ انجمن مین گل
تری چہپا کلی مین یہہ نہین ہوتی ہین آویزان | کہلے ہین موتیا کے زور سورج کی کرن مین گل
بہار آئی ہے موج صبا زنجیر پہناوے | گریبان چاک آتے ہین نظر دیوانہ پن مین گل
مزا رکھتا ہے الفت پہ کیا حاجت ہی پہولونکی | کہ داغ سینہ کو سمجھے ہی وہ چاک کفن مین گل

نصیر اب تو ہی اپنی طرز کا ہی ایک عالم مین
کہ ہین مضمون و معنی کے ترے باغ سخن مین گل

چمک رہا ہے چمن مین ابہی ستارۂ گل | شعاع مہر ہو ہے صبح کو ستوارۂ گل
چمن مین سوزن منقار سے ترے بلبل | رفو ہوا نہ گریبان پارہ پارۂ گل
کہے ہے مرہم کافور صبح زخمونپر | نہین ہی اسکے سوا اور کوئی چارۂ گل

اے دل اک کو چہ بستہ ہوس شوخی مانگ
چشم جون آئینہ اس رہ مین سدا کھولکے چل

چشم تر آئینہ سان کیون ہے شب و روز نصیر
بیٹھ جا اپنی حقیقت کو دلا کھول کے چل

چشم تر پہ تک ان اشکون کو نہ تو خاک کے مول
دُر شہوار ہین انجم افلاک کے مول

تو ہزار اسکی بڑہا باغمین قیمت بلبل
گل کو لیگا نہ کوئی ہرزل صد چاک کے مول

تیری اک جنبش مژگان پہ ہی سود اول کا
جنس دل بیچتے ہین ہم خس و خاشاک کے مول

کر فلک سیر ہمارا ہے یہہ شبدیز خیال
پر لیا کس نے ترے توسن چالاک کے مول

زاہد اس دل صد چاک کی قیمت پوچھ
یہہ وہ شانہ نہین کی ہے سو اک کے مول

غنچہ کیون نہ نکرین رخت چمن مین اپنا
کہ بہر رنگ نہین وہ ترے پوشاک کے مول

عقد پروین پہ نہین حرج پہ اے بادہ کشو
دیجو اس خوشہ انگور کا تاک کے مول

کیون نہ اس سلطنت فقر پہ نازان ہون نصیر
تاج اپنا بھی یہ ہے افسر صحاک کے مول

اوس خیال مژہ سیہ کو ترے دل مین ہے جگہ
جیسے آجاتے ہے بیتاب سکندر مین بال

مشک تاتار کی بو آتی ہے اے باد صبا
کسی چوٹی کے اوڑا لائی ہو گلزار مین بال

مرغ دل گو ترے شاہین نگہ سے چھوٹا
لیگئے فوج کے پر پنجہ انتظار مین بال

رشک صد تختہ سنبل ہوا گر لفون کے
کنگھی کرنے سے ہے چہرہ پر من کہسار مین بال

تجھ سے یہ چشم نہ تھی آہ بت آہو چشم
کہ مجھے تیر کا دے تو می گلنار مین بال

ترے قد سے ہمسر ب پاتے ہین ہم
سرو کا سر کاٹ کر لاتے ہین ہم

گوہر دندان دکھا دو ہنس کے آج
ورنہ ہیرے کی کنی کھاتے ہین ہم

چشم سے مژگان پہ آئے اشک سرخ
تیری رتی آج چمکاتے ہین ہم

چھوڑ دہ ابرو گرہ دل کی ہلال
تیرے کب خن سے کہلواتے ہین ہم

زلف خوبان کیون گلے پڑتی ہے تو
کوئی تیرے دام مین آتے ہین ہم

اے میان تیری کمر کا کر خیال
لامکان مین آپکو پاتے ہین ہم

جلوۂ موج تبسم یار کا
برق کو دکھلا کے تڑپاتے ہین ہم

ابتو اوس کو جہ مین جو کچھہ ہو سو ہو
جان جائے یار ہے جاتے ہین ہم

دیکھنے کو اون کے رخسارونکے تل
ہمد موجب ماتہ دوڑاتے ہین ہم

ہو خفا کہتے ہین کیا رہ تو سہی
تجھکو اب کو لو مین پلواتے ہین ہم

مین نے جب پوچہی تپ غم کی دوا
ہنسکے کیا بولے کہ فرماتے ہین ہم

شربت عناب مین
لو اگر ہووے تو تبلاتے ہین ہم

عرض کی مین نے کہ اے بندہ نواز
اسکی تاثیر اور کچھہ پاتے ہین ہم

بوسہ خال دہان ولب اگر
لطف سے دیجے تو بچ جاتے ہین ہم

صفحۂ ہستی سے اوہٹتے ہین کوئی
نقش نو جو مہر مٹہلاتے ہین ہم

چشم مین کب اشک بہر لاتے ہین ہم
راتدن موتی ہی برساتے ہین ہم

جبکہ وہ تیر نگہ کہاتے ہین ہم
سہم کر بس سرد ہو جاتے ہین ہم

آزار تپ عشق مین رکھتا ہون طبیعو
تم کیا یہہ سمجھکر مجھے دیتے ہو دوا گرم

سمجھے کی جو چڑہ جائیگی اپنے یہہ کبھی آہ
ہوتی ہی ترے پاسے لپٹنے کو حنا گرم

تک شعلۂ رخسار کو انصاف سے دیکھو
اسکو رہے بدن پر نظر آتی ہی یہہ کیا گرم

پہلو نہ تہی کیجئے مانند مہ نو
اک شب تو بغل کیجئے اے ماہ لقا گرم

کہنے کو معاہی تہی ہوا خواہ ولیکن
زخم جگر گل ہی چمن مین نہ سیا گرم

اس خانہ خراب آنکہہ کا کیا کیجئے شکوہ
اسنے تو کبھی شوخ کو ہونے نہ دیا گرم

سرگرم سخن سب مین سخن سنج ولیکن
لکھے تو فصیلہ ایسی غزل کوئی نہلا گرم

اوس لعل لب کے ہین جو شناخوانیون مین ہم
کہلاتے اسلئے ہین بدخشانیون مین ہم

کیا جانے کسکی زلف نے سودائی کر دیا
رہتے ہین اب جو سلسلہ جنبانیون مین ہم

تو مصر حسن ہین سہ کنعان ہی العزیز
گنتے ہین اسلئے تجھے لاثانیون مین ہم

گردن مین طوق یا ؤنین زنجیر ڈالدے
تا حشر کو اوٹہین ترے زندانیون مین ہم

رکھے ہین اشک دیدۂ حیران مین اسلئے
موتی پروئینگے ترے جوانیون مین ہم

یہہ تو نہو گا عشق کے مسلخ کو چہوڑ کر
قاتل گلا کٹائین جو قربانیون مین ہم

اے سادہ رو بتا کہ سکندر کو کیا کہین
تو دیکھے آئینہ رہین حیرانیون مین ہم

افغان سے ترے رات کے نیند اپنی اوڑ گئی
ہیچین گے جاکے دل تجھے افغانیون مین ہم

غنچہ کے زرہ گا نہٹہ مین خاطر نکیون ہو جمع
گل کی روش مین آہ پریشانیون مین ہم

آئینہ دل کا صاف کر کہلائی صیقل گر ہی ہم
اپنے سوا دکھین کسے اندر ہی ہم باہر ہی ہم

جان بر ہوا ہوں اسے کیونکر دل کہتی ہیں لیکن یار کی
نیزہ ہی ہم ناوک ہی ہم برچھی ہی ہم خنجر ہی ہم

اشکوں کی دولت کیوں نہ ہو جن سلطان اقلیم جنون
رکھتے ہین ساتھ اپنے سدا لشکر کوکا ایک لشکر ہی ہم

چنوا کے ابرو مجھسے کیا وہ ہنس کے فرمانے لگے
اس تیغ کی دم سے سدا کہلائین گے جوہر ہی ہم

کیا خاک کیجے میکشی ایسا تی گلفام آ
گریان مین مثل برق کیا جون برق مین مضطر ہی ہم

کہتے ہین وہ پان خوردہ لب یا قوت کے ٹکڑے ہو
کہلائے لیکن آج سے در برگ گل احمر ہی ہم

ایشوخ دانہ نکا ترے یہان یہ تصور ہی بیدا
در ذرات چشمہ ترے یہان برسلتے ہین گوہر ہی ہم

رکھتے ہو تین گرداب ہم پر ڈر ہے چشم تر
گرداب دریا کیطرح کہلاتے ہین یہان چکر ہی ہم

جو چاہے کر جور و جفا پر دل کا مہر داغ سے
روز قیامت کو سدا کہلائینگے محضر ہی ہم

قدرت نصیر اوسکے سدا اک تنور مختصر ہی پیا
جھوٹے عذاب قبر سے کیا خاک یہان مر کر ہی ہم

آغوش مین کھینچ اوسکو باندازد گر ہم
ما زہ مین دکھاتے ہین کہڑے دنکو فر ہم

جون ذرہ نہین ایک جگہ خاکسر ہم
اے مہر جہانتاب جدہر تو ہے اودہر ہم

اس فرصت یکدم پہ دلا کر کے نظر ہم
مانند حباب آہ اٹھاتے نہین سر ہم

روتے ہین شام سے ہوا سطے جون شمع
رکھتے ہین یہان روز قیامت کا خطر ہم

خود بینی اگر عیب ہے نزدیک تمہارے
تو بے ہنر و اسکو سمجھتے ہین ہنر ہم

صاف اپنے سوا غیر کو پاتے نہین واللہ
کرتے ہین جب اوس آئینہ دل مین نظر ہم

وہان غیر سے سرگرم سخن شمع خان ہین
یہان شعلۂ آتش کی طرح دبنے ہین سر ہم

ہو جائیگا اک دم مین دو عالم تہ و بالا
زلفونکو نکر شانہ سے تو درہم و برہم

کیا تو ہی کسی زہرہ جبین سے ہے گرفتار
پاتے ہین جو شب داغ بدل تجھکو قمر ہم

کہتے ہین وہ ہیوجہ نہین رخنہ خط سبز
یہہ کہتے ہین قرآن مین ملاوس کا ہر ہم

عصیان کی چٹی داغ کی مجھسے نہ سیاہے
اے اشک سے دہوئین گے ردایون سحر ہم

وہ رخنہ دیوار سے جہانکے کہ نہ جہانکے
کرتے ہین سدا در سے کے ہر ایک مین گذر ہم

فرماتے ہین وہ رخنہ بنا زلف کا حلقہ
دکہلاتے ہین یہہ حسن دوتا کا بہنور ہم

ایہا ہوا عالم کے چٹے سنگ زنی سے
کیا لیتے یہان ہوکے ثمر دار شجر ہم

جاکر نہ وہان سے کوئی پہنچا ہے جو پوچہین
یاران عدم رفتہ کی ایوا سے خبر ہم

چہیڑی تری گر زلف معنبر نے خطا ہے
ہے مارسیہ کیون نہ کرین اس سے حذر ہم

پستان تو چہپاتا ہی تو اے یار ہی قد
پر تجکو جلائین گے باندا دگر ہم

کو چہ مین لگا کر ترے نارنگیون کے نخل
تو رین گے ترے سامنے پہرہ ہی قمر ہم

پتون کی طرح دیکہیہ پہراتے ہین شب و روز
اشکونکو تبا بر مژۂ دیدۂ تر ہم

اے طفل حسین چہوڑ کے مت جایہہ تماشا
جو شعبدہ باز اپنا دکہاتے ہین ہنر ہم

کیون در پے تکلیف ہوا ہی گردش ایام
ماہون سے ترے چہوڑ کے گہر جائین کدہر ہم

دیتی نہین تو خانہ نشینی مین ہی آرام
جون مردمک دیدہ ہین سرگرم سفر ہم

پاؤن سے کوئی کہنچی ہی یہہ عشق کی منزل
جب تک نکرین بوالہوسان سر سے گذر ہم

صاف کر لیتے ہین جب جاروب مژگان سے نصیر
اوس کے کوچہ مین قدم آنکھون سے تب رکھتے ہین ہم

گردش چشم اپنی وہ مجھکو اگر دکھلائی جام
آبرو یکدست تیری خاکمین ملجائے جام

کشور دلپر گذار الشکر غم کا ہے آج
کہدے کارجام داری ساقیا دکھلائی جام

بزم رندانمین نہ بیٹھے شمع محفل تو اگر
موج می سے ہو وہین مین جلکے اوٹھجائی جام

جلوہ گر آنکھون مین داغ شہپر طاؤس ہے
کب ترے آشفتہ کو صحرا مین ہی پروائے جام

گرمی بازار دخت رز نہین تہی اسقدر
میکدہ مین کیون نہ ہاتھون ہاتھ ہو سودائے جام

خواہش ساغر کشی ہو گر تجھے اے رشک ماہ
چرخ مینا فام ہی خورشید کا بھر لائے جام

کاسۂ سر کو دھمک پہونچی ہے ستون کے دلا
محتسب سے کوئی کہدو یون اب ٹھہرائے جام

چشم سے اوس بحر خوبی کے ملائی ہی نہ آنکھ
جون بہنور اس دور مین کیونکر نہ چکر کہائی جام

ساقی کوثر کا رہ مداح دل سے اے نصیر
اون کے چشم لطف سے تا حشر کو ملجائے جام

جون ذرہ نہین ایک جگہ خاکنشین ہم
اے مہر جہانتاب جہان تو ہے فین ہم

شب حلقۂ رندانمین عجب سیر رہی ساقی
ساغر کو سمجھتے تھے مہ ہالہ نشین ہم

سینے مین سدا رشک لتوی قلمی دیکھہ
ہر تار سر شک اپنے سی دامان زمین ہم

اے رشک نسیم سحری کیون ہے مکدر
گلشن مین تجھے دیکھتے ہین چین بجبین ہم

بر یا نہ کہین کیجئے اب شور قیامت
وحشت زدہ اے خانۂ زنجیر نہین ہم

ہار پھولون کا پہنتے ہو تو ہم بستر بھی ہو
ورنہ انگارون پہ کیون مجھکو لٹا جاتے ہو تم

سر پٹکتے ہین پڑے ہم حلقۂ در کیطرح
چاک در سے جب کبھی آنکھین لڑا جاتے ہو تم

کان کا موتی چھپاؤ طفل ناداں ہے یہہ دل
اسکو لو لو سے ہمیشہ کیون ڈرا جاتے ہو تم

چین سے سونے دو مک آسودگان خاک کو
سر پہ اک شور قیامت کیون اٹھا جاتے ہو تم

ہون گرفتار قفس اے ہمصفیران چمن
نالہ ہائے زار کیون اپنے سنا جاتے ہو تم

کیون نہ ہنس ہنس کر جلاون جون کی غذا آتش کو وہ
جس تماشا کے لئے مجھکو جلا جاتے ہو تم

جان کہو بیٹھے گا اپنی یہہ نصیر خستہ دل
اسکے پہلو سے اب اوٹھ کر گھر کو کیا جاتے ہو تم

لکھدے مشاطہ تو ابروے دلارام پہ نام
یعنے استاد کا ہی چاہئے صمصام پہ نام

کوئی کس شکل سے ہمچشم ہو اے پستہ دہن
چشم کہتی ہے تری نرگس و بادام پہ نام

کیونکر روباہ صفت پائے قناعت کہہ جائے
اسد اللہ کا لیتا ہون میں ہر گام پہ نام

رو سیہ گرچہ ہین پر ہمنے ترا احسان
کہو در کہا ہے نگین دل ناکام پہ نام

کیون نہ آنکھون سے لگا کر مین پیون الساقی
ہے رقم ساقی کوثر کا لب جام پہ نام

گردش چشم کا اک تری نہین شاکی مین
رکھتے آئے ہین ہمی گردش ایام پہ نام

کیون نہ انگشت نما جون مہ نو ہون کہ مرا
آج مدت مین لیا اوس نے لب بام پہ نام

والہ و شیفتہ و زار و حزین و مجنون
ہمکو کیا کیا تری الفت مین ملے نام پہ نام

بات منہ دیکھی کی آئینہ نے جب دل سے کہی
یعنے رکھہ اوسکے رخ و زلف سیہ فام پہ نام

ق

سہی ہی آہ مرغ دل اے ترک چشم یار — اسیر لگا خدنگ نگاہ غضب سے کم
جون نقش پا ہون چلنی کی طاقت مجھے نہین — اپنی گلی مین دی نہ جگہ اک جب سے کم
تو دستگیر ہو کہین اب اے عصاے آہ — تاب و توان بدن مین ہی رنج و تعب سے کم
اب ایکدم تو ہنسنے دی تو اے فلک مجھے — واقف ہون رنگ گلشن عیش و طرب سے کم

ہوتا وہی ہے مرد کی چشم مہر و ماہ
جو آنکو اضیر سمجھتا ہے رب سے کم

ہے ابرو و مژگان ترے تیغ و سپر چشم — کردہ نہین سیاہی کا نہین ہی اثر چشم
کرتے ہین پر زاغ مین سر پر طاؤس — آئینہ انصاف ہے پیش نظر چشم
باور نہین تو دیکھہ لے جا کشتی دریا — قائم نظر آتی ہے تجھے ہی سفر چشم
رکھتا ہون تصور سے تری تیر غمزہ کے — جون دیدۂ غربال ہے شبک جگر چشم
سرمہ سے نہین خال بنایا ہی ہوس نے — ہے پنجہ مژگان مین کل نیلوفر چشم
رکھتے ہین تری گو کہ ہوس خاک نشینان — جون نقش قدم سب سے انہونکا ہے بر چشم
پرواز کبوتر کو ہے بیضہ سے نکل کر — کیونکر نہ رواں اشک ہو ن بیرون در چشم
رونے نے مرے اوسکے نہ تاثیر کی دلمین — کچھہ سود نہ دیکھا ہے سوا ے ضرر چشم

سن جسکو غزالان ختن وجد کرین یہان
لکھہ اور نصیر ایک غزل مختصر چشم

ہے سایہ مژگان مین نہ یہہ اشک تر چشم — پروردہ ہے خس خانہ زمین نور بصر چشم

ق

وہ مے پیے گر جام بلوری مین تو ساقی
بن جا ہے جا بلون سے بھی دریا ہمہ تن چشم

نرگس بھی چمن مین ترے انکھونکی ہے مشتاق
بادام کا ہی نخل نہ تنہا ہمہ تن چشم

مجنون کیطرح کیون نہو نہین طالب دیدار
داغون سے ہون اسکے لیلا ہمہ تن چشم

اے غنچہ دہن ہو کے ترا طالب دیدار
داغون سے ہے طاؤس چمن کیا ہمہ تن چشم

بلکہ ترے افسانہ و نظارہ کی خاطر
گل گوش بنا نرگس شہلا ہمہ تن چشم

ہر قطع کو الٹ منہ سے جو کرتا ہے تو ایمین
اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم

آنکھون کے تصور مین تصلیب اوسکے شب و روز
دل صورت آئینہ ہی اپنا ہمہ تن چشم

صاف ہے یہہ تیری خوش نما ای یار چشم
فردا طل صاف ہی آئینہ بیدار چشم

جاگے ہی وہ فتنہ خوابیدہ جب سے ہے سلا
پنجہ مژگان سے اپنے دوہن ہتھیلین مار چشم

گاہ جون اسود بہتی ہی گہے رہتی ہی خشک
روزن کشتی ہی پاے رخنہ دیوار چشم

شہسوارانہ نگہ کرتی ہی کیا کیا ترک تاز
ہمعنان دور مین ہی اہلق رہوار چشم

رشتۂ الفت مین باندہی ہے پر پرواز آہ
مرغ کی انکے جو چشم دام سے ناچار چشم

قدر ترا باغ جہان مین نخل ہی بادام کا
لگ رہی ہی جس سے نت عاشق کی اے دیوار چشم

دامن صحرا سے لیکر پاٹ تک دریا کے ایک
تختۂ گلزار کردون گرچہ ہو غبار چشم

بام پر اک ذرہ اے بے مہر آ کدن کہ ہی
جون گل خورشید اپنی طالب دیدار چشم

کل سے دل اوا لجھا ہے اوسکا گلیمین کیطرح
مت لگا اے آبلہ پا خار سے زنہار چشم

ایسا نہو کہ چونکے آن رات کو
بن اے پتنگ اب کہین جا سوس شمع بزم

پردہ مین کب رہے ہے یہان حسن جلوہ گر
فانوس مین چھپا نہین ناموس شمع بزم

روتی ہی کیا پتنگ کے ماتم مین زار زار
شعلہ نہین یہہ ہی کف افسوس شمع بزم

پہونچی ہی نوبت عشق تلک اسکی ہی بجا
گر عشق مین بجے ہی وہ نہین کوس شمع بزم

نسخہ تمام سوختگی کا پتنگ کو
حاصل ہوا ہے دیکھہ کے ناموس شمع بزم

نیرنگیان دکھاتے ہے ہستی کے داغ سے
مکھ دیکھتا یہہ جلوہ طاؤس شمع بزم

روشن ہے حال سوختگان پوچھہ مت فصیلؔ
شام و سحر ہے دوزخ و فردوس شمع بزم

جو گزرے ہی بر عاشق کامل نہین معلوم
جبریل ہے ہر آن مین نازل نہین معلوم

بے تہاہی کیا بحر حقیقت یہ شناور
جبکا کہین آخر لب ساحل نہین معلوم

کیون رہتے ہین نت ریوڑہی کے پہیر مین عاشق
اوسکے لب شیرین کی کہین تل نہین معلوم

جراح یہہ کہتا ہی مجھے دیکھہ کے بیدم
کس تیغ نگہہ کا ہی یہہ گھایل نہین معلوم

جون آئینہ حیرت زدہ یہان دیکھہ ہون سبکو
کیا جانے کس پر ہون مین مایل نہین معلوم

چل چل کے رہ عشق مین جون نقش قدم ہم
تھک بیٹھے فصیلؔ اب نہین منزل نہین معلوم

کچھہ سر گزشت کہنے کو دفتر سا چاہیے
گردش نصیب روز ازل سے ہے تو قلم

کاغذ کا تا و کیا ہے ترے روبرو قلم
ہے موج یعنے صفحہ دریا کی تو قلم

ہے ہمین سے وہ شاہد معنے — حرف مطلب کے مدعا ہین ہم
جام مے ساقیا شتابی دے — کون کہتا ہے پارسا ہین ہم
شمع ساں ہے دراز رشتۂ عمر — کہ فنا ہونے سے بقا ہین ہم
تیرے کوچہ تلک کی طاقت ہے — نہین اتنے شکستہ پا ہین ہم
بانگ سنکھہ اور نالہ ناقوس — کہے ہمدم جو کم نما ہین ہم

چشم بد دور کیا غزل ہے نصیر
خوب اس فن مین مرجبا ہین ہم

چھیڑے کس گل کے دہن کی تہی کہانی شبنم — منہ مین غنچے کے چواتی ہے جو پانی شبنم
بارش گریہ سے مقتاہی کوئی داغ جگر — الفت لالہ خانگی ہے نشانی شبنم
ہو گی کس منہ سے تو اوسکی در دندان کے حضور — آبرو یہان تجھی شکل سی ہے پانی شبنم
صبح پیری مین ہوی تری طرح سے پامال — خاک مین ملگئی ہیہات جوانی شبنم
دامن گل سے لگی کب تو غلط کہتی ہے — بات مانیکی نہ یہہ تری زبانی شبنم
ہر سحر دوس نے تو گلشن مین چڑہایا سر پر — کس روش گل نے تری قدر نجانی شبنم

مانگتی کیون ہی تو موتی سجے کہتا ہے نصیر
بر مین صبح اسکے قبا زور ہے دہانی شبنم

سحر دیکہین جو رنگ و روی تابان گل و شبنم — تو ہون لعل و گہر گلشن مین قربان گل و شبنم
ریاض دہر جای عشرت واندوہ ہے دیکہو — لب خندان و چشم اشک ریزان گل و شبنم

ہے شب و روز ہمیں زلف و رخ یار سے کام
نے غرض کہتے ہیں کافر سے نہ دیندار سے کام

دل کو ہو کیوں نہ ترے ابرو خمدار سے کام
جو سیاہی معہد ہے اوسے تلوار سے کام

پردۂ زلف میں لیتا ہے یہہ دل بوسۂ رخ
چور رکھتا نہیں موجۂ شبدار سے کام

مدعا یو ہجر کا درد و الم تجھی دیتا ہوں چرخ خدا کی قسم
مرے یار کو مجھسے ملیو جدا تجھے مرے سر و سر کی قسم

وہ صنم کبی دن سے مجھسے خفا نہیں آتا اور میرا خدا کی قسم
دل شفق سن سے کھینچ تو لا تجھے جذبۂ کاہ ربا کی قسم

یہی چاہے جی کہ گلے سے لگو رہے میرے دن تو ملو
نہیں غرضہ آنکے جہانک تو او تمہیں ہے تبی ہم ہوا کی قسم

کبھی جیاتی ہے تجھے ہنسلاؤں تجھے مجھے عشق کی غرد و غا کی قسم
کبھی جیاتی ہے تجھے بوگلی سی پہرا گاؤں تجھے

تری اوٹے ہی پہلو میں رہا تجھے دم گہہ کو چلا
مجھے چھوڑ کر آہ تو گہر کو نجا تجھی اپنے ہی قسمتی پاکی قسم

مجھی ہر خدا کہیں اس سے چہر ہے تجھ کی شب ہے یہہ کالی بلا
نہیں جھوٹ مین کہتا کچھہ اس مین فرا تجھے تیری زلف رسا کی قسم

اجی دیکھو کیسی ہی عیش کا رہے اور آئے مزا
کرو بادہ کشی مرے ماہ تمہین تا ہوں ابرو ہوا کی قسم

اجی جاتی ہے آج تو وصل کی شب نہین کیتی ہے ملایا لب لب
مجھے تو اور ادھی عیش تو اب تجھے اپنے ہے مہر و فا کی قسم

لگے تیری بلا مجھو آفت جان کیہو یہہ ہی ہے کہلے یا گہان
مری سر کی قسم مرے جانکی قسم مرے غمزہ و ناز و ادا کی قسم

مرین غیر آپ مین تم یہہ مرون مجھی کیا ہی عرض کیو کیو مین جان
یہی جی مین ہے تم سے بات کرون مجھے نہی اس آدر سا کی قسم

کسے دیکھون کہون کس کے گلے تب وصل مین مجھسے جو لپٹا ہے
کہ یہہ بادہ سرخ تو پی لے تجھے مرے ہاتھون کے رنگ حنا کی قسم

ردیف نون

صبح جو تجھہ بن باغ مین نہیں غنچو کی نگین بجین
رو گیا ہنستے گلون سے آہ یہہ آئین بجین

سج کے دستار نکلتے ہین وہ کیا عاشق پر
باندھتو ایک نیا شام و سحر باندھے ہے

کیا غزل خوب کہی تو نے یہ تباش نصیر
زور مضمون بآئین دگر باندھے ہے ہین

آتش سینہ سے ہون موختہ پر پانی مین
گرچہ ماہی کیطرح رکہتا ہون گہر پانی مین

روز و شب پاتہ مین آئینہ نہین رکہتا ہون
پڑگئی ہی کہین اک روز نظر پانی مین

پڑگئی چہاتی پہ دریا کے بہولے سے حباب
گرمہ آنسو کا مرے ہے یہ اثر پانی مین

زاہد خشک سے ہو کیون نہ فضیلت اوسکو
بن مصلے جو چلے شیخ ادہر پانی مین

ایکدن عکس بنا گوش کا دیکہا تہا ترے
کان پکڑے ہوئے آتک ہے گہر پانی مین

اشک سے پر ہے صدف گریہ کی دولت یہ جام
ڈوبے ہی رہتے ہین مژہ دیدۂ تر پانی مین

مردم چشم کو ہے آب مین نزاکت آرام
کیہہ شنا ور کو نہین خوف خطر پانی مین

اوس فرنگی کے پسر سے ہی مجہے خوف جسے
یاد ہے آگ لگانیکا ہنر پانی مین

آتشا بے بہرہ نہو دیدۂ وارفتہ حباب
ایکدم مین ہے ہوا تو نہ ابہر پانی مین

خضر اوس لب کی حلاوت کی تو کچہہ پوچہہ نہ بات
کیا کہون یار نے گہولی ہے شکر پانی مین

وہ بہادر ہے نصیر اوجو کوئی باندھے ہے
در مضمون بآئین دگر پانی مین -

باندھے ہے کیا سرو چمن ماپنی ہوا گلشن مین
قد قیامت ہے یہ بوٹا سا تر اگلشن مین

جامہ زیب آج گیا کون ملا گلشن مین
گل نے سو کترے جو کی اپنی قبا گلشن مین

روتے روتے آہ بیٹھی کشتی چشم اے نصیر
شاد ہوں کیا خاک سے اک غم گیا دریا خون

کوچۂ سر بستہ سے زلف چلیپا کم نہیں
خضر یہہ ظلمات کی گلیاں ہیں پیچ و خم نہیں

ہے لباس تہ بسیہ اور چاک جیب صبح آہ
شامیوں کو زیر ہاں شبیر کا ماتم نہیں

کس سے دل خالی کریں جوش شیشہ ساعت ہم
حاصل عمر عزیز اے خاک بھی ہمدم نہیں

زخم پر گل کے ہزار افسوس چھڑکا ہے نمک
بلبلو کیا دیکھتے ہو قطرۂ شبنم نہیں

دست رو کو نین پر مارے ہوئے بیٹھے ہیں وہ
جنکو جینی کی نہ شادی مرگ کا کچھ غم نہیں

مرقد عاشق پہ کیا حاجت چراغ و گل کی ہے
داغ سینہ کا چراغ و گل سے اسکو کم نہیں

جنبش بہرہ کف افسوس کی صورت ہے آہ
شمع بالین پر اگر بادیدۂ پر نم نہیں

جہانبخہ کرتا ہے عبث تو مجھسے اے بیخ دون
صاحب نوبت نہیں سازندۂ پر دم نہیں

جزو سے کل ہونا اور کل جزو سے ثابت نصیر
کون کہتا ہے کہ قطرہ فی الحقیقت یم نہیں

مبہم ہے زلف کے کیا خط سے خال پر ہے میں
ملا ہے خضر سے جا کر ملال پر ہے میں

نہیں ہوا ہے نمد پوش آئینہ بے وجہ
ترے حضور ہے کہنیچ انفعال پر ہے میں

نہ کیونکہ صورت دار سرگران ہو خانہ بدوش
کہ بوے گل کو ہے رہنما محال پر ہے میں

کوئی کہتے ہے یہ اے شمع تیری گرمی حسن
رکھے ہے آپ تو جہل و جہاں پر ہے میں

جھلک رہا ہے ہر اک برقع حباب میں بحر
صفت سے ذات کے یوں ہے وصال پر ہے میں

جھومے کہین مین تی کہین اینڈا ہی تاک
نرگس جھکائی چشم کھڑی ہے بہار مین

تاخن سے برگ گل کے چمن مین بصد خروش
مطرب ترانہ چھیڑ رہا ہے ستار مین

غنچہ بھی پھول پھول بجاتا ہے چٹکیان
لالہ بھی خوش ہے اپنے دل داغدار مین

دیتا ہے تال ہاتھ سے چلتی ہے جب صبا
ہر برگ نخل سبز سحر شاخسار مین

سب چہچہا رہے ہین عرض طایران باغ
سو مین کہون پکار کے بلکہ ہزار مین

مست خاک عاشقانکو تو برباد کر صبا
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

دیکھا نہ نخل شمع کو جز سوختن ثمیر
پھولا پھلا کہین چمن روزگار مین

پس دیوار تگ گر رخنۂ دیوار بیٹھے ہین
ذرا تو دیکھ عاشق طالب دیدار بیٹھے ہین

اوٹھائے سے کسیکے کب اوٹھین ہین جو اوجھ کر
ترے کوچہ مین جون نقش قدم اے یار بیٹھے ہین

پیاسا خونکا پھرتا ہی گر قاتل تو پھرنے دو
کہ ہم بھی تشنۂ آب دم تلوار بیٹھے ہین

اوٹھے بیٹھے کیون ہو آخ ریا بان وفا دیکھو
تمہارے ہم تو دامن سے لگے نا چار بیٹھے ہین

اوٹھے جو بلبلے کیطرح سے بحر حقیقت مین
وہین پھر کہو لتے ہی آنکھ کے اکبار بیٹھے ہین

ترے محفل مین کیا ہے بزم تصویر اکا عالم
خموشان مین کھڑے دو تین اور دو چار بیٹھے ہین

گذر ہو کسطرح عاشق کا اوسکی محلہ مین
خبرداری کو ہر ناکے پہ چوکیدار بیٹھے ہین

کریگا کوچ جب تو کاروان عمر کہدینا
کہ ہم بھی مستعد چلنے کو یہان تیار بیٹھے ہین

کہان جاتا ہی اوٹھکر اے فرنگی زادہ پہلو سے
مسیحائی تو کر پہلے کہ ہم بیمار بیٹھے ہین

بند کے رہ آنکھین وہ اپنی نشہ کے مارے سوتے ہین
وقت یہی ہے گھات کا ایدل ذرا چوکا رہے سوتے ہین

آیا تہا وہ ماہ جبین اقرار پہ آدہی رات کو آہ
یار دکہو کر جاگتے رہتے بخت ہمارے سوتے ہین

فرصت پاکر ماتہہ لگایا پاؤن کو اون کے جب ملنے
کہنے لگے چل دور سرک مت ماتہہ لگا رے سوتے ہین

بستر گل کی باش پر کی اونکو نہین کچہہ حاجت ہے
سر کو ترنے رانو پر رکہہ جو تجکو پیارے سوتے ہین

کیا جانے اس خواب عدم مین لذت ہے جو اہل قبور
اپنے اپنے گہر مین ہان یون پاؤن پسارے سوتے ہین

اک مدت مین پہر پہر تے سنہ سے سنی زبان کی یہ بات
شکر خدا کا اپنے وہ گہر مین آج تو پیارے سوتے ہین

چور سے ہم تجکو پہنچے پاؤن تلک جو زرد حنا
لیکن چوکیدار کی نزدیک تہمارے سوتے ہین

اوس کے فریب چشم کہان ہے خال لال مانگ غور سے دیکہہ
کیفیت سے مست پڑے در پہ کنارے سوتے ہین

وہ تو کبہی بیداری مین جز خواب نہین ملتے یارو
کوئی ہین ہر گز نہ اوٹہانا ہیرے پیارے سوتے ہین

مانگ مین ہیرے کیون نہ کریں عشاق کے ال آرام بہلا
ہین یہہ سہاگ فرشتہ مین منزل کے مارے سوتے ہین

چشم ملاقات اون سے رکہے تو ہی تباکس وجہ نصیر
غیر کی جانب ابرو سے وہ کر کے اشارے سوتے ہین

ترا جب قد و قامت دیکہتے ہین
سراپا ہم قیامت دیکہتے ہین

نہین آئینہ رو کچہہ اور منظور
کہ دورت دل مین لامت دیکہتے ہین

مبارک باد ہم دیتے ہین عاشق
کہ قاتل کو سلامت دیکہتے ہین

بسے ہے وہ صنم آنکہون مین دنرات
خدا کی ہم کرامت دیکہتے ہین

دل دیوانہ سے ہم شیشہ جان
رگ سنگ ملامت دیکہتے ہین

اوسکے شرگان پر رسائی ہو مرے اشک کو کیا
شاخ نرگس مین لگا ہی گل بادام کہین

ساغر مے کیطرح ہمنے نہ پایا آرام
مات سے تیری ہو تولے گردش ایام کہین

خط کو کہتا ہے وہ کیا دیکھکے آئینہ مین
نظر آیا نہ اس آغاز کا انجام کہین

لکڑیان کہائینگی تو پہر بہت آتش عشق
رہگیا پکنے مین دل کچہہ بھی اگر خام کہین

سیر دریا سے نہین سیر ہوا دل اپنا
تو ہی سمجہا دے اسے ساقی گلفام کہین

ٹوٹ جاتا ہے ابہی موج کہین حام حباب
ماتہہ رعشہ سے ترا کانپے ہے جام کہین

جون نگین گہر مین قدم گاڑکے اب بیٹہہ گئے
تار ہے صفحہ گیتی پہ ترا نام کہین

جون بوے گل یہان تا کاخ خود دریدہ ہون
دار شنگ کے ہاتہہ سے دامن کشیدہ ہون

چہیڑون مین کیونکہ اوبت کافر کی زلف کو
ڈرتا ہون یہان سے کہ افعی گزیدہ ہون

ماتم سرے دہر مین تیری طرح حباب
اکدم کی زندگی پہ مین خود آبدیدہ ہون

سیخ کباب بن کے بدلتا ہون کروٹین
اے بادہ نوش آگ مین تجہہ بن طپیدہ ہون

بے بال و پر اگرچہ ہون صیاد پر یہان
پرواز مین بہی طایر رنگ پریدہ ہون

خون ہو کے دل قطرہ یہ کہے ہی نسیم سے
اس زلف سے مین تنگ گل نو دمیدہ ہون

تو چاہتی ہے اے بلغش دل کہ بعد مرگ
کنج مزار مین بہی نہ مین آرمیدہ ہون

دشت جنون مین کیونکہ نہ میری ہو بند ہے
مانند گرد باد گریبان دریدہ ہون

کہتی ہے ضائع تاک نکر سرو سرکشی
مین دست باغبان سے سر سبز بریدہ ہون

خار تک بے قسمت اہل فیض سے حاصل نہین
آب دیدہ تر کبھی کرتا لب ساحل نہین

بیٹھے بیٹھے مین کروں کیا طے عدم کی شاہراہ
نقش پا ہون مجکو فکر روزی منزل نہین

حسرت دیدار مین ہے جائیگی وحشم قیس
آج کیون لیلی شگاف پردہ محمل نہین

چھوڑتا ہرگز نہین دل اوسکی زلفون کا خیال
کون سی شب ہے کہ یہہ ہر اک بلا مائل نہین

غنچہ ہے تیرا دہن یا درج گوہر سچ بتا
یہہ کسی صورت سے کہلاتا عقدہ مشکل نہین

یاد آتا ہے لچکنا اوس کمر کا مجکو آہ
شاخ گل موج صبا سے صبح اتنا ہل نہین

اے شب تاریک ہجر یار بخوشی مین مرا
آفتاب حشر سے کچھہ کم یہ داغ دل نہین

مرہم کافور کا پھاہا بنا تا مین اوسے
کیا کرون پر صبح تک بکلا مکلل نہین

چشمۂ خورشید مین نکلا ہے نیلوفر نصیر
روے عالم تاب پر اوس سیم تن کے تل نہین

خال یون اوسکے ذقن پر ہین بلا شک روشن
جیسے کرتے ہین لب چاہ پہ چوک روشن

جلوہ گر کیا سحر و شام وہ تحریر شفق
فیل گردون کی ہی یہ رنگ سے مستک روشن

کیا شرارت ہی ترے حسن کے شعلہ مین کہ برق
سامنے ہو نہ سکے یار کے چشمک روشن

شمع کو گرمی صحبت ہے یہ پروانے سے
شب کو دیکھون ہون مین فانوس کی اندک روشن

ماہ رو یہ نہین خورشید سر شام غروب
کر کے تجہیز سے اوتارے ہی یہ صندک روشن

یون فلک پر ہے مری آہ شرر بار کہ جون
آگ دینے ہی ہولی کے ہو یولک روشن

آہ کس منہ کے تمنا سے ہم آغوشی مین
رات کو تہی شب مہتاب سے تو شک روشن

دل کے ٹکڑے سنے کو ترسی ناگن تو تھی نقصان میں
یہ ستم ہے یہ بلا ہے ناگہانی چوڑیاں

حلقۂ قوس قزح کو آسمان کہتا تو کیا
تھیں کسی دست حنائی کی دکھانی چوڑیاں

دیکھکر تیری صفائی بات کی اے بحر حسن
ہوگئیں خجلت سے جون گرداب پانی چوڑیاں

دیکھ تو آنکھوں کی اندھی کچھ بھی ہے تجکو شعور
یہہ تو میری نوجوانی اور پرانی چوڑیاں

دسترس اوسکی کلائی تک ہو کیونکر اے نصیر
میل سے آتین نہیں مجکو لگانی چوڑیاں

چراغ داغ سینہ سے نہیں ہے آسمان روشن
یہاں آنکھوں کی وشنداں سے ہے دکھا مکان روشن

مرے سینے کی کچھ پروا نہیں ہے شمع و تجھکو
کہ فانوس تن میں شمع سان ہر استخوان روشن

ہمارے لخت دل ان اشک میں چمکے ہے اب جیسے
چراغ چشم ماہی ہوتہ آب روان روشن

چنے چین جبین پر تو افشان اگر مہ رو
فلک پر رات کو ہووے نہ خط کہکشان روشن

سان نقش قناعت کا سر پہ احسان ہے
ہوا ہے خاک پائی سے حال فرقدان روشن

نہیں حرف کدورت نام کو یہی سین اب دیکھو
دل اہل صفا ہر لحظہ ہے آئینہ سان روشن

مہ ہالہ نشین ہے حلقۂ زندان میں جام جم
رہے اس دور میں یارب یہ بزم مکشان روشن

بجا ہے تجکو کہنا محتسب کو دیکھکر ہر دم
کہ چشم مدعی ہو کور چشم دوستان روشن

تصیدو اس صفحہ کہتی پہ جون نقش قدم میرا
رہیگا روز محشر تک سنا نام و نشان روشن

کہاں ہے غنچہ صبا یک دہن ہزار زبان
کسیکا دل ہے سنا یک دہن ہزار زبان

قد سے پہنچا مصرع بالا کہ تا مطلع ہو خوب
سرو ہے اک مصرع موزون بدیوان چمن

پائے در زنجیر ست کر مجکو اے موج نسیم
چاک دامن تک کرونگا مین گریبان چمن

گرد رخ تیرے نہین ہو جہ یہ خط کی نمود
راستی ہی جا رہوتے ہین نگہبان چمن

شاخ نافرمان سر لالہ حمرا نہین
غور سے دیکھا تو ہے دود چراغان چمن

آئینہ مین دیکھکر رو سے پر عرق کی ٹک بہار
قطرہ شبنم مین کیا دست و گریبان چمن

شمع پر پروانہ قربان گل پہ ہی بلبل نثار
مین ترے صدقے ہون اے رشک عروسان چمن

دوش پر غنچون نے جب رخت سفر باندھا تو پھر
یہہ کہا شبنم نے اے خانہ بدوشان چمن

توڑ کر مہر خموشی مجھسے ٹک ہنس بول لو
گرمسافر تم ہو تو مین ہی ہون مہمان چمن

اس دل پرداغ مین ہی تیری آنکھون کا خیال
کیون نہ اب حیران ہون اے سرخ مژگان چمن

آہوے صحرا تو ہم کانون سے سنتے ہی پہ ہان
آج تک دیکھے نہ تھے لیکن غزالان چمن

گر خط مشکین کو دیکھے اوسکے رخ پر اے نصیر
اپنے جامہ سے ہو باہر گوے ریحان چمن

خط آنے پر بھی وہ مشق ستم سمجھتے ہین
ہم ایک وزر سرا پنا قلم سمجھتے ہین

ہمارے منہ سے نہ لگ تو نئے نیستان ہم
نئے یہہ تیرے بہت ایسے دم سمجھتے ہین

نہ کیونکہ لخت جگر ایک کے طفل ہر تک
کہ مردم اوسکو جواہر رقم سمجھتے ہین

رکھا ہے دیدہ تر پر ہمارے اوس نے قدم
ہم اپنے اشک کو آب قدم سمجھتے ہین

نہین ہے یکسر موزون داغ دل مین فرق
کہ وہ ہے دام اسے ہم درم سمجھتے ہین

گردن جوڑیکا تصور کہ خیال گردن
زندگی ہو گئی ایجان و بال گردن

شمع نے کچھ نہ دیا عاقبت کار جواب
شب جو گلگیر لگا کرنے سوال گردن

کسطرح عشق مین اب اپنی سرافرازی ہو
تیغ قاتل سے ابھی ہو جو وصال گردن

شفق و صبح بہم دست و گریبان ہے دیکھہ
پان کہانے سے ترا ہی جو جمال گردن

لگ گئی مردمک چشم ہے یہ عاشق کی
اختر صبح ہنین یار کا خال گردن

سرو و نرگس بہار چمن مین ہے نصیر
یک قلم ضعف سے ہے اوسکا یہ حال گردن

حیرتین یکدست جی کی سب نکلیان دیکھان
آنکھین جب پانو تلے ظالم نے ملیان دیکھیان

وہ سر مژگان پہ دیکھی لخت دل جسنے نہان
شاخ مرجان مین لگین لالہ کی کلیان دیکھیان

رنگ تیری لب کے آگے قند کا کیا ہے سفید
پانی پانی شرم سے مصری کی ڈلیان دیکھیان

ہم مین اور مجنون ازل سے خانہ پرور دجنون
اوس نے کی صحرا نوردی ہمنے گلیان دیکھیان

بلبل بے پر کریگا پھر گرفتار قفس
گر ترے صیاد نے کلیان نکلیان دیکھیان

گرد ہ تصویر ہے ہر نقش پائے رفتگان
خاک مین شکلین ہزارون آہ لیان دیکھیان

اپنے نخل آرزو کی باغ گیتی مین نصیر
حیف ہے پھل سے کبھی شاخلین نہ پھلیان دیکھیان

شب فراق مین اشک آہ تو نکلتے ہین
تمہارے دیکھیے کب لڑکے پانو چلتے ہین

پہنچگئے سبھی منزل کو ہمرہان نوسس
اور ایک ہم ابھی آنکھین ہی ملتے ہین

پھرتا ہے وہ گلیوں مرے دیدۂ تر مین — ہے شعلہ جوالہ کے تصویر ہنور مین
آدیکھہ نہ ہنس ہنس کے رولا مجھکو ستمگر — اک نوح کا طوفان ہی مرے دیدۂ تر مین
عکس لب پان خوردہ سے دندان ہین ترے سرخ — یا آتش یاقوت ہی یہ آب گہر مین
باز آ و شکار افگنی سے ماتھہ اوٹھاؤ — بہالے کو میان کیلئے رکھتے ہو کمر مین
رہتی ہے ہم زلف بنا گوش سے تیرے — کچھہ فرق نہین ہی سر و شام و سحر مین
ہے اسمین رقم حال سیہ بختی عاشق — یہہ نام کوئی باندو اب زاغ کے پر مین
یہہ بھی کوئی انصاف ہے اے خانہ خراب آہ — اورون کو تو لیجائے ہی تو دن کے گہر مین
اور ہم جو مین سو دیکھنے کو بھی ترسین — دیوار مین رخنہ ہے نہ سوراخ ہی در مین

ق

کس وجہ سے فصیل اوس لب شیرین پہ ہو خال
ہونا وطن مور تو ہے تنگ شکر مین

مجھے کیا کام ہے بادام تیری بھوری آنکھون سے — غرض اوس سے ہے جیسے دل کی رہتی ہوٹی آنکھون سے
ہوا میہات آنسو تار مژگان سجدہ میرے — در شہوار کی تسبیح یہہ کیا ٹوٹی آنکھون سے
مرے دیکھن لگا یا کس نے یارب شہ مژگان — جو دامن تک لہو کی ایک چادر ہوٹی آنکھون سے

فصیل اوس کے جو ہمچشمی کی ہیل شک سے میرے
حبابون نے وہین دریا کی بہاتی کوٹی ماتھون سے

سر مژگان بوقت نالہ آنسو تو رستے ہین — یہ سچ ہی جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
نہین گر خط ہر یا ہل تصور و خیال اوسکا — کبھی آنکھون مین پھرتے ہین کبھی آدل بیٹھتے ہین

آچکا خط منیہ کہدو اون سے اب آو ہین نہین
ہم سیہ بختونکو باغ سبز دکہلاو ہین نہین

اسکے سنتے ہی دلا کیون رشک سے لاو ہین نہین
برق وہان چمکی تو ہم بہان پہ چاو ہین نہین

خاک سے اٹہ نشان اپنا کہ جون نقش قدم
راہ الفت مین ہے تو ہی ترے بہاو ہین نہین

سایہ مژگان مین کہہ رہی لخت دل کو چشم تر
یہ گل باغ محبت دیکہہ کہلاو ہین نہین

سر کشی جو یہ کرتی ہین یہ زلفین آپکی
مجکو سو جہے ہے کہین اپنا ٹہکانا و ہین نہین

تو تو اک پرچہی وہان نامہ برا یا نہ آہ
زندگی کیونکر ہو گر ہم دلکو پر جا و ہین نہین

عرش پر ہے دیکہدون زہرہ جبینونکا دماغ
ہے بجا خاطر مین اپنی مجکو گر لاو ہین نہین

ہمسری کس سے ہے تو کرتا ہی یہ چرخ پر
تو تو کیا ہی مہر ہے یہ پانون دہلاو ہین نہین

چشم الفت سے جو وہ دیکہے ادہر کو اے نصیر
اپنی آنکہون پر او نہین ہم کیونکہ پہلاو ہین نہین

جو تیرے ہجر مین دم مرگ یان گذاری دن
جو کل ہی ہو ترے وعدہ کا اعتبار دن

تو کیسی رات ہے یہ کو خوشی کے مارے دن
غرور و عجز سے دونو طرف سے اب بیجا
نہ ہم ہے نہ وہ مین اب ہے تمہارے دن

سواد زلف مین کیونکر لٹو نہ حضرت دل
نہ کوئی ساتہہ نہ تم دیکہکر سدہارے دن

دو چند تو ہی صفائی ہی تیری عارض کی
چڑہے ہے چرخ پہ گو آفتاب سارے دن

کہے ہی سایہ مژگان کو دیکہہ قاصد شک
نہ چہپ گیا مجہہ دریا ہی کے کنارے دن

آگہی کوئی ملاقات کا بہی دن ہوگا
بہت گذر گئے کرتے ہوے اشارے دن

آپ کا کون طلبگار نہین عالم مین
ایک بندہ ہی گنہگار نہین عالم مین

کبک نے کب کے تری چال اوڑائی ہوتی
پر جو دیکھا تو یہ رفتار نہین عالم مین

گل خوشنیف ہے گریہ دل افگار نہ تو
اس روش کا گل دستار نہین عالم مین

اشک کو دامن مژگان سے لگا رکھا ہے چشم
دیکھیو یہہ گوہر شہوار نہین عالم مین

دار پر چڑھ کے ہی منصور نا الحق بولا
یہ سیکو سر پندار نہین عالم مین

پھینک دو ن جنس گران مایۂ دل کو کیونکر
اسکا کیا کوئی خریدار نہین عالم مین

وائے قسمت کہ جلاتا ہے یہ دل مجکو بھی
کوئی جینے کا روادار نہین عالم مین

دل بیتاب کے ماتون ہے جو دیکھا تو کسے
آہ یہہ حسرت دیدار نہین عالم مین

نرگس و آئینہ بہی دید کے مشتاق ہین یہان
مین ہی اک محو رخ یار نہین عالم مین

سرو شمشاد و صنوبر تو ہزارون دیکھے
پر یہ بوٹا سا قد یار نہین عالم مین

بستر خاک کفایت ہے فقیر ذکو نصیر
خواہش تخت ہوادار نہین عالم مین

قہر و ز لفین مین ہے اولد ارکسکا ہو رہون
دو مین کا فر ایک مین دیندار کسکا ہو رہون

جا حیرت ہے کہ شکل نرگس و آئینہ آہ
یعنے اب مین طالب دیدار کسکا ہو رہون

مت دکہا مژگان و ابرو دیکھ ہے قاتل مجھے
تیر و کیہنچے ہے یہ تلوار کسکا ہو رہون

برہمن زنار پہناتا ہے اور تسبیح شیخ
کہہ دلا اتمین ہے اب اکبار کسکا ہو رہون

کہکو تا ب مژدون تیری لبون کے ہے حضور
دو مسیحا ایک مین بیمار کسکا ہو رہون

زبان ہر غنچہ سان گو اس چمن میں لال آیا ہے
کہ ورد دل ہے نام صاحب ادراک سینے میں

کیا کیا اوس ستم ایجاد نے تاراج ملک دل
پستی جب سے دیرانی ہے اوڑی ہے خاک شیشے میں

نہیں داغ سیہ یہ بدنما تو سچ تیرے
چھپائی غنچہ لالہ نے ہے تیراک سینے میں

نصیر اب تو ہی کیا دریا سے مینے کا شناور ہے
در مضموں ہے تیرے صاحب ادراک سینے میں

داغ ہائے رنگ کو اوس نے کیا پیچ و تاب میں
شانے نے زلفیں ہی تو نہیں ہیں پریشان میں

پردہ حجاب کا اب آنکھوں سے کاش اٹھ جائے
منظور عین اوس کے ہے حجابیاں ہیں

نخورہ ہو کے لی ہے خمیازہ شاخ ہر گل
ساغر کلک ہے نرگس غنچے گلابیاں ہیں

قامت دوتا نہیں ہے محراب در جھکے ہے
پیری میں قصر تن کی خانہ خرابیاں ہیں

گردوں کے ہاتھ سے ہی عالم کو سوخت حاصل
اور بد قماشیوں سے کیا اضطرابیاں ہیں

اوراق غنچے کے سیر و زیر میں یہہ
کب آفتاب مہ کی انور کتابیاں ہیں

کیا کام محتسب کو گھر سے نصیر میرے
خم سرنگوں پڑے ہیں گو بدشرابیاں ہیں

ہے عجب حال اوس رخ پہ ہر اک کیونکر بیاؤں
کر سپند او جلے ہی رکتے ہی سر نگر بیاؤں

ایدل اوس حلقہ گیسو میں و ہر اب جم کریاؤں
گھر سے جوں نقطہ پرکار نہ کہیں باہر پاؤں

بخت بیدار کہاں ہے جو میں اوس تک پہنچوں
آہ سو جائیں ہیں رہ کے مرے اکثر پاؤں

باغبان کیوں نہ ترے سر کو قلم کر ڈالے
شاخ تاک بیڈی ہی تو اغیں پھیلا کر پاؤں

کیونکر دریا مین نہائے وہ ہمارا سرفراز
جو قدم رکھتے ہوے کرتا ہی سن سن آب مین

اسپہ آب کے ماتد پہرا ہے بہور
کیون نہو اسکو تلاش ہشت ارزن آب مین

فوج کے طوفان سے عاشق کو ترے کیا ہی خطر
ہے بدولت چشم تر کے اسکا مسکن آب مین

کوئی اہل دل کرے کیونکر سبک رو نکی ریس
تیرتا ہے خار و خس ڈوبے ہے آہن آب مین

دیکھنے کو اپنے پہلکا رکیے ہے کی بہار
وہ لب دریا ہوا جو سایہ افگن آب مین

ہوکے حیران یہہ لگا کہنے کہ پہولون سے لدا
آج تک دیکھا نہین تہا سرو گلشن آب مین

کل جو دریا مین نہانیکو ترا مجنون گیا
موج تہی کیا صورت زنجیر آہن آب مین

بلکہ اے لیلی نمش دیکہا تو اوسکے واسطے
ننگیا گرداب بہی تہا طوق گردن آب مین

کردیا پایاب دریا سخن تونے نصیر
ہے روان فکر رسا کا تیرے توسن آب مین

اور بہی پڑہ کر غزل اب نکتہ دانون کو دکہا
دانہاے گوہر مضمون کا خرمن آب مین

ابر سے ہین تار بارش تار و پود افگن آب مین
موج دریا کیون نہ ہووے تن پہ چولش آب مین

عکس ابرو کو جہکا کر دیکہہ گردن آب مین
دیکہتے ہین ماہ نو ابرو خم پر فن آب مین

دلکو لیتا ہے تو رکہہ بہر شگفتن آب مین
یہہ کنول کا پہول ہے اسکا ہے مسکن آب مین

رتبہ اہل صفا ہے سب سے بالاتر یہان
پست لگتا ہے فلک ہے یہ روش آب مین

ساحل دریا کا دامن کترے ہے مقراض موج
تو بہی کرتے خاکہاکی رہنورد آب مین

تشنہ لب مت چہوڑ آب تیغ سے قاتل مجہے
روح بہی بہٹکیگی میری بعد مرنے آب مین

کام پروانہ کا جلجانا ہے اوڑ کر آگ مین
منہ ہے کیا اے شمع جو مارے ہے مگس پر آگ مین

رزق دونو نکو ہی پہنچاتا ہے وہ روزی رسان
آب مین ہتی ہی ماہی اور سمندر آگ مین

مجھکو سوجھی ہے کہ تو آتش خو سے ملکے آہ
جھونک دیگا ایکدن اے دل مقرر آگ مین

دیکھیے تجھ لب ترے وہ لعل آتش رنگ پر
گر نہ دیکھی ہو کسی نے کانگی ہر آگ مین

آتش دوزخ کا ہم تردامنو نکو کیا ہے خوف
واعظا جلتی نہین ہے ہیزم تر آگ مین

پیتے ہی یکجرعہ مے ہو گیا سینہ کباب
فرق کیا اس آب مین ہی اور دلبر آگ مین

دہاک ہے جنگل مین پھولا پاس تر آہون سے قیس
جل رہے ہین یکقلم انجام بے برآگ مین

حیف تو چکا نہ داغ اس دل کے رہ کر آگ مین
کو یلا تو ہان دیکھا تا ہے اکثر آگ مین

عشق کی دولت دل مضطر کا ہے گہر آگ مین
کیون نہو اکسیر پارہ گشتہ ہو کر آگ مین

ہون گرفتار تفس اے شعلہ آواز دیکھہ
مت جلا دینا کہین تو بال اور پر آگ مین

جون جون روتا ہون پھر کرتی آتش دل ہے دوچند
کار روغن کرز اشک دیدہ تر آگ مین

ایدل اوس چاہ ذقن مین گر کے تو پیر تو کیا
بے تامل کود پڑتے ہین دلاور آگ مین

آتشین رخ پر ترے دیکھی عرق آلودہ خط
جسنے گر سنبل کو دیکھا نہو تر آگ مین

کوچہ دلدار تو فردوس ہے بیک صبا
اوڑ کے پہونچے نامہ بر میرا کبوتر آگ مین

پر کرامت سے فضای سرخ مین تیری کمر
ورنہ موقوف نہین تنہا ہی دلبر آگ مین

گھر سے اپنے ہو کے مضطر دوڑتا وہ شعلہ خو
مین جلا تا نقش جب گرکوئی لکھہ کر آگ مین

کر پلا دون زاہدا تجھکو سے وہ آتشہ
پھیکدے تو یکقلم تقوی کا دفتر آگ مین

تو ہی خلاق معانی تجھے آساں ہے نصیر
باندھنی ورنہ ہے اشکال زبان آنکھوں میں

نہ ذکر آشنا نے قصیدہ گانہ رکھتے ہیں
حدیث یار رکھتے ہیں یہی فسانہ رکھتے ہیں

چمن میں سرو قد گر جلوہ مستانہ رکھتے ہیں
بر نگ قمری ہم خط پیمانہ رکھتے ہیں

خیال آنکھوں کا تیرے جبکہ ایجاد ہم کرتے ہیں
تو جوں نرگس ہر اک انگشت پیمانہ رکھتے ہیں

بجز آئینہ معشوقوں کی کب ہو زلف پرداری
کہ عکس پنجۂ مژگاں سے دستانہ رکھتے ہیں

بجائے حلقۂ کاکل ہیں خال رو دے صید افگن
بچشم دام جا ہر دیکھیاں دانہ رکھتے ہیں

بیان چوب نقارہ میں خار و آبلہ پائی
بوادی جنوں انگیز نوبت خانہ رکھتے ہیں

نہیں اشک مسلسل یہہ گریبان گیر ایاقی
گلے میں اپنے عاشق سبحہ صد دانہ رکھتے ہیں

صدائے آشنائی مثل ہمدم ہو سو وہ جانے
کہ مثل بانسری انگشت بر ہر خانہ رکھتے ہیں

نہ الجھو اسقدر بے وجہ سلجھانے میں لفظوں کے
دل صد چاک تو ہم بھی بر نگ شانہ رکھتے ہیں

دل بیتاکیوں نہو بحر جہاں میں جوں گہر قانع
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہیں

نہ کیونکر نرم میں روشن ہوا پنی سب یہہ مسوری
کہ الفت شمع رو سے ہم بھی عین پروانہ رکھتے ہیں

بہار آئی ہے اب تو اے جنوں ہو سلسلہ جنبان
کہ ہم مدت سے قصد رفتن ویرانہ رکھتے ہیں

لگہ ٹک بر و چشم تباں پر کیجئو زاہد
کہ یہ محراب مسجد کے تلے میخانہ رکھتے ہیں

بٹھائیں سر و شمشاد اپنے سر پر کیوں قمریکو
ترے قد کے ہیں بندے وضع آزادہ رکھتے ہیں

ٹھکانا کچھ نہ پوچھو ہمسے تم خانہ بدوشوں کا
جہاں جوں بوئے گل ٹھیرے وہیں کاشانہ رکھتے ہیں

ق

ترے بغیر کب و سکے یہ رات کٹتی ہے
کہ شمع کا کوئی دلسوز ہمی پتنگ نہیں

گدائے خاک نشین ہونہیں تیری کو چہ کا
ہولے بالش اب و رخواہش پلنگ نہیں

لڑے ہے عشق سے دل لیکے آہ کا گد گا
کسی بیکیت کو اب یہ ایک تنگ نہیں

ہماری چشم مین رہ آکے اے شہ خوبی
عجب طرح کا تماشا ہے کر وزنگ نہیں

بٹا ہی کا ہے خیمہ ترے لئے استاد
یہ اسکے بیچ سیاہ و سفید رنگ نہیں

رہے ہے صورت دلدار جلوہ گر اسمین
فصیل آئینہ دل پہ اپنے زنگ نہیں

واقف ہین محبت کی یہ آثار سے آنکھین
ملک ہم سے لڑا رخنہ دیوار سے آنکھین

آتے ہی خط سبز نہ تو تے کیطرح پھیر
اے حسن نظر باز رخ یار سے آنکھین

جون حلقہ زنجیر در اپنے تو شب و روز
رہتے ہین لگی کو چہ دلدار سے آنکھین

ایجاد ہن اپنے دل وحشی کی نظر مین
بہتر ہین ترے آہو ے تاتار سے آنکھین

پہنچے ہوے زنار مین یہہ عشق بتان مین
اے شیخ ترے آنسو کے تار سے آنکھین

سو بھی ہے کہ اک پل نہین لگنی کی تہ خاک
تا حشر ترے حسرت دیدار سے آنکھین

آلودہ در اشک سے ہین دامن مژگان
بہتر ہین فصیل ابر گہربار سے آنکھین

کہیا چمن مین کل ایسا وہ یار آنکھو نمین
نظر سے گر گئی اپنی بہار آنکھو نمین

بسا ہے جب سے کہ آکر وہ یار آنکھو نمین
تصور و سکا ہے لیل و نہار آنکھو نمین

کلیان لال کی تو کیپ ہین شرر انگیز چرخ
کچھہ جلی جاتے ہین آپ اپنی جلن مین مرچین

نقطے چونے کے خود آپنہ تو اطفل حسین
طایر لال سے بہتر ہین یہ مین مرچین

خار آنکھون مین عدو کے نہو کسو جہ فصیلو
تو نے بوئین ہین گلستان سخن مین مرچین

نہین اشک مسلسل کا یہ میرے تار آنکھون مین
تری خاطر رکہا ہی موتیون کا ہار آنکھون مین

تصور کس کے ابرو کا ہے ہے روز و شب یارب
چلے ہین مردمان دیدہ سے تلوار آنکھون مین

کوئی کیا طوطیہ باندہے بہلاوے تجہہ سے قاتل
نہین ہی نام کو سرتہ ترا خونخوار آنکھون مین

بنا گ چشم نقش پا پلک اک پل نہین لگتی
کیے ہی جب سے اوس کے پہان فگار آنکھون مین

نہین حیران اک چشم گل خورشید نرگس ہی
رکہے ہے یک قلم کیا حسرت دیدار آنکھون مین

کدورت سے اگر دل اے سکندر صاف ہو جاوے
لگے آئینہ پہر خت در و دیوار آنکھون مین

فصیلو اوس گلبدن بن کب نقطے ہے گلستان گلبن
گل رنگین یہی لگتا ہے ہمین اب خار آنکھون مین

چاک در سے یہ نہین اوس نے دکہائین آنکھین
صف عشاق سے در پردہ لڑائین آنکھین

ہمنے رو رو کے ترے عشق مین اے آفت خوبان
صورت حلقہ گرداب بنائین آنکھین

دیدہ نقش قدم ایک نہین ہے پامال
سیکڑون خاک مین گردون نے ملائین آنکھین

محو نظارہ ترا کیون نہون اے غنچہ دہن
فلس ماہی کیطرح تن پہ لگائین آنکھین

آبلے سر زش خار سے یہ پہوٹے نہین
اے جنون ہمنے تری نذر چڑہائین آنکھین

اپنے عاشق کو کل اوس طفل فرنگی نے کہا
رکھیو آگے نہ قدم دیکھیو وال دریا مین

لجہ عشق مین دم لیکے لگا بات نصیر
باز و تیرا کے ہو جاتے ہین شل دریا مین

شب مسی آلودہ زندان وہ وجود کہلائی کہین
گوہر شب تاب بھی بیتاب ہو جائے کہین

اوسکی زلفون کا تصور کیا کر ہم نفس
سانپ کے کاٹے کی شاید لہر چڑھ جائے کہین

ہاتھہ دہو بیٹھے نہ جب تک زندگی سے تب تلک
نقش پا زندگان کو کیا کوئی پائے کہین

سخت بے چینی ہی یارب اضطراب دل کی تاب
مین کہون ہائے کہین اور وہ کہین وائے کہین

خاکسار بے ریا دام ریا مین کب ہو بند
موج نقش بوریا ہر چند لہرائے کہین

ہاتھہ مین تلوار مت رکھنا ہمارے قتل کو
تو نہ لگ جانا میان غیر دن کے بہکائے کہین

عشق مین پروانہ جانسوز کے انگشت پر
شاخ گل آسانہ کیونکر شمع گل کہائے کہین

ایک پرچہ اوس طرف سے نامہ بر لایا نہین
کسطرح سے اپنے دلکو کوئی پرچائے کہین

اس زمین مین اور لکہ ایسی غزل ایک ہے نصیر
کلک معنی بند سے مضمون نہ جٹر جائے کہین

فندق دست نگارین تو وجود کہلائی کہین
پنجہ مرجان سے عاشق کیون مرجھائے کہین

مین ہون سرگرم سخن آگے تری گرشعلہ رو
شمع کہتی ہے زبان تیغ میری جل جائے کہین

خانہ زنجیر سے اوسکو سدا رہتا ہے کام
یہ دل وحشی ہے کسکے ہم کہمائے کہین

خاک ہونے پر بھی گردش عاشقون سے ہاتھہ نہ
کوئی کوزہ اور کوئی جام ہوائے کہین

بوسہ کا ہمیشہ مکرا انکار زبان سے — گاہے تو ہلا جا سخن اقرار سے گردن

رکھہ ہات دہین دل پہ لگا لوٹنے ساقی — شیشہ کی جو ٹوٹی کسی میخوار سے گردن

اے غنچہ ذرا سیر تو کر باغ جہان کی — رخت سفری کی نہ جھکا بار سے گردن

دل ہے یہ تری زلف مین الجھا کہ بندھی ہے — نخچیر کے فتراک کے ہر تار سے گردن

چنگا نہ کبھی نرگس بیمار کو دیکھا — نقوے کی پھری رہتی ہی آزار سے گردن

گلگیر کی تقصیر نہین کچھہ سر موشمع — کٹتی ہے ترے افسر زرتار سے گردن

ہے ملک عدم مین بھی سرافرازی منصور — انگشت نما کیونکہ نہو دار سے گردن

پایا ہے یہہ منہ سے کہ اقلیم وفا مین — موڑے جو کوئی حکم جفا کار سے گردن

شب عقد ثریا پہ نکالے ہوے دندان — ہستی ہے ترے موتیون کے ہار سے گردن

کیا کون و مکان مین ہے نصیر اوسکا ٹھکانا
پھیرے جو در حیدر کرار سے گردن

دیکھے ہی کیا یہ چشم سے آنسو بہا نہین — ہے در شاہوار کچھہ اسکا بہا نہین

واقف یہ دل ہنوز پیپوون سے تہا نہین — عشق اب خدا کیواسطے آنکھین دکہا نہین

برباد رفتگان محبت کی خاک ہے — اے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین

کیون مے کے پینے سے کرون انکار ناصحا — زاہد نہین ولی نہین کچھہ پارسا نہین

واہے یہان مہر لفافہ ہنوز چشم — قاصد جواب خط کا ہے لیکر پھرا نہین

ہیہات کیا کہون کہ وہ کہتا ہی بدگمان — پاؤن کو میرے ہات پر ہٹ لگا نہین

مطلع

عین فصل گل مین ہے صیاد بے پروا نے آہ
دس کے پر کترے تو کین آنکھ ہو نہین دس کی تیلیان

موچلی ہو نوے چوری کو نس کی تیلیان
ایتنہ خوبان یہ دشمن مین مگس کی تیلیان

نخل قد کا یہ ترے سایہ ہے ای رشک پری
بنگلین مین سج کہہ کر شاخین کرس کی تیلیان

حرص دنیا چاہتی ہی یہہ کہ سیم وزر کی ہون
ہر چراغ خانۂ اہل ہوس کی تیلیان

زینہار ایشیخ تو کاغذ کا گھوڑا نے مول
کب سواری کی مین قابل فرس کی تیلیان

دام رکہتا ہے تو ایسا دلا سامت بنا
قہر مین طائر کے حق مین ہو سکے بس کی تیلیان

بہر تسکین دل ہے بسمل سر شک سرخ سے
شاخہاے گل بنا بام قفس کی تیلیان

نغمہ داؤد ہے ہم صدا تار رباب
اونگلیون مین ہین یہہ دس عیسی نفس کی تیلیان

قاصد ایوچھے جو حال ناتوانی وہ مرا
رکہیو مسند پر بت فریاد رس کی تیلیان

کیون نہ قابل ہون مری دانندۂ جرم ثقیل
جب ثنا خوان ہوون مجہسے مقتبس کی تیلیان

آج مین وہ ہون کہ یار و باندہ کر رشتہ مین پوٹ
اوس مین لٹکا تا ہون گر گو دس کی تیلیان

تجہکو کیا چنے اسکو خاکر و بو کی طرح
پا بگاہ خلق و میرب نجس کی تیلیان

امتیاز نیک و بد خود ہو نہ جسکو اے نصیر
اوسکے نزدیک ایک ہین ناشاک و خس کی تیلیان

نیشکر کی کر سکین کیا ریس خس کی تیلیان
گانہہ کا پورا یہہ و محتاج رس کی تیلیان

موجہاے بحر سے کیا وہم ہو یار و حباب
جب وہ اڑا لین ہوا بحر اسکی تیلیان

گر تجہے سینے کا چاک جیب گل تو غد لیب
توڑ نا مت یہ چٹک بلفسر کی تیلیان

ابر سیہ مین دیکھی ہے بگلونکی قطار اس شکل سے ہم
یاد دلائے ہے ترے دندان و سنے ساون بہار مین

چمن مین گل یہ نہین ہیں کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
دل فگار عناد ل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
یہہ پیکنے کا ہی مجنون کو شوق لیلے کو
کہ روز پردہ محمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
عیان ہے میکدہ مین محتسب کی کمظرفی
پڑے ہوے جو خم گل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

نصیب دیکھہ تو دریا پہ بھی نصیب ہے شرط
کہ پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

سایہ قامت ترا جس پر پڑا بازار مین
اوسکے سر پر اک قیامت تھی سیا بازار مین
خوشہ انگور بہر کوئی نہ لیتا ہمدمو
گر دل پر آبلہ مین بیچتا جا بازار مین
دستگیر اس جو پر کو کرتے ہین گہر پیٹے بتان
کس نے دیکھا ہے بندہا زر دخا بازار مین
لاش میری قابل تشہیر ے قاتل نہین
اسکو تو کہنچوا نہ اے بہر خدا بازار مین
دو قدم تو بھی چل ساتھہ اسکے اے یقا تل ذرا
دیکھہ تو کرتی ہے یا تم خلق کیا بازار مین

فکر انجام دل دلگیر مین بیٹھا ہو نمین
جسطرح لکھا مری تقدیر مین بیٹھا ہو نمین
دیکھیے سودا کہ یہہ دیتا تو ہے موج سراب
آپ آکر خانہ زنجیر مین بیٹھا ہون مین
تشنگی سے جان لب پر ہون گو ہے اوس قاتل کو لاگ
خواہش آب دم شمشیر مین بیٹھا ہو نمین

اودھی گھٹا ہی کس طرح تو وہ زلف اٹھا کر یون
برق چمکتی کیونکر ہی ہنسکے یہہ مہر کیا کر یون
زلکو فلک پہ کہکشان نکلے ہے کیونکہ غیر شب
چین جبین دکہا مجھی اوسنے دیا تا کہ یون
جیسے کہا کہ عاشقان رہتے ہین کیونکہ چاک جیب
اوسکو گل چین دکہا کہہ کے چلی صبا کہ یون

دم مے اے کو لکن اب تیشہ زنی خوب نہیں
جان شیریں کو نہ کہو کوہ کنی خوب نہیں

نک تو ہنس بول یہ غنچہ ہنسی خوب نہیں
رشک گل اتنی ہی ہاں کم سخنی خوب نہیں

فصل گل آنے دے کھلا نہ ابھی سے زنہار
یہ روش موج نسیم چمنی خوب نہیں

منع ہنسنے سے تو کرتا نہیں اے برق و شو
پہر شرارت سے یہ چشمک زنی خوب نہیں

ہو سکے تجھ سے تو کر مرغ چمن گل کا علاج
اسکو بیماری اعضا شکنی خوب نہیں

کوئی دم اور بھی اس ابرو پر خم کو چھیو
اصفہانی یہ ابھی تیغ بنی خوب نہیں

چشم سے اوسکی نہ کر دعوے ہم چشمی دیکھہ
کہ خطا ایسی غزال ختنی خوب نہیں

سرو پر قمری کو بیٹھا یا تو ہے تو نے پر سرو
تیری آزاد وشی بے کفنی خوب نہیں

مار کھائیگا وہ خیاط کہ جسنے تیرے
بند جامہ کیلئے ناک پہنی خوب نہیں

منہ کو دیکھہ اپنے تو اور اوسکے لب لعل کو دیکھہ
رو کشی اوس سے عقیق یمنی خوب نہیں

ترک چشم بت بدکیش خیال اوسکا چھوڑ
مرغ دل سہی ہے ناوک فگنی خوب نہیں

شاخ گل ہے کہ کمر مار سے لچکے ہے تری
اے میاں اتنی ہی ہاں ناوک بدنی خوب نہیں

میں ہی ہوں بادیہ پیما سے جنوں اے مجنوں
اسقدر آگے مرے لاف زنی خوب نہیں

چھلنی کاٹوں سے ہوئے گو مرد تلوار لیکن
دشت وحشت کی ابھی خاک چھنی خوب نہیں

زہر کہا جاؤنگا اے ساقی پیمانہ شکن
باز آجانے ترے پیمان شکنی خوب نہیں

تیغ کیا رکھتا ہے قاتل ماتھہ میں
لے کسیکا جانمن دل ماتھہ میں

کسی بوٹے سے قد پر تو نے اپنی جان دی ہوتی
روش کیا سرو کی قمری تجھے بھاتی ہی گلشن مین

خزان فی یکقلم اوراق گل کیا کرے برہم
تماشے تیری نیرنگی یہہ دکھلاتی ہی گلشن مین

نسیم صبح چل جا اب گریبان گیر وحشت
ہوا خواہی سے کیا تو مجکو سمجھاتی ہی گلشن مین

مرے دیوانگی کا غلغلہ مجنون یہان تک ہے
کہ موج آبجو زنجیر ہوا تی ہی گلشن مین

فصیل اس عالم مستی مین دیکھا کیا فراغت ہے
کہ شاخ تاک ہر سو پاؤن پھیلاتی ہے گلشن مین

لگا کیا عکس ابرو دیکھنے دلدار پانی مین
بہم ہر موج سے چلنے لگی تلوار پانی مین

نہانا تو نہ اے رشک پری زنہار پانی مین
حباب ایسا نہو شیشہ ہے یہ کبکار پانی مین

جھلک اس تیرے کفش پشت پا ہی کی اگر دیکھے
کرے قالب تہی ماہی بھی پھر لا چار پانی مین

نہین لخت جگر یہہ چشم مین پھرتے کہ مردم نے
چراغ اب کر کے روشن چھوڑے ہین دو چار پانی مین

لب دریا پہ دیکھہ کر تمانشا آج ہولی کا
ہنسور کا لیکے قالب ہے ہی موج آبکار پانی مین

کہون کیا سانحہ غیرون کے تو اوس بیدرد نے ہمدم
نہانیکے لئے ہرگز نہ کی تکرار پانی مین

کہا مین نے جو اتنا رکھہ قدم اس سیدھے پر پر
لگا کہنے کہ آتی ہے مری پیدا پانی مین

فصیل آسان نہین یہہ بات پانی سخت مشکل ہے
اوٹھائی ریختہ کی تو نے کیا دیوار پانی مین

ابھی آغاز ہے نے ہی گلو پر کھینچتا کیون ہے
ذرا تو دم لے اے قاتل کہ آب تیغ ہم پی لین

نہ گریان ماتم شبیر مین جو آنکھہ ہو پھوٹے
جگر اپنا مشبک رکھتے ہین اس غم سے تذیفین

از بسکہ ضعف سے ہی مثل کمان یہ قامت
سینہ سے آہ پیہم جون تیر کھینچتے ہین

اے شہسوار تو نے فتراک سے نہ باندھا
صحرا مین آہ حسرت نخچیر کھینچتے ہین

بنیاد شکل ہستی آمادۂ فنا ہے
کیا خاک نقشہ ہای تعمیر کھینچتے ہین

کہلتا مرید رہے جب جذبۂ محبت
دل کی کشش سے اپنے تب پیر کھینچتے ہین

تدبیر سے تو کچھہ بھی حاصل ہوا نہ یارب
مدت سے انتظار تقدیر کھینچتے ہین

واشد ہوے ہزارون دیکھا نصیر غنچے
حسرت ہنوز ہم اک دلگیر کھینچتے ہین

حرم کو شیخ مت جا ہے بت دلخواہ صورت مین
اگر ہے مرد معنی دیکھہ بے اللہ صورت مین

نظر کر اوسکی ٹک نیرنگیون پر چشم حیرت سے
کہین گل ہی کہین کانٹا کہین ہے کاہ صورت مین

صنم کی سطر ابرو کا تقدیر نے لکہی ہے
کلید علم معنی ہی یہ بسم اللہ صورت مین

سبو جام پر کہ ظرف کرتے ہین نظر ورنہ
بنے ہین ایک مٹی کے گدا و شاہ صورت مین

مراد طفل بیحد خوان پڑہے ہے یونکر نہ اب جیتے
بغیر اوسکی قلاعدیکے ہو سکے کب راہ صورت مین

جدا دیوار سے کب طاق ہی کوئی بتاؤ تو
دکہائی دی ہے پر اجول کو دو اک ماہ صورت مین

کرے اپنے دل معقل سے کہ تا کہ ہو روشن
صفا سی آئینہ کے کب خلل ہی آہ صورت مین

گیا ہوگا طرف کعبہ کو وہ بحرم نہیں اوس سے
کہ حاجی اوسکے آمد رفت کی ہی راہ صورت مین

نصیر اوسکے دہن مین بند ہی وہ یوسف کنعان
نکلتے ہے عزیزو دیکہلو کیا چاہ صورت مین

دلا نہ کیونکر ہون اختلاط کی باتین
حجاب کیا ہے اب اوس بے حجاب کے گہر مین

سمند ناز پہ جب دم چڑہا وہ شاہ سوار
قیامت اک ہوی برپا رکاب کے گہر مین

نصیر دیکہہ تو کیا جلوہ خدائی ہے
ہمارے اوس بت خانہ خراب کے گہر مین

مین دُر تا ہون وہ دل پاؤن سے بیدستور ملتے ہین
یہ شیشہ ہی اسے کیون سنگ سے کر چور ملتے ہین

لب شیرین ہم دشنام سے تا مقدور ملتے ہین
رقیبان جون مگس ماتو کو میٹھے دور ملتے ہین

نچہیڑ اس دل کو دیدہ پیش غم سے زہر آلودہ
قصور فہم ہے جنکی سے جو زنبور ملتے ہین

پس از مردن بہی تیرے خاکسارون کا یہ رتبہ
کہ لوگ اپنے جبین سے اونکی خاک گور ملتے ہین

قران آفتاب و ماہ اے ساقی نہین ایسا
وہ منہ سے دردمی ہو کر شہ مین چور ملتے ہین

پے قتل جہان دست مژہ سے مردم دیدہ
دلا شمشیر بروے بت مغرور ملتے ہین

مرا زخم جگر وہ ہے کہ سب جراحات اپنے
تا سف سے نگا کر مرہم کافور ملتے ہین

سدا مشتاق دیدار تجلی مین جو اے موسی
وہ گرد گوشہ دامان کوہ طور ملتے ہین

حنا پاؤن سے ملنے دے ہمین تو بیتاب کیون ہے
نہین اسکے سوا کچہہ اور ہے منظور ملتے ہین

تا مین دگر آئینہ لیکر اپنے ہاتون مین
مسی جیب شبکو معشوقان رشک حور ملتے ہین

نصیر اک اور ہی ایسی غزل لکہکر سنا ہمکو
بہانا تجہکو خوب آتا ہے تا مقدور ملتے ہین

سواد ہند مین تو آج خلاق المعانی ہے
کف حسرت سخن سنجان نیشاپور ملتے ہین

گلے مین ہے چنپا کلی یا کسی کے
ہین لخت جگر ہمکنار گریبان

لگائی نہین اوس نے گوٹیکی مغزی
ہوے برق آکر نثار گریبان

نہین طوق پہنے ہے قمری کہ ہے اب
پہنے ہے گلوبند وار گریبان

گلستان مین یہہ معتکف ہے جو ہو اب
سر غنچہ صحبت بر گریبان

فضیلو اب یہان چشم سوزن ہی محرم
ز سر رشتہ ہاے وقار گریبان

کس روسے یار قصہ زلف دوتا لکھون
سودا نہین مجھے جو مین یہہ سلسلہ لکھون

جاتی ہے مثل شمع زبان قلم جلی
تا صبح مین سوزدل کا اوسے حال کیا لکھون

دیتی نہین سرکنے مجھے کوے یار سے
کیونکر نہ موج اشک کو زنجیر پا لکھون

واشد برنگ غنچہ جو دل ہو تو اے صبا
ہر برگ گل کو ناخن عقدہ کشا لکھون

سطر کشیدہ صفحہ دریا ہو موج سے
طغیانی بیتاب کا گویا جرا لکھون

اوسکے کاکل مشکین سے موبمو
اوسکے لچھے ہے کس وجہ سے خن مین نہ حرف خطا لکھون

پاے سرانگشت یاران رفتگان
پہر چشم نقش پا کو نہ کیون نما لکھون

تیغ ستم سے کیجیو مرے ماتھہ تو قلم
ظالم اگر مین شکوہ جور و جفا لکھون

آنکھون مین آج سرمہ لگایا ہے اوسنے کیا
اے مردمان مین کیونکہ بھلا تو تیا لکھون

رہتی ہی روز لشکر حرص و ہوا سے جنگ
احوال گرچہ فقر کا تنگ سا لکھون

یکدست بنگیا ہون زرہ پوش اے فضیلو
اس نقش بوریا کی مین تعریف کیا لکھون

موج نگاہ یار کے آنا نہ سامنے
کیا ارف سے ہم ترے بانکے کے پھول ہین
ٹک آئینہ مین رشک پری آج سیر کر

ف

دل ہر قطرے کو ہے ذوق الفطار تم
جسکے کہ ہو ہوے نمایان بہار حسن
ہوے ہے ہر رنگ سے شام و یار حسن

اتنا فصیل سے نہ ہو کجیو غرور
دولت یہ عارضی ہے نہین اعتبار حسن

جور کے ماتون سے تیرے نالہ فریاد ہون
ہون تو جب مین ہی کہ اک تک ستم ایجاد ہون
دام ہستی ہے کوئی دم کو مین آزاد ہون
ہمصفیر و کس لئے تابع صیاد ہون
جون سلیمان وہ تو باندہے ہی ہوا شک پری
اور مین اوسکے ہوا عشق مین برباد ہون
جب سے ہے آئین الفت تجھسے آئینہ رو
ہر ہی صورت سے محو عالم روداد ہون
ہڑے جانان ہو پیر کہ ہو نہین تیغ تیز
اور وہ مژگان یون کہے خنجر فولاد ہون
آئینہ مین جلوہ رخسار و قامت کو وہ دیکھ
پھول اگر کھتا ہی مین رشک گلون شمشاد ہون
کیسے اب فریاد کیجے تیرے جور و ظلم کے
تجھسے بیدادگر امید وار داد ہون
گل گریبان چاک اور بلبل ہی سرگرم فغان
یار واں ماتم کدہ مین کس طرح خوشباد ہون
سے ترا کاتیان اہل جوہر کے حضور
گو نہین رکھتا مین اردو شہ فولاد ہون
دست گردی مجھسے اور غبار اترا نہی سکتا تو
ہون خلیفہ قبلہ کا نرہ دیکا بستاد ہون

ہے مجھے ربط دل اوس یار جانی سے نصیر
گو وہ بھولا مجھکو لیکن مین تو رکھتا یاد ہون

نظر مین اپنی وہ پھرتی مین صورتین بیہات
فلک نے خاکمین کیا کیا ملائیان دیکھین

کسی نے لی نہ خبر غرق بحر الفت کی
ان آشنا و نکی بیہ آشنائیان دیکھین

ہمارے اوسکے کدورت کی وجہ کچھ نہ رہی
کہ آئینہ نے دلونکی صفائیان دیکھین

ہم اپنا تجھکو ہوا خواہ جانتے تھے صبا
بہارین تو نے بہی تنہا اوڑائیان دیکھین

بیان کس سے کرون اپنی تیرہ بختی کا
اندہیری راتین وہ ایدل پہر لائیان دیکھین

فصلیو کیجے وفا کب تلک بقول میر
جفائین دیکھہ لیان بے وفائیان دیکھین

کسکی نظر مین یار کا خال دہان نہین
پر مجہسے خال خال کوئی نکتہ دان نہین

یہہ وجہ ہے کہ خط ترے رخ پر عیان نہین
آتش جو شعلہ زن ہو تو دہتا دہوان نہین

تاثیر اپنی آہ مین کب گلرخان نہین
پہل سر و مین غلط ہی کہ لگتا یہان نہین

شام و شفق کی چشمۂ حیوان پہ ہی نمود
دہان لب پہ جلوۂ مسیحی رنگ پان نہین

تا استخوان ہے تنمین مرے دیکھہ داغ عشق
اس گہر مین کب چراغ سر شمعدان نہین

تیری طرح سے کہلیئے کیون چرخ ہے ہلال
ہمکو فلک سے آرزوے نیم نان نہین

دریا مین گہر ہے خضر علیہ السلام کا
عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہین

زلف سیہ مین اوسکی دل افگار کو نہ باندہ
سنبل مین لگتے دیکہا گل ارغوان نہین

کب وہ قدم رکہے ہی مری چشم تر پہ آہ
اس آب جو پہ جلوہ سرو روان نہین

تارون سے جلوہ گر ہے خط کہکشان چرخ
قطرے عرق کے چین جبین پر وہان نہین

تری چاہ ذقن کی چاہ ڈالو اڈول کتنی ہے
ہمارا دل نکیون ہو صورت دولاب چکر مین

بگولا تیری تربت پر نہ کیون چاروب مجنون
کہی ہے مد نظر تیرا اوسے آداب چکر مین

شب فرقت مین کیونکر مجھکو خواب آئے کہ رہتا ہی
مرے سر کو خیال باش کمخواب چکر مین

برنگ طایر قبلہ نما یہ مرغ دل اپنا
ترے ابرو کی ہی کیا دیکھکر محراب چکر مین

فقط کیا ماتہہ سے اس گردش گردون کے ہی یارو
پے یک قرص نان ہی مہر عالم تاب چکر مین

بہرے مین جون بفانوس خیالی آہ تصویرین
بکاخ چرخ یون ہے محفل احباب چکر مین

نصیر آتی ہی منکو ایسی پر مضمون غزل کہنی
رکہے ہی اونکو فکر مغنے نایاب چکر مین

گہٹا ہے دلمین بیتابی عشق کے جلن سے دہوان
کہ جلے آہ نکلتا ہے اب تن سے دہوان

برنگ شمع ہی روشن ہماری دلسوزی
نہ کیونکہ اوٹہے ہر اک استخوان تن سے دہوان

جلا ہون عشق مین مانند شمع فانوسی
عجب نہین ہی جو اوٹہے مرکفن سے دہوان

سیاہ کیون نہ فلک ہو کہ میری آنکہون کا
لپٹ رہا ہی یہ اس گنبد کہن سے دہوان

تمہاری زلف کے مارونکا یہان جو مدفن ہے
سمجہ نہ سنبل اسے نکلے ہی چمن سے دہوان

چمک ہے تکمہ کی اودی ترے دوپٹے مین
بہم ہی یا کہ یہہ خورشید کی کرن سے دہوان

وہ اشک گرم ہی اپنا گرے جو دریا مین
اوٹہے حباب کے الکدم مین پیرہن سے دہوان

تمہاری دیدہ مین دہونی رما کے میٹہون گا
چلے ہو آج کدہر جن کے اس بہن سے دہوان

جلے ہی آتش لالہ سے دامن کہسار
بہلا نہ کیونکر اوٹہے قبر کوہکن سے دہوان

شمع تو کب تربت میر سے روشن کرنے لاتی ہیں
بلکہ گمان ہے یار و کل یہ ہمیں وہ چیختے ہیں

بار سے عصے کی اپنی کنگھی سے سلجھاتی ہیں
ہاتھ میں لیکر بے مقدرہ کالی ناگ کھلاتی ہیں

بیٹھ کہاں جاتا ہے تو ای بار قدم ظلم اٹھا کر
آج تجھے ہم بالشین آغوش میں لے کے اٹھاتے ہیں

رنج کی تمہارے تئیں کوئی بھی ہمسر نہ گچھا پایا کیا
آپ ہی تقصیر کریں کون کو ہم مجرم ہوتے ہیں

آہ و فغاں کو چھوڑ ہمیں کیوں کر ہیں بند قفس
زندگی اپنی جاتی ہے میں اسوا سے آتے جاتے ہیں

عطر لگائیں سامنے میرے میر سے کیوں تو لگاتی ہو
سوتی ہو ہی قتنہ کو ناحق دیکھو چوپ جگاتے ہیں

کیسا وصل کہاں کی فرقت جب سے دل سے بیتابی گئی
یار کو جب پاتے ہیں اپنا کوئی نہیں پاتے ہیں

کیا ہوا ہے کیا ہے تجھکو کوئی ڈھنگ کی بات کر
آستیوں اشک گریں میں ہیں گنگا اوئی بہاتے ہیں

کیا ہے بالا خلق اپنی محراب عبادت تو زاہد
زیر خم شمشیر قاتل عاشق سر کو جھکاتے ہیں

آہ جب کھینچی ہے ایدل اس کے خیال میں
ہو وہ قبلہ سر نہیں قبلہ کیطرف لگاتے ہیں

کوہ پہ تک تو اوسکی پہنچا قصد نکرے کا دل
اوڑنے سے اوڑ فروں یا دل یا پاؤں میں چھالے پاتے ہیں

دیکھو کہتا ہے تجھکو خیر سے پیارا میرا یوہیں
شبنم سے گلہائے چمن گلشن میں نہیں کملاتے ہیں

طفل فراست خصلت ہیں فرہ و تجارب خانہ جنگ
آج ہمارے دیر سے آئے ہو دو دن مہمان کہاتے ہیں

آب اللب طفلان نیچکس سے میں تشنہ تیر ہی سوا
چھلکا لگا جاتا ہے جب پانی منہ میں جو آتے ہیں

لیل نہار آئینہ اپنے چشم کو لیکر سمندر سے
محو سیر عالم حیرت آنکھ نہیں جھپکاتے ہیں

رنگ کل مضمون معنی ٹپکے ہے اپنے سخن سے نصیر
دوسرا ہر ہم پڑھے غزل اس بحر میں آج سناتے ہیں

کام جنھوں کو لب سے ہی تری عیسیٰ میں ہیں ۔ عشق کر کے جو رکتے ہیں موسائی کہلاتے ہیں

پیری میں جھڑتے ہیں دندان سو تا ہی کس نیند لصیلیں
صبح ہوی بیدار ہوا تو مارے جیتے جاتے ہیں

دُر غیرے ٹانکے تری چلمن پہ ہزاروں ۔ آنسو نہ گریں کیوں مری دامن پہ ہزاروں
موخال رخ یار پہ ایدل نہیں خط کے ۔ ہیں مورچگان دانہ خرمن پہ ہزاروں
تیری جو مسی زیب دہن دیکھے تو پڑجائیں ۔ پانی کے گھڑے غنچہ سوسن پہ ہزاروں
تو ہی کر تصور کش اے ترک ہزاروں ۔ حیران ہیں تجھے دیکھے تو سن پہ ہزاروں
جوڑی ہیں تو مست باندہ ستمگر دل عشاق ۔ کیوں بے ہے وبال اسکے تو گردن پہ ہزاروں
اے پردہ نشین رکھنہ ہوس سیر چمن کی ۔ ہیں بوقلموں گل تری چلمن پہ ہزاروں
سمجھیں جرم دیر جو دلکو وہ نہیں کیوں ۔ نادانی ہر شیخ و برہمن پہ ہزاروں
اوس لب کے خریدار ہیں کس منھ سے یہ گلگیر ۔ لعل یمن جو یاقوت کے معدن پہ ہزاروں
مست میرے سوا جھانک کسیکو کہ لگی ہیں ۔ آنکھیں تری دیوار کے روزن پہ ہزاروں
قربان رخ یار ہے کیا ایک مرا دل ۔ جان دے ہیں چکورین مہ روشن پہ ہزاروں
اک ابرو پہ رحم کے ہوں بوسہ کا گنہگار ۔ بل پڑ گئے کیوں آپکی چتون پہ ہزاروں
غوّاص تن از خود نہیں ہوتے کبھی میرے ۔ چوٹیں لگیں حرص کی میں سیمن پہ ہزاروں
بے فیض ہیں خواہ کے مانند تو نگر ۔ اپنے ہی گہر ہار میں نخرن پہ ہزاروں
لٹو ترے چوڑی پہ یکیونکر ہو دل حور ۔ پریان ہوں فدا جب تری جوبن پہ ہزاروں

حضرت یونس نے لی تہی بطن ماہی مین پناہ
کیون نہو زیر زمان زیر بحر جانگداز کی مچھلیان

ریگ ماہی کی حقیقت انکی آگے خاک ہے
مین یہ تیری ہر دو چشم تر سا کی مچھلیان

بالی کا نونکی ترے گرداب بحر حسن مین
دلکو تو بنا سمجھین مین نین طلا کی مچھلیان

رتبہ اوہم ہوا کیا چھوڑ کر شاہی بلند
لائین جو دریائے سورن اوس گدا کی مچھلیان

کیون نہ حیران ہون مین دست اہل ہمت دیکھکر
انگلیان ہین یا کہ ہین بحر سخا کی مچھلیان

پارہ ہائے دل نہین وابستہ تار مژہ
تجھکو دکھلاتا ہون لعل بے بہا کی مچھلیان

ان کے آگے یار قلیان کش یہ پانی بھر رہے ہین
چنبر زرنجیر دار خوشنما کی مچھلیان

شب ہوائی چھوڑکر اوس طفل آتشباز نے
اپنی صنعت کی دکہائین اہل دا کی مچھلیان

یعنے بن پانی لگین دوش ہوا پر تیرنے
ہر طرف کو آتش جلوہ نما کی مچھلیان

آشنائے بحر ہ مضمون معانی ہون نصیر
طرفہ تر مین کیا مرے طبع رسا کی مچھلیان

سدا ہی اس آہ و چشم تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران
نکل کے دیکھو ہم اپنے گھر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شعلہ رو ہی سوار تو ہی اور اوسکا تو ہی عرق فشان ہے
عجب ہے اک سیر و سیر فلک پہ بجلی زمین پہ باران

سنے ہے کہ ہی میر یوسف مین زیر دیوار در رہا ہون
عزیزو دیکھو مری نظر سی فلک پہ بجلی زمین پہ باران

پتنگ کیسے نکر نہو وی حیران شمع شکو دکہا رہی ہے
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نہا کی افشان جو جبین پر نچوڑ والو بعد اوسکے
دکہاؤ عاشق کو اس ہنر سی فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کہ ہر سی فصل بہار نیم
تری ہی اعجاز طرفہ تر سی فلک پہ بجلی زمین پہ باران

سمند ناز کی خوبی ہے رخنۂ الف کو چھوڑ
لگام چاہئے ہی اسکے میری جان منہ مین

سوال بوسہ کرون کیا مین یار گندم رنگ
کہ تونے پہلے ہی ہہ دی ہے کہکشان منہ مین

فریب شیوہ کہا دل نہ زال دنیا کا
بنی ہے دانت لگا کر یہ نوجوان منہ مین

ہزار حیف چلی آتی ہے خزان بلبل
چمن ہے لیکے خس و خار آشیان منہ مین

شکر لبون کی تو دشنام تلخ میٹھی ہے
کہو تمہارے جو کچھ آئے مہربان منہ مین

نہ کہنچ دل سے مری تیر بار تیر فگن
کہ طفل چوسے ہی انگشت کہکے ہان منہ مین

ترے مریض کو غش اگیا ہی چل تو سہی
کہ پانی او سکے چواتی ہین لوگ ہان منہ مین

خدنگ آہ سے ڈر مبر گوشہ گیر ہو نہین
نہین ہی اسکو فلک صاحب کمان منہ مین

سوال بوسہ کرون کیا وہ کاٹنے ہی بات
کہ اوسکی چلتی ہی قینچی سی ہان ہان منہ مین

جب اوسکے زلف مین دیکھا مرا دل صد چاک
لگا ہی کاٹنے رکہہ شانہ انگلیان منہ مین

نکیجے حلقۂ گیسو کو خال رخ سے جدا
کہ من کو سانپ ہی کہتا ہی جگمان منہ مین

نکیونکہ اہل صفا سے ڈرین صبا سرکش
بسان نقمۂ دریا کے آسمان منہ مین

سحاب بہی کوئی ساقی غضب ہے برق انداز
سدا تگرگ کی رکہتا ہی کو لیان منہ مین

دکہائی چرب زبانی جو شمع نے اپنی
تو رکہہ لی کاٹ کے گلگیر نے زبان منہ مین

عزیز و خال لبیار کے تصور مین
شب آ گئی جو گمل اوٹ کے ناگہان منہ مین

تو اس شگون سے ہوا یہہ یقین دم بوسہ
میرے وہ آئیگا لعل شکر فشان منہ مین

شب فراق مین ہمراہ آہ نالہ مرا
کلیجہ آ گیا سینہ سے جبکہ ہان منہ مین

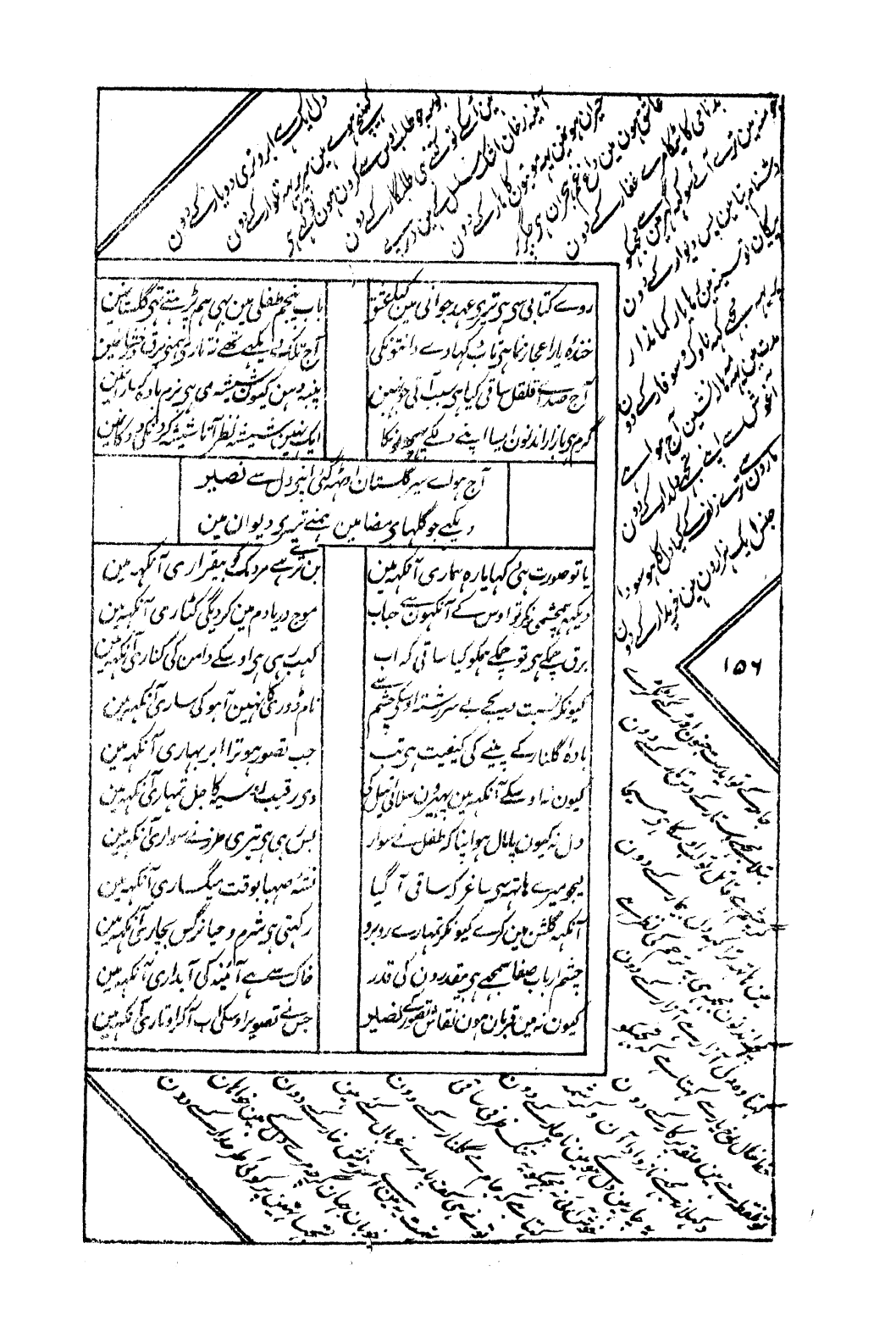

روے کتابی ہی تری عہد جوانی مین کیلئے
باب نہیم طفلی مین ہی ہم پڑھتے ہی گلستان مین

خندۂ یارا عجب زمانہ ہی تاب کہان سے لاؤنگی
آج تلک نہ دیکھے تھے تارہ ہی ہمنے شرق تا غرب مین

آج صدف سے قلقل ساقی کیا ہی سبب آئی جو نہین
پنبہ دہن کیون شیشہ می ہی نرم مادہ سنگ مین

گرم ہی بازار نون ایسا اپنے دیکھے بیچونگا
ایک نہین ہر شیشہ نظر آتا شیشہ گر دکان مین

آج ہوے سیر گلستان اہل کہی انیس دل سے نصیر
دیکھیے جو گلہاے مضامین ہمنے تری دیوان مین

یا تو صورت ہی کہا یارہ ہماری آنکھ مین
بن رہے ہے مردمک کو بیقراری آنکھ مین

دیکھنا ہمیشہی نگر تو اوس کے آنکھون سے حباب
موج دریا دم مین کردیگی کناری آنکھ مین

برق پھیکے ہی تو چمکے ہلکو کیا ساقی کہ اب
کہنب ہی ہی اوسکے دامن کی کناری آنکھ مین

کیونکر نسبت دیجے بے سر رشتہ اوسکی چشم سے
نام ڈورے کی نہین آہو کی ساری آنکھ مین

بادۂ گلنار کے پینے کی کیفیت ہی تب
جب تصور ہو ترا ابر بہاری آنکھ مین

کیون نہ اوسکے آنکھ مین پہنچین مثالی جیل کی
دی رقیب نے سیہ کاجل تمہاری آنکھ مین

دل نہ کیون پامال ہوا پنا کہ طفل نے سوار
بس ہی ہی تیری عرز نے سواری آنکھ مین

لیجو میرے ہاتھ سے ساغر کہ ساقی آگیا
نشہ صہبا بوقت میگساری آنکھ مین

آنکھ گلشن مین کرے کیونکر تمہارے روبرو
رکھتی ہی شرم و حیا نرگس بچاری آنکھ مین

چشم ارباب صفا سمجھے ہی مقدرون کی قدر
خاک سے ہے آئینہ کی آبداری آنکھ مین

کیون نہ مین قربان ہون نقاش تصویر کے نصیر
جس نے تصویر اوسکی اب اگر اتاری آنکھ مین

بن دیکھے تری چشم بہلتا ہی نہین دل
مین آہوے تصویر بہلا یار کسے دون

تنہا نہ مین ناقوس ہے لبیک حرم مین
مین دین و دل آے کافر و دیندار کسے دون

آتی مرے کانون مین ہے یہہ غیب کی آواز
کیون چپکے ہو کہو لو لب اظہار کسے دون

بے حکم ترے اے شجر گلشن خوبی
حیران ہون سزا نہین سو ایثار کسے دون

تنتے ہین تجھے دیکھہ کے شمشاد و صنوبر
سولی یہہ بنا قامت دلدار کسے دون

مین کیا کرون قسمت تری اے مان دل صد چاک
لیتے ہی نہین آئینہ رخسار کسے دون

جو ہے سو بنا کاکل برہم کو کہے ہے
شانہ کے سوا خدمت تاتار کسے دون

بیجا ہے نصیحو اب مجھے لازم نہین انکار
دل اوسکے سوا کر کے مین اقرار کسے دون

ردیف واو

جبکہ تو دسمہ سے اے ابروے جانان سبز ہو
تیغ کا ہی کشت پر ممکن ہے گریبان سبز ہو

ہے عجب پیدا خط رخسار جانان سبز ہو
مزرع دہقان نہ یارب غیر باران سبز ہو

خاک ہو سر سبز دنیا مین سیہ بخت ازل
آب گریہ سے ندیکھا نخل مژگان سبز ہو

باندہ وہ تخمہ زمرد کا بت یاقوت لب
پرتوے سے جسکے یہ تیر اگریبان سبز ہو

پشت لب پر ہی تری یہ موجہ اب خطی نمود
جای حیرت ہے اگر لعل بدخشان سبز ہو

عطر خس تیرے بدن سی غیر جب آ کر ملے
زہر غم سے کیون دل میرا مرجان سبز ہو

یا زلف یار مین دل کیا رکہی خط کا خیال
جامہ کعبہ سیہ ہو کیا غیر زان سبز ہو

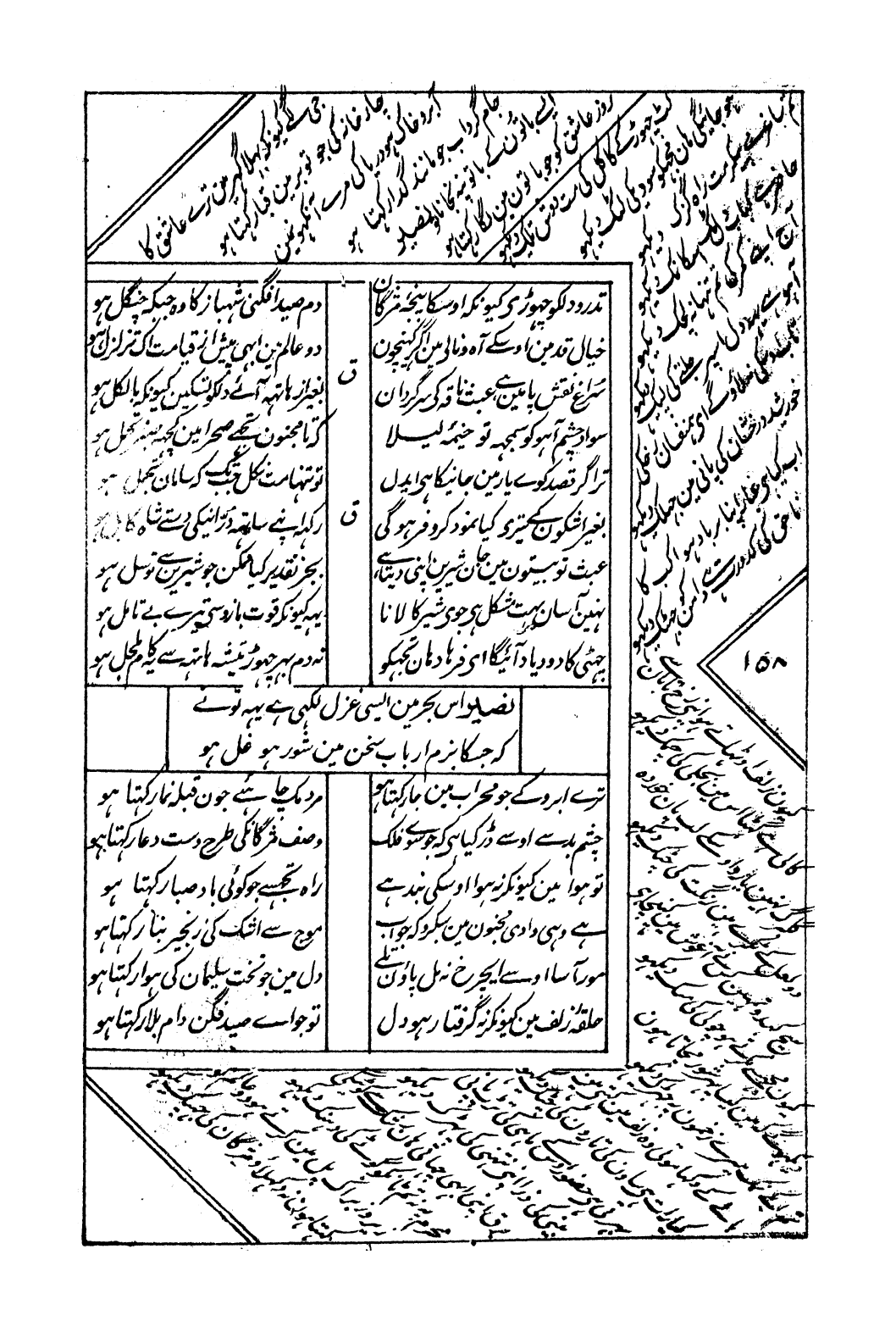

تدرو دل کو چھوڑی کیونکہ اوسکا پنجہ مژگان — دم صید افگنی شہباز کا وہ چشم چنگل ہو
خیال قد مین اوسکے آہ وزاری مین اگر پہنچون — دو عالم مین ابھی پیش از قیامت اک تزلزل ہو
سراغ نقش پا مین ہے عبث ناقہ کی سرگردان — بغیر از ہاتھہ آئے دل کو تسکین کیونکہ بالکل ہو
سواد چشم آہو کو سمجھہ تو خیمۂ لیلا — کہ تا مجنون تجھے صحرا مین کچھہ منزل تحمل ہو
ترا گر قصد کوے یار مین جانیکا ہے ایدل — تو تنہا مت نکل تب یک کہ سامان تجمل ہو
بغیر اشکون کے تیرے کیا نمود گرو فر ہو گی — رکھہ اپنے ساتھہ فوجانیکی دستے شاکل ہو
عبث تو بیتون مین جان شیرین اپنی دیتا ہے — بجز تقدیر کیا ممکن جو شیرین سے توسل ہو
نہین آسان بہت مشکل ہے جوی شیر کا لانا — یہہ کیونکر قوت بازو تیرے بے تامل ہو
چھٹی کا دودیا آئیگا اے فرہاد مان تجھکو — نہ دم بھر چھوڑ تیشہ ہاتھہ سے یکدم مجمل ہو

نصیحت اس بحر مین ایسی غزل لکھی ہے یہہ تونے
کہ جسکا بزم ارباب سخن مین شور ہو غل ہو

ترے ابرو کے جو محراب مین مارا کہتا ہو — مرد مک چاہیے جون قبلہ نما رکہتا ہو
چشم بد سے اوسے ڈر کیا ہے کہ جو سوے فلک — وصف مژگان کی طرح دست دعا رکہتا ہو
تو ہوا مین کیونکر نہ ہوا اوسکی بند ہے — راہ تجھسے جو کوئی باد صبا رکہتا ہو
ہے وہی وادی مجنون مین بگولہ جو اب — موج سے اشک کی زنجیر بنا رکہتا ہو
مور آسا اوسے ایچر خ نہ مل پاؤن تلے — دل مین جو تخت سلیمان کی ہوا رکہتا ہو
حلقۂ زلف مین کیونکر نہ گرفتار رہو دل — تو جو اے صید فگن دام بلا رکہتا ہو

رہتا ہی تمہارا ہی ای آنکھو مجھے کھٹکا
ناوک نہین برچھی ہی اوسکی نہ پلک دیکھو

ایسی نہ دھڑک ہوگی مرغ قفسی کی بھی
رکھہ ہاتھہ تو سینہ پر اپنی دلکی دھڑک دیکھو

ہی لالہ حمرا بر شاخ گل نا فرمان
عارض پہ ذرا اپنے گیسو کی لٹک دیکھو

گلگشت چمن کیا ہی لو ہاتھہ مین آئینہ
اس اپنی خط رخ کی سبزہ کی لپک دیکھو

ہمخواب کرونگا مین تصویر نہالی کو
پہلو سے مری شکو تم آج سرک دیکھو

اندیشۂ رہزن ہے در کار نہ رہبر ہے
کچھہ فرق نہین اس مین اے شبہ و شک دیکھو

ایحضرت دل اوسکی لو مانگ کا تم رستا
کس سوج مین ہو بیٹھے سیدھی ہی سڑک دیکھو

یار دو دہ مرے گھر مین آتے ہوئے رکتا ہی
ہر چند مٹاتا ہون مٹتا نہین شک دیکھو

ایسا مری جانب سے کچھہ غیر نے ہے پہونکا
جاتی ہی نہین اوسکی کمبخت جھجک دیکھو

سو باف لفصیل اوس کے ہی تاش کا چوئی مین
مت موج دخان دیکھو شعلہ کی بھڑک دیکھو

سہرے پان سے شہادت ہو نکیون ہاتھ ہمکو
تیغ آغشتہ بخون ہے لب جانان ہمکو

سبب گریہ ہی اوسکا لب خندان ہمکو
برق دکھلائی ہے کیفیت باران ہمکو

بن ترے باغ مین ہی مرگ کا سامان ہمکو
برگ گل جو ہی سو ہے خنجر بران ہمکو

کیونکہ پہراوسکی کمر ہووے نمایان ہمکو
جب نظر آئے نہ اپنی ہی رگ جان ہمکو

رخ ترا کم نہین کعبہ سے ہی جانان ہمکو
عوض چشمۂ زمزم ہی رخ خندان ہمکو

اہل تجرید کو اک تار کہنا ہی ہی ننگ
کیا دکھاتی ہے تو سوزن تن عریان ہمکو

ترا یہہ خشک ہے ہر کوچہ رگ اعصا
کب اب اوس سے فیض ہو جاری ہو تنکا یہ

عجب نہین جو کرے آب نیشتر چھڑکاؤ
کری ہی آب سے اپنی کہان گہر چھڑکاؤ

عدم کی راہ ہی باریک یار و سوچ کر دیکھو
جو سمجھو زندگی کو ہیچ تو اوسکی کمر دیکھو

نہ تم رنگ مسی مین اپنے دندان جلوہ گر دیکھو
کہلی ہی نیلوفر مین موتیا تک غور کر دیکھو

گل لخت جگر ہین اک قلم تر گاں سے وابستہ
یہہ ڈالی نذر کو لایا ہو نہین تم اک نظر دیکھو

نہ چھیڑو ذکر تم اوسکے دہن کا اے نواسنجو
چمن مین قافیہ غنچو نکا ہو گا تنگ تر دیکھو

خیال لعل لب اوسکا ہی آخر اپنے کام آیا
رگ یاقوت سے ہمنے سا چاک جگر دیکھو

قطار ابر سیہ دیکھتے تم کیا ہو بگلون کی
تمہاری مانگ مین ہے جاوہ گر کیا سر بسر دیکھو

کوئی کیا خاک کہے چشم الفت ہمنشینون سے
نہ چھڑکے ہی شبنم زخم گل پر ہر سحر دیکھو

اسے ہالہ نہ سمجھو اوسکے رخ پر یکلہ کرہالا
یہ ڈوبا ہی بہنور مین آج محبت سے تمر دیکھو

کہان آحق پر ستو ہے منصور سولی پر
نہال عشق لایا ہے بانیصورت ثمر دیکھو

جدا اے ہمدمو کیجے نہ کیونکر بند اوسکا
گرہ رکہتا ہی دل مین اون لبون سے نیشکر دیکھو

تمہارے تاب رخ سے کیون ہو وے دل کی کیفیت
یہہ فانوس خیالی ہی چراغ اس مین تو ہر دیکھو

یہہ آئینہ بہی ماتم دار ہے شاید سکندر کا
جو اس صورت سے رہتا ہی ہمیشہ چشم تر دیکھو

عدم مین بہی شہیدون کا تمہارے آہ ماتم ہے
زمین سے گل نکلتے مین گریبان چاک کر دیکھو

نہین جاے تبسم غافلو یہہ گلشن ہستی
برنگ غنچہ باندہو دوش پر رخت سفر دیکھو

ہم اس صورت سے دنیا سے گئے مین چشم تر لیکر
کہ روتا ابر رحمت ہی ہماری خاک پر دیکھو

کسے ہے شادی بے غم میسر باغ دنیا مین
جبین گل پہ شبنم ہی کری ہے سر بسر دیکہو

سنو اے حضرت دل کیا نصیحت عرض کرتا ہے
کہ راہ عشق مین یہہ سود ہے اور یہہ ضرر دیکہو

طلب ہے آب حیوان کی تو اوس لب پر نظر رکہو
جو مرنے پر کمر باندہے ہی تو اوسکی کمر دیکہو

دے گزری ہی سر شمع کہین ہین جگر اسکو
پروانے سے الفت ہے قضا استقدر اسکو

اپنا دل پر داغ ہے رشک طاؤس
ہر رنگ مین دیکہون ہون بر نگ دگر اسکو

خیمہ جو نکالے ہی حباب لب دریا
ہے اپنے مگر کوچ کی ہمدم خبر اسکو

دل آہ شرر بار سے واقف نہین اپنا
صحبت ہے دم سرد سے باد سحر اسکو

جون شیشہ ساعت ہے مرا آبلہ پا
رکہتا ہون جو آلودہ گرد سفر اسکو

ہوتی ہے خلش کہ جو تری ناوک مژگان
کچہہ اندرون پر لگ گئے ہین کیا مگر اسکو

سیکہا ہی بہت طفل سرشک اب نہ نکلنا
رکہہ دامن مژگان مین تو اے چشم تر اسکو

ڈرتا ہون کہ ایسا نہو اک روز کہین یہان
لگ جاے کسی مردم بد کی نظر اسکو

مست یار کی تو چین جبین دیکہہ نصیر اب
غواص یہان کہتے ہین موج خطر اسکو

وسمہ ابرو پہ تو آج لگاتے کیون ہو
زہر مین میرے بجہائے تیغ کیون ہو

شور رفتق پا مجہکو دکہاتے کیون ہو
رفتہ رفتہ سر بازار جلاتے کیون ہو

نور دیدہ تمہین سمجہون ہو نہین اے طفل سرشک
دیکہو ہو پر مرے طوفان اٹہاتے کیون ہو

زندگی بن تری کیا خاک قمر طلعت ہو
کہکشاں کی لئی پر جبھی جو شب فرقت ہو

جو گنہگار ترا شیفتہ قامت ہو
کیوں نہ سنبرہ کف افسوس سر تربت ہو

ناتوانی کا ہی احسان کہ نا ہو نہیں ہلال
شہر میں کیوں نہ نکلنے کی مری شہرت ہو

گر دکھاؤں تجھے محراب خم ابروے یار
زاہد گوشہ نشین طاق تری طاقت ہو

تو نہ ہوا اپنے جو بیمار کے بالیں پہ نہ کیوں
آب شمشیر دم نزع اسے شربت ہو

روکشی آئینہ کرتا ہے تجھسے لیکن
میں اسی سوچ میں ہوں دیکھئے کیا صورت ہو

کیوں نہ حیران ہوں خط و خال تری رخ پر دیکھ
طوطی فارغ ہی جب ایک جگہ صحبت ہو

دیکھ لوں کھوکے کہ آنکھیں تجھی مانند حباب
بحر ہستی میں مجھے گر کوئی دم فرصت ہو

ہمسری یہہ دل صد چاک کری کس منہ سے
شانۂ زلف ترا جبکہ بدقدرت ہو

تجھسے نرگس کو عبث دعوی ہمچشمی ہے
نہ کرے سامنے آنکھیں جو ذرا غیرت ہو

مے پرستی کی نصیلو اوس گھڑی کیفیت ہے
جبکہ معشوق گل اندام ہوا ور خلوت ہو

واہ کیا خوب کہا تم نے یون تو نہ الفت سمجھو
دل گرے چاہ زنخدان نہیں تو چاہت سمجھو

ای تو حسن کو قارون کی نہ دولت سمجھو
عارضی مال ہی یہہ اسکو غنیمت سمجھو

کمر یار ہے ای ہمچو انور رگ جان
دیکھو اب اسکو نہ دو بال سے نسبت سمجھو

درد فرقت ہی بس آؤ نہ کرو مجھسے جہانجہ
یہان تلک پہنچی ہے غم سے مری نوبت سمجھو

ہے وہ نزدیک کہ دیدہ بینا پیدا
غافلو آپ سے تم دور اوسے مت سمجھو

غنچہ پہ اوس پڑ گئی یکدست صبح دم
شبنم کی دیکھہ کر تری اس سینہ بند کو

اختر نہین یہہ شبکو مری تیرآہ نے
چھلنی کیا ہے سینۂ چرخ بلند کو

منت کش طبیب ہون کسواسطے نصیر
ہے دردہی مین چین دل دردمند کو

نہین ہیوجہ کچھہ ہم اور زرگس رہین دونو
تری مارے ہوے آنکھون کے یہان ہمدرد ہین دونو

مہ و خورشید کا کیا منہ ہی جو تیری مقابل ہون
پریرو تیرے رخسارون کے آگے گرد ہین دونو

سراغ نقش پای ناقہ لیلے مین آوہشت
کہ ہم اور قیس مدت سے بیابان گرد ہین دونو

مژہ کی چشم تر پر دیکھو صاحب خس کے پردے ہین
پہر دو اب یہین کا ٹوکہ پنکھے پر ہین دونو

نہ کیون شور و فغان سنکر بہلاوہ مہ جبین روے
نصیر اس دل مین اب باہم ترا و درد ہین دونو

ڈہونڈتا پہرتا ہے جو اوس مہر عالم تاب کو
ہوگیا شاید رتوندا دیدۂ مہتاب کو

خواب راحت اوڑ گیا آنکھون سے اوس مخمل بدن
رات کیا رکہا سرہانے بالش کمخواب کو

ہوگیا ہی اندنون روپوش وہ آئینہ رو
چین کس صورت سے آوے اس دل بیتاب کو

چڑہ گیا یہہ نشہ ہمکو ساقیا دریا پہ کل
مالہ مہتاب سمجہا حلقۂ گرداب کو

سیر دکہلائے ہمین کیا عالم ناسوت کی
رکہہ کے اوس مطرب پرستے تار پر مضراب کو

تفت دل سے اشک کیلا فرگان پہ ہیرہین کہ یہہ
سوئی کے ناکے سے آتش نے نکالے آب کو

اوڑ گیا بیتابی دل دیکہہ کر وہ شعلہ رو
قائم النار اب کیا ہے پارۂ سیماب کو

جبکہ خاکستر ہوا پروانہ جلکر رات کو
شعلۂ شمع لگن دنبالہ سر رات کو

ہو سکے کس منہ سے تیری رخ سی ہمسر رات کو
چاند اک مکڑے کا جالا ہی فلک پر رات کو

تمنے یہ افشان چنے اپنے جبین پر رات کو
آنکھیں کھولا رہگئے گردون پہ اختر رات کو

کرکے تیرے رخ سے ہمچشمی فلک پر رات کو
قید رہتا ہی قمر تارے کے اندر رات کو

دیکھو مت افشان چنو اپنی جبین پر رات کو
کہا مینگے ہیری کے کنیان ماہ و اختر رات کو

کیا کہوں نین بن ترے ای ساقی پیمان شکن
حلقۂ ماتم یہان تہا دور ساغر رات کو

سو رہے دنکو نہ کیونکر زاہد خلوت نشین
آشیان سے نکلے ہی خفاش اکثر رات کو

کیون نہو رنگ مسی سے یار کے دانتونکی تاب
کر یا شب تاب چمکے ہی مقرر رات کو

خواب مین کس شعلہ خو سے تہا مین یار ہمکنار
کہل گئین آنکھین تو پایا گرم بستر رات کو

تو نہین ہوتی ہی جب سے مشعل آہ رسا
مین نہین پاتا ہون اپنا جسم لاغر رات کو

دل کی شامت ہی جو لیتے لوسۂ عارض ترا
چہپ کے جاتا ہی تہ زلف معنبر رات کو

حسن وزافروں کے شعلہ سی مجہی لگتا ہی در
چور کو پکڑی مین مہتابی سی اکثر رات کو

کاش ملجائی کہین وہ تا یہہ ہم پوچہین یضیل
دنکور رہتا ہے کہان کسجا ہے چھپکر رات کو

ق

کو بکو پہرتا ہے ہو کر مہر سر گرم تلاش
ڈہونڈتا ہے در بدر ماہ منور رات کو

تا قیامت نہ مرینگے لب جانان ہم تو
کہ سمجہتے ہین تجہے چشمۂ حیوان ہم تو

واقف اک بوسۂ رخ سے نہین جانا ہم تو
جہوٹ پر تیری اوٹہا جائینگے قرآن ہم تو

اوڑھا دے اپنے چہرہ سے اگر وہ شعور قع
بر رنگ شعلۂ فانوس دل کو بیقراری ہو

لئے ہے سوزن خار مغیلان قیس سے لیلا
نہ کیوں کر دامن صحرا پہ خاصی نجیہ کاری ہو

یہہ اب فنا کس سے جان من تو نے اوڑائی ہے
کہ پامال خرام ناز کبک کوہساری ہو

کبھی ہے زلف برہم اور کبھی وہ یاد درہم
جو کچھ ہونا ہو یارب دل کبھی تو ایک بار ہی ہو

تصور میں ترے ای خال عارض کے عجب کیا ہے
سحر سے شام تک عاشق کو کرا اختر شماری ہو

فصل اس دور میں تب سیر کرنیکی ہو کیفیت
چمن ہو جام مے ہو خیمۂ ابر بہاری ہو

رکھتا ہے اور کیا دل ناشاد آرزو
ملنے کی ہے ترے سم ایجاد آرزو

لاتی ہے کھینچ کر ترے کوچہ میں آرزو
جون نے مجھے بنالہ و فریاد آرزو

کنج قفس تو بیضۂ فولا ہو گیا
سیر چمن کی خاک ہے صیاد آرزو

پابند سر کش روش سرو میں نہیں
دارستگی کی ہے دل آزاد آرزو

صحرا نوردگان جنوں تیرے ہاتھ سے
جون گرد باد ہو گئی برباد آرزو

ثمرہ ملا نہ گلشن ہستی سے کچھ تجھے
برائی خاک یہاں تری شمشاد آرزو

تصویر اوسکی صفحۂ دل پر فصیل کھینچ
رکھتا تہا جسکے لکھنے کی بہزاد آرزو

چرخ کا نیش مہ نو سے ہے کالا بچھو
بچھوں سے ہے زمیں کے یہہ نرالا بچھو

آنکھہ اک پل نہیں سوزش سے لگتی یہہ ہاتھ
بن گیا خی میں مرے پاؤں کا چھالا بچھو

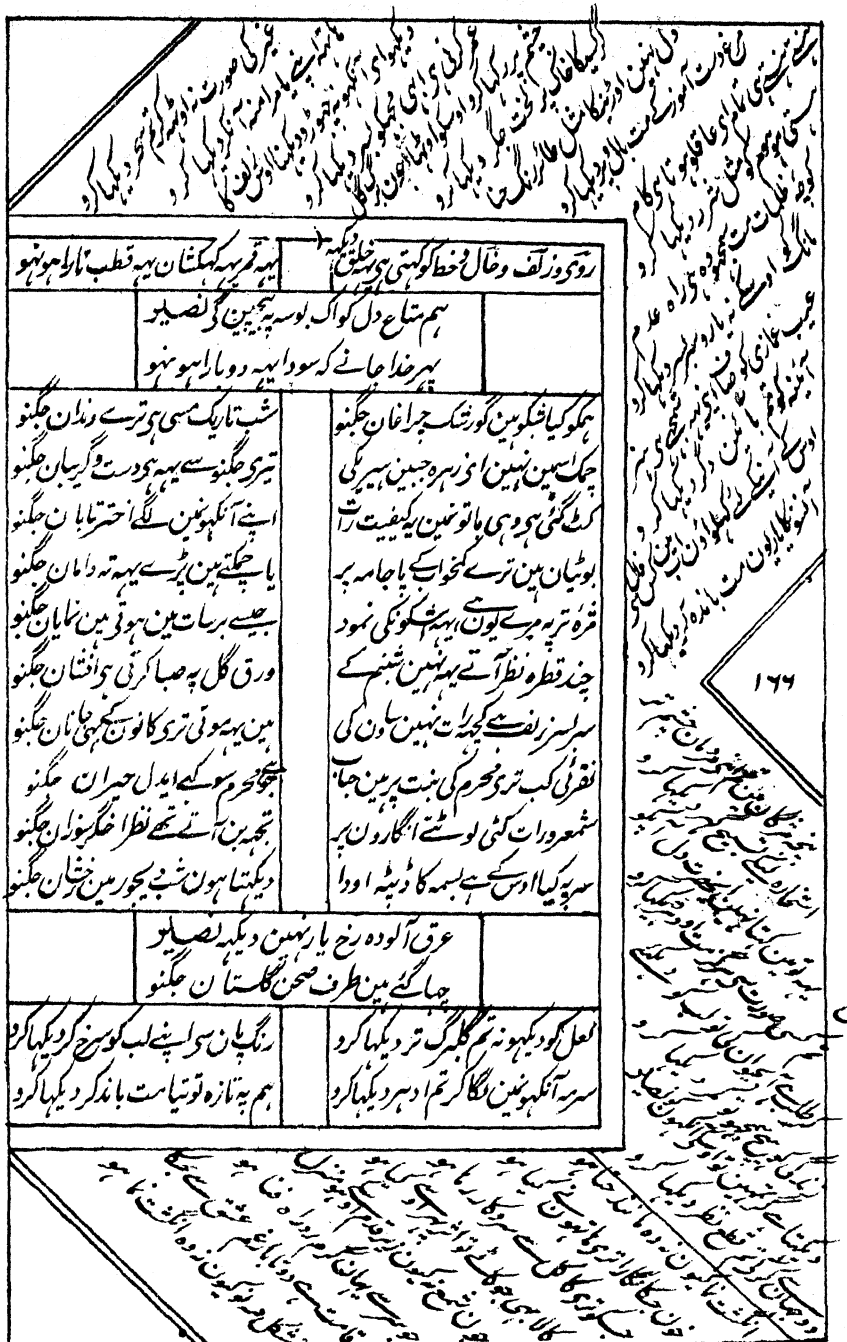

روی و زلف و خال و خط کو کہتی ہی سب خلق دیکھ
یہہ قمر یہہ کہکشان یہہ قطب تارا ہو نہو

ہم متاع دل کو اک بوسہ پہ بیچین گی نصیر
پھر خدا جانے کہ سودا یہہ دوبارا ہو نہو

ہمکو کیا شکوہ ہین گو رشک چراغان جگنو
شب تاریک مسی ہی ترے دندان جگنو

چمک اسمین نہین ای زہرہ جبین سہیر کی
تیری جگنو سے یہہ ہی دست و گریبان جگنو

کٹ گئی ہی وہی ماتو نہین یہ کیفیت رات
اپنے آنکہو نہین لگے اختر تابان جگنو

بوٹیان ہین ترے کمخواب کے یا جامہ پر
یا چمکتے ہین پڑے یہہ تہ دامان جگنو

قرہ تر یہ مرے لون سے یہہ شکونکی نمود
جیسے برسات مین ہوتی ہین نمایان جگنو

چند قطرہ نظر آتے یہہ نہین شبنم کے
ورق گل پہ صبا کرتی ہی افشان جگنو

سر بسر زلف ہے کیا رات نہین ساون کی
ہین یہہ ہوتی تری کانون سے کہی جان جگنو

نقرئی کب تری محرم کی بنت پر ہین جہاب
جو محرم سے کہے ایدل حیران جگنو

شمعورات کئی لوٹتے انگارون پر
تجھہ بن آتے تھے نظر خاکبسوزان جگنو

سر پہ کیا اوس کے ہے بسمہ کا ڈپٹہ اودا
دیکھتا ہون شب ہجور مین خرشان جگنو

عرق آلودہ رخ یار نہین دیکھہ نصیر
چھا گئے ہین طرف صحن گلستان جگنو

لعل کو دیکھو نہ تم گلبرگ تر دیکھا کرو
رنگ پان سے اپنے لب کو سرخ کر دیکھا کرو

سرمہ آنکھو نہین لگا کر تم ادہر دیکھا کرو
ہم پہ تازہ تو سیاست باندکر دیکھا کرو

مژگانکو نہر آب دے چشمون سے تو اے چشم — ا — جو ہو شجر سوختہ وہ کیونکہ ہرا ہو
کیونکر نہ اسے مزرع دنیا سے ہو حاصل — دانہ کیطرح خاک مین جو کوئی ملا ہو
تو ہمکو دکہاتا ہے مہ نو کو عبث چرخ — ناحق جو ترا شیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
ہین طالب دل محو رخ آئینہ دیوار — کعبہ کو وہ کیا سمجھے جو صورت مین رہا ہو
بے زلف نخدان کی دکہائی ہی مریجان — مارا وسکو کوی مین دو گرتم جسے چاہو
اسنے توڑ دیا ہی مجھے اوس نے جلایا — ہو خانہ خراب آنکہہ کا اور دل کا برا ہو
کہتا ہون جو کچھہ مین وہی سمجھیگا مری بات — ق — اس قاعدہ عشق سے واقف جو ہوا ہو
بے لب ہے ترا لام ہی زلف اور الف قد — نازل دل عشاق پہ کیونکر نہ بلا ہو

اس بحر مین اک اور فصیلراب وہ غزل پڑہ
رنگینی الفاظ ہو مضمون نیا ہو

اوسکا قد دلجو چمن آرا جو صبا ہو — پہر کیون کہ نہ تعظیم کو ہر سرو کہڑا ہو
جس زدہ سے روکش تری نا کف پا ہو — یکدست وہ جون آئینہ خورشید نما ہو
آگاہ نہ کیون ہو دل خون گشتہ ہی میرے — سیر نجہ ترا جبکہ ہم آغوش حنا ہو
اوس کاکل مشکین مین اولجہا ہی یہہ شانہ — کیونکر نہ بند ہی جس سے کہ سر زد یہ خطا ہو
کام وسکو ہو کیا چشمہ حیوان سے پہر خضر — بوسہ لب دلدار کا جس نے کر لیا ہو
دل کیون نہ پہر اک آنمین اوسکا گرفتار — جب یار ترے بر مین دو دامی کی قبا ہو
غنچہ کہون یا درج گہر تیرے دہن کو — عقدہ کسی صورت سے تبا کیونکہ یہ وا ہو

برنگ مردمک خانہ نشین ہون تو ہی مہر تا ہون | | رہائی تجھسے مجھکو گردش ایام کیونکر ہو

نصیرا تا توان جون نقش پا پامال حسرت ہے
میسر دیکھنا تیرا بت خود کام کیونکر ہو

کام کیون چشم کافرگان سے لیا چاہتے ہو | | کاہ سے تم کشش کاہ ربا چاہتے ہو
آپ تو زہر مین شکر کا مزا چاہتے ہو | | گالیان دیتے ہو اور ہمسے دعا چاہتے ہو
جنبش لب سے مجھے آپکے مضمون کھلا | | کچھ مرے حق مین نئی بات کہا چاہتے ہو
جان و دل صبر و خرد ہم تو تمہین دے بیٹھے | | اور کیا جی مین ہے فرمائے کیا چاہتے ہو
خاشعل سے ہو نیرار تو حاضر ہے یہ چشم | | تم اگر بیچ کے بنگلہ مین رہا چاہتے ہو
زاہدہ رشتہ تسبیح نہ ہو تم بخدا | | دل مین اوس بت کے اگر راہ کیا چاہتے ہو
نخل مژگان شنے نہ کاوش کرو مضطر تک | | جسکے سایہ مین پلو اوسکا برا چاہتے ہو
دوستو دل کا لگانا ہے نہایت ہی برا | | آؤ جانے دو اگر اپنا بھلا چاہتے ہو
فرصت اکدم کی ہی اے غافلو مانند حباب | | بحر ہستی مین عبث نشو و نما چاہتے ہو
کیون نہو زلف کو سر رشتہ الفت تم سے | | تم ہی تو حضرت دل اسکو بلا چاہتے ہو
وجہ معلوم تو ہو چین بجبین ہونے کی | | سچ کہو جی مین ہے کیا کس سے لڑا چاہتے ہو
کیون نہ ہم آپکا آئینہ رخ منہ دیکھین | ق | تم ہی تو دل سے بائین صفا چاہتے ہو
ہم بھی ہمدرد ہین کیون ہمسے کرتے ہو تم | | صاف کہدو کہین کچھ منہ سے کہا چاہتے ہو
رنگ چہرہ کا یہہ ہیو جہ نہین زرد نصیر | | یا ہو رنجور کسی شخص کو یا چاہتے ہو

رشک گل کو مرے گھر تک تو مرے پہونچا دے — وہ ابھی راہ مین ہی جلد اوسے لالے تو

ترک چشم بت کافر نے تو مجروح کیا — نیزہ بازی نہ دکھا سر مرے کے دبالے تو

بوسہ مانگا لب شیرین کا تو کیا قہر ہوا — ایسا حلوا بھی نہین ہون جو مجھے کھالے تو

پر پروانہ سے شب بزم مین کہتی تھی یہ شمع — گر یہ خواہ ہمارا ہے تو پنکھا لے تو

ہالہ چشم مین آتا ہے وہ اے مرہم چشم — بند اب کے کہین اس گھر کی در آجالے تو

طاق ابرو مین تاک اس شیشۂ دل کو رکھدے — جھومتا جاتا ہے اے مرے متوالے تو

بات یہہ خانہ خرابی کی ہے خاموش فصیح
زور اوس کے پہ وارنہ کرنا لے تو

روز و شب یار کے چتون نہین کیون نام کو تو — اے زبان منہ مین ہی ہے مرے کس کام کو تو

زلف کو کھول کے کوٹھے پہ چڑھ شام کو تو — جانور لین ہین بسیرا نہ بچھا دام کو تو

ہستی اے آدم خاکی ہے تری نقش بر آب — جون حباب آنکھ نہ کھول اپنی کہ ہے نام کو تو

دیکھہ لین زلف و رخ یار تو اے شیخ ابھی — برہمن کفر کو دے چھوڑ اور اسلام کو تو

چرخ مین آپ مین پریہہ فلک سے ایدل — اس مین ڈھونڈے سے کہان گوشۂ آرام کو تو

مجھکو بن اوسکی چمن مین عبث اے فصل بہار — غنچہ و گل کے کہاتی ہے خم و جام کو تو

کم مین کیا ماہی دریا تری تن پر یہہ خلش — تو بھی رکھتی ہے ہوا درم و دام کو تو

دانہ سان ماتہہ سے خلق اسکے پسی جاتی ہے — آسیا جان لا گردش ایام کو تو

غزل اس بحر مین تحریر کر اے ولی فصیح — سیکھہ طرز سخن سعدی و خیام کو تو

تم روی عرقناک سے کاکل کو ملا دو
ناگن ہے یہ پیاسی تم اسے اوس چٹا دو

غنچون کو چمن مین دہن اپنا یہ دکھا دو
کچھ ٹال نہین چٹکیون مین انکو اوڑا دو

نم بھر ہو مین جس ہون ٹہکا نی سی لگا دو
اے آنسوؤ کو چہ کیطرف اوسکی بہا دو

غصہ مین ہو اپر ہے نہ داغ اوسکو دکہا دو
آندہی مین تم انحضرت دل آگ دبا دو

بگلون کی قطار ابر مین دیکہی نہین مینے
دندان مسی یہ ذرا ہنس کے دکہا دو

مدت ہوی مین کنج قفس مین ہون پڑا تپتا
مرغان ہم آواز ٹک آواز سنا دو

اے آنکہو اجازت ندو اشکون کو شرفناک
سونیرے ڈبانے کو تو پانی نہ چڑہا دو

جاتے تو ہو آنیکا پر اقرار تو کیجے
مگر منہ سے نہین ہو لئے گردن ہی ہلا دو

اس دل سے الجہتی ہین ہم آپکی زلفین
شانہ سے کہو یا تمہین جہگڑا ابہی چکا دو

صورت تو مرے گرچہ وہ بیزار ہی لیکن
یارو مرے نقشہ کو کسی ڈب سے جا دو

ہم جنس کو ہم جنس سے ہوتی ہی محبت
دیوار سے اوسکے مری تصویر لگا دو

لوتکو مبارک ہو وہ آتا ہی نصیر آج
جہاڑو کہین بلکون سے بآئین صفا دو

ق

گر فرش کلیم آپکے گہر مین نہین مشفق
تو آنکہین ہی پاؤن کے تلے اوسکے بچہا دو

بہار جسن کب جاتی ہی خطر رخسار پر رکہو
نگہبانی کو کانٹے باغ کی دیوار پر رکہو

سوا ے ہے تمہین مجنون صحرا گرد سی الفت
ذرا کان آہو ون بخیر کی جہنکار پر رکہو

بنایا جنیکا تار ہے اسکو تپ غم نے
ذرا انگشت نبض عاشق بیمار پر رکہو

ردیف کے غزلیں

کھول اپنی زلف کو دلکو مرے آرام دو
برسر گور غریبان ہو نے تک شام دو

منہ سے میرے خم لگا دے ساقیا اس بزم مین
مجھسے دریا نوش کو کیا سونگے پیمانہ جام دو

بیتابی دل کسطرح یار و ہماری دور ہو
کشتہ اگر سیماب ہو تو بیقراری دور ہو

چہرہ سے اوسکے زلف ٹک گر یکبارگی دور ہو
شہرت مہ شب گرد کی جتنی ہے ساری دور ہو

ہے قطرہ افشان دمبدم اس پیر چین عرق
شمشیر ابرو کی تری کیا آبداری دور ہو

اوس کے در دندان کا ہی انکو تصور روز و شب
ای مرد مان چشمون سے کب یہہ شکباری دور ہو

شانہ سے چوٹی یار کی اوجھی ہے اوسنے کہا
کیون مار کہایا چاہے ہی شامت کی ماری دور ہو

کرتے تو ہو تم حسن پر اپنے گھمنڈ ای گلرخان
ایسا نہو یہہ عارضی دولت تمہاری دور ہو

کسطرح سے پھر خاک ہون وحشن ضمیر اس صفت
گردن سے ان کے تو ذرا ای خاکساری دور ہو

نزدیک اوس کے ای نصیر اسواسطے جاتا نہین
ڈر ہی نہ جھنجلا کر کہین وہ ایکباری دور ہو

دل مین ہے ہار کی نہ حمایل کی آرزو
باہین گلے مین ڈالنے ہی دل کی آرزو

کب بکو بحر عشق ہو پہنچے دہی دہان تلک
ہے ہکو بوسہ لب ساحل کی آرزو

مجنون کو لائی دامن صحرا سی گیر کر
لیلی کے چاک پردہ محمل کی آرزو

اب در پہ اوس کے جام گدائی لئے پھرون
یکچند ہے یہی مہ کامل کی آرزو

بیٹھے ہین کوئے یار مین جون شکل نقش پا
اونکو نہین ہی قطع منازل کی آرزو

واشد بر نگ غنچہ ہو کیا باغ دہر مین
نکلی نہین نصیر کے اب دل کی آرزو

چشم آئینہ دل صاف جب ہو نصیر ۔
عرش کے برج کب آتے ہین نظر تین سے ساٹھ

پروین تو ہے اے رشک قمر نور کا جوشہ
مین تاک کے کیونکر کہون انگور کا خوشہ

اللہ رے کیا حسن کی گرمی ہے خبردار
تجھ لے بنے میرے لب حور کا خوشہ

جھلکے کو ترے کان مین دل یکہ کہے ہی
ہے گلشن حسن بت مغرور کا خوشہ

ہر آبلہ وزد نہین دل کی مرے گردہ
لایا ہون ترے ندر کو کافور کا خوشہ

قطرے ترے ابرو پہ عرق کے ہین کی رجحہ
آہو کی ہے یا شاخ مین بلور کا خوشہ

تو بے ثمر آہ دل عاشق کو سمجھہ مت
جز شعلہ نہین ہے شجر طور کا خوشہ

زیب تن ہی خاکہ کو سے یار حم کرتہ بتہ
ہم گدا کیا دلق پہنین سکے اسپر تہ بتہ

شب نہین اختر مشبک خیمہ افلاک سے
تیر آہ عاشقان پہوٹے ہین بکتر تہ بتہ

وہ فرہ دل اور جگر کے یون ہے اب پر دیکہ مار
ڈوب کر کرتی ہے سوزن جسطرح گہر تہ بتہ

خون سو کشتون کے اپنے دست و پا یکدست لگ
کیون حنا لگوائی ہے تو اے ستمگر تہ بتہ

بے ثباتی باغ مین غنچون نے گل کی دیکہکر
دوش پر رخت سفر باندہا ہے کس کر تہ بتہ

بستر گل پر سوئے غیر کو جب لیکے ساتہہ
کیون نہ مین لوٹون بچہا کر آہ اخگر تہ بتہ

گاہ رخ پر ہے کبھی دامن پہ یون اشک روان
بیٹہتا پہرتا ہے بہو کا جون کبوتر تہ بتہ

دیکہدی پرخور کے اس چرخ طلسم سانے
کیا چڑہا کے ہین ورق سونے کے لیکر تہ بتہ

گر قدم رنجہ کرو یہانتک تو پہر اشکون سے ہم
آپکی خاطر بچہائین فرش گوہر تہ بتہ

مژگان نہ دہر سکے مری لخت جگر پہ ہاتھ
رکھہ تو ہی طفل اشک یہاں درشر پہ ہاتھ

مستانہ وار اینڈکے انگڑائی تم نہ لو
ماریگی شاخ تاک چمن اپنے سر پہ ہاتھ

خط اپنے پشت لب پہ نہ رکھو کہ فوج مور
ایسا نہو کہ ڈالدے تنگ فلک پہ ہاتھ

دل اوس کے یوں ہے پنجۂ مژگان میں جسطرح
صیاد کا پڑے ہی کہیں جانور پہ ہاتھ

اے مردمان بہر نوح کی طوفان کا ہی ہوا
مژگان عبث رکھے ہو مری چشم تر پہ ہاتھ

تیغ نگاہ یار سے ہوتا ہے دل دو نیم
گر رو کتا نہ داغ جگر کے سپر پہ ہاتھ

دامن کی تیری وہ ہی قیامت جہلک کہ مہر
لایا ہی چاک کرنیکو جیب سحر پہ ہاتھ

سونا تو ساتھہ سیم تنون کی کہاں نصیب
ہو جائے زر بہی خاک جو ڈالو زمین پہ ہاتھہ

دربان نے بیٹھنے نہ دیا مثل نقش پا
آخر اوٹھے ہی جہاں کے ہم اوس در پہ ہاتھ

ق

ایدل عجب نہیں ہی اگر سایہ ڈالدے
مار سیاہ زلف بت سیمبر پہ ہاتھہ

پرچہیڑنا محال ہے بالیکی گونج کا
عصفر کے رکھہ سکے کوئی کیا نیشتر پہ ہاتھہ

مین دیکھتا تہا خواب مین شبکو کہ ہو مرا
پستان رشک خوبیٔ عشوہ گر پہ ہاتھہ

قسمت تو دیکھو کہل گئی جب آنکھہ ہمدمو
آیا نظر انار کے شاخ ثمر پہ ہاتھہ

آیا نظر جو حلقۂ ناف اوسکا وقت غسل
ڈر کر رکہا جناب نے کیا چشم تر پہ ہاتھہ

غواص بحر کی بہی ہی چکر مین عقل دیکھہ
توہی لگا شناور دل اس بہنور پہ ہاتھہ

مین نے جو خط لکہا اوسے خط شکستہ سے
مارا ہے خط کو بہیک سر نامہ بر پہ ہاتھہ

خوف تموز مہر قیامت نکر نصیر
ہو ویگا پنجتن کا دو عالم کے سر پہ ہاتھہ

رکھا پتنگ نے میدان عشق مین جون قدم
سنان نیزہ شمع لگن بنا شعلہ

رہی نہ طور پہ موسیٰ کو تاب نظارہ
ہوا جو حقکی تجلی کا رونما شعلہ

مے دو آتشہ تو لے پھری ہی کیا ہی عجب
دہان شیشہ سے نکلے جو ساقیا شعلہ

کری جو موج دخان کام تازیانہ کا
سمند برق نمط ہو چراغ یا شعلہ

دل اپنا کیون نہو ممنون دستگیری آہ
کہ آگ مین بہی سمندر کا ہی عصا شعلہ

سر مزار جگر تفتگان گزر مت کر
ہنوز عشق کی آتش کا ہی بپا شعلہ

پس از فنا نہ مری استخوان سوختہ کہا
اوٹھے گا دل سے تری دیکہہ ای ہما شعلہ

ق

تم اپنے رخکے تو ہو مایل نظارہ عکس
جو آئینہ مین دکہاتا ہی برملا شعلہ

مری ہی اشک مین پرہی خواص و غن نفت
کرے ہے جو بحر مین پیدا ہو جا بجا شعلہ

ق

پڑا ہی عکس یہہ کس شعرو کا دریا مین
جو آب مین بہی ابہی ہی طلسم کا شعلہ

شباب نے برمین تن مین صورت فانوس
دکہائی ہے مجہے ہر ایک بلبلا شعلہ

تو اپنے نالہ پہ مت بہول چپکے بیٹہے رہ
برے عشق مجازی یہہ ہے سیا شعلہ

جلا ہی دیگا ترے آشیانکو اے بلبل
چمن مین آتش گل کا اگر اٹہا شعلہ

ق

کر اختیار جہانمین نصیر شیوہ عجز
سر غرور سے کیا تو اگر بنا شعلہ

فتادگان فروتن سے ڈرتے ہین سرکش
سوائے خاک کسی سے نہین دبا شعلہ

شراب عشق سے دل کا مری معمور ہر شیشہ
برنگ ساغر خورشید یہہ پر نور ہے شیشہ

اگ قلم محو ہو جی سے مرے تا حرف دوئی
مے وحدت کا پلا ساقی کو تر شیشہ

جان من دیکھہ لگایا ہے یہہ عینا بازار
ہمنے ہر آبلہ دل کو بنا کر شیشہ

یہہ حباب مے گلرنگ نہین زیب گلو
تکمہ لعل ہے باندھے ہوے ہے بر شیشہ

شعلۂ آہ جگر سوز جو نکلے ہے سدا
آتشی ہے مری دل کا یہ پیر شیشہ

ساقیا یہہ بھی لکھیگا کوئی ساقی نامہ
موج صہبا سے بناتا ہے جو سطر شیشہ

پوچھتا کیا ہے غم دوری جانان مین نصیر
ہے کہان پاس مرے بادہ و غر شیشہ

چشم مین بہر کے ان آنکھونکو مین پیچا تا ہون
شیشہ مے سے مجھے ہے یہی بہتر شیشہ

دل کا اس داغ سے داغی نہ سمجھہ تو شیشہ
سر بمحراب رکھا ہی تہہ پہلو شیشہ

آنکھہ کیہہ تجھسے لڑاتا ہے پریرو شیشہ
موج صہبا سے جو بہر کا سے ہے ابرو شیشہ

ابر ہے باغ ہے اور عالم کیفیت ہے
ساقیا بادہ گلرنگ سے بہر تو شیشہ

شور قلقل نہین اے سر خرامان تجھ بن
روش فاختہ کرتا ہے یہہ کو کو شیشہ

اوٹھہ گیا جام تو محفل سے تہی کر پہلو
دیکھئے بیٹھے ہی اب کونسے پہلو شیشہ

منہ لگانے سے ہوا ہی یہہ مصاحب اتنا
کیونکہ زانو سے بہر بیٹھے ہی زانو شیشہ

چشم میگون کے تصور مین سدا لیلی کے
وقت مین قیس کے تہا دیدۂ آہو شیشہ

کرنے سکھلائی ہی یہہ بادہ پرستی کی چال
لیکے جاتا ہی کہان ہاتھہ مین گلرو شیشہ

سامنے موج لئے پھرتی ہے مینائے حباب
روشنی ناز سے رکھا ہی لب جو شیشہ

لیکے مژگان کے علم دیدہ و دانستہ نصیر
کشور عشق مین ڈالے ہے لڑائی دیدہ

جیسے کہ تہ خاک سکندر کی لگی آنکھ
پتہرا کے نہ آئینہ شش در کی لگی آنکھ

اوس زلف سے کیا اس دل مضطر کی لگی آنکھ
رہتی ہے بہور ہی سے شناور کو لگی آنکھ

جس ڈور سے کہ خط ہمنے نہ قاصد کو دیا تہا
سو وہ ہی ہوا اوس سے کبوتر کی لگی آنکھ

جان بر کوئی دم تجہہ سے ہون کیا خنجر قاتل
خونخوار تری حلقہ جوہر کی لگی آنکھ

کہتے ہین جسے شاعر صہبائے حقیقت
سو اہل نظر ساقی کوثر کی لگی آنکھ

دیکہا ہے ترے تکمہ الماس کو شاید
تا صبح نہین شام سے اختر کی لگی آنکھ

آنکھین تری مشتاق کی شب لگ گئین جب سے
کوٹھے پہ جو تجھ سے مہ انور کی لگی آنکھ

تو برقع مینا مین ہے کیونکر یہہ نہ تا کے
ہے دختر رز تجھ سے تو ساغر کی لگی آنکھ

دیکہا جو ترے رشک چمن کچھ تو اک پل
داغ جگر لالہ احمر کی لگی آنکھ

حق مین دل سودا زدہ کے حلقہ زنجیر
اوس حلقہ گیسوی معنبر کی لگی آنکھ

زلف اوسکی بلا ہے کوئی جو خوف کے مارے
کہسار کے دامن مین نہ اژدر کی لگی آنکھ

ق

ہے منزل گم کردہ اسلام جو میدین
سو راہ نما اونکو پیمبر کی لگی آنکھ

ہم کیونکہ کہین پشت پہ تہی مہر نبوت
تائید کو تہی خالق اکبر کی لگی آنکھ

ہر شعر مین باندہے ہر نصیر آنکہ دہ تو نے
آہو کی یہان جسکو نہ دلبر کی لگی آنکھ

محفل مین غرض آج جو دیکہا تو جہکنے
آگے ترے ہر ایک سخنور کی لگی آنکھ

ہے برس گانشہ آج کس غنچہ دہن کے باغ مین
جو صبا تار رگ گل مین ہی شبنم کی گرہ

واہنین ہونیکی مردم نیچہ قرگان سے تہی
تر نظر آتی ہے اتنک دیدۂ نم کی گرہ

دست محرم کو ہی محرم تک تری ہی دسترس
کسکی چہاتی ہی جو کہولے بند محرم کی گرہ

تجہہ بن اسے ہمدم ہمارا کون ہے مسازے
دشمن ہستی لسان شیشہ ہے دم کی گرہ

دل نے کہایا دیکہتے ہی پہر سر نو بیتاب
کہولکر جوڑیکی اوس نے جبکہ محکم کی گرہ

اوس سے چشمے کا نہین سر رشتۂ الفت نصیر
ہنسنے والہوتی نہین دیکہی ہے شبنم کی گرہ

غنچہ کی کہولے ناخن موج صبا گرہ
ہیہات میرے دلکی نہو تجہہ سے وا گرہ

کب چہوڑتا ہون وعدہ فراموش تجہکو آج
جب تک کے تو ندے سر بند قبا گرہ

ہے اوس سے چشم عقدہ کشائی عبث کہ اب
چرخ کبود سے ہے بے تا بپا گرہ

دریا دلون کی خاک کسی سے نظر ہی صاف
چشم صدف مین ہی گہرے بہا گرہ

اپنا کبوتر ایک گرہ باز ہے یہہ اشک
چہتری پہ جو شرہ کی کری ہے سدا گرہ

آگے نہین ہی تیرے ذرا تاب گفتگو
لکنت سے ہی زبان پہ مرے مدعا گرہ

رہ کہتے نہین ہین بحر جہان مین حباب وار
دل مین کسی کے ساتہہ یہہ اہل فنا گرہ

جوڑا و بال گردن عشاق ہے ترا
لائی ہے سر پہ از سر نو پہر بلا گرہ

حیران برنگ غنچہ تصویر ہون نصیر
کہولین گے میرے حضرت مشکلکشا گرہ

شمع کس منہ سے یہہ کہتی ہے کہ یاں میسر ہوا — کون دل سوختہ ہی یہاں ہمسفر پروانہ
آگ سر رشتۂ الفت کو ترے لگجاوے — کر نہ لی آہ جلا کر جگر پروانہ

ناوک عشق سے یہہ کیونکہ نہ روکش ہو فصیلیو
شمع کا داغ جگر ہے سپر پروانہ

تک دیکھو ادہر چشم ترحم سے زیادہ — تا چشم ہو بوسہ کی ہمیں تم سے زیادہ
ہر خال کی جب ہو چمک انجم سے زیادہ — پھر حسن میں کس منہ سے ہو تم سے زیادہ
کس بات کی ہو چشم ہمیں تم سے زیادہ — دیکھا نہ کبھی چشم ترحم سے زیادہ
رہنے دو کوئی دم گل خنداں کو چمن میں — بجلی کا نہ لو کام تبسم سے زیادہ
اے ابر ثمرہ ابتو برسنے سے اوٹھا تا تہہ — دامن کا مرے پاٹ ہی قلزم سے زیادہ
تک کھولکے موتی شکن زلف میں کھلا — آرائش شب تا کہ ہو انجم سے زیادہ
جون غنچہ مرا منہ نہ صبا چیر کے کھلوا — ہے لطف خموشی میں تکلم سے زیادہ
گلپوش نہو تا یہہ مری آہ فلک تک — ہو مشتعل اب آتش ہیزم سے زیادہ
کیوں چشم میں دلکو نہ رکھوں اپنے کہ بہتر — جا کوئی فلاطون کے نہیں جم سے زیادہ
وہ چین جبیں موجۂ طوفان سے نہیں کم — دل کیوں نہ ڈرے اوسکے تلاطم سے زیادہ
کیا بوسہ رخ لون کہ یہہ بالے کی تری گوج — ہے نیش زنی میں مجھے گندم سے زیادہ
کیوں در پے کشتن ہی تو اے فکر معیشت — سینہ تو مرا چاک ہے گندم سے زیادہ
خونریزی عالم سے ترے چشم کو ہی کام — ڈرتا ہو نہیں اس قاتل مردم سے زیادہ

دیکھہ کر کیفیت خشت در میخانہ خاک
دیدۂ میکش مین ہو تو قیر پشت آئینہ

پیکر تصویر کو دیکھا نہ رو گردان کبھی
ہون سلیمان قایل تسخیر پشت آئینہ

پشت دست یار کہتے ہین جو لعل جان جہان
کیا زبان پر لائین وہ تقریر پشت آئینہ

سینۂ پر نور تیرا لوح سیمین ہی یہان
تو ہی کہہ کس منہ سے ہو تشہیر پشت آئینہ

خاکساری کیمیا ہی دیکھہ اک انصاف سے
زنگ قلعی خاک ہے اکسیر پشت آئینہ

زاہدا صورت پرستی حق پرستی کی ہی وجہ
ہم کرین کس شکل سے تکفیر پشت آئینہ

فردا باطل کیطرح سے صاف فرع القلم
کیون نہو یہہ فرد بے تحریر پشت آئینہ

چشم بینا کر کے پیدا دیکھیے صورت ای نصیر
صاف کہتا ہون نہین تقصیر پشت آئینہ

نہ منہ لگا اسے کیا ہے لگا آئینہ
ہے سادہ لوح ہی پہ مرا آئینہ

جو دیکھے اوس گل رخ کی بہار آئینہ
تو ہر روش سے گلے کا ہو ہار آئینہ

کرت ہے رخ ہی تری روکشی یہہ منہ دیکھو
غرق بحر خجالت ہے یار آئینہ

نہین ملے ہے یہہ ہو جہ اپنے منہ پر خاک
سمجھتا آپکو ہے خاکسار آئینہ

سمجھے ہے ہیچ مین جو صاف شکل ہستی کو
نظر مین اون کے ہے لوح مزار آئینہ

خطاب کیونکہ نہ اسکا ہو روشن الدولہ
کہ تجھسے ہے شہ خوبان دوچار آئینہ

چمک رہا ہے عروسان باغ کا جوبن
دکھاوے صبحدم اسے آبشار آئینہ

بچشم اہل صفا اسکی کہل گئی قلعی
عجب نہین ہے جو ہو شہر سار آئینہ

داغ جگر ہے آبلہ دل کے متصل
ساقی بجا ہے گرچہ ہو شیشہ کے جام سا تھہ

پڑھتا ہون دم کے آمد و شد مین نماز عشق
زاہدا اگرون ہون رکوع و قیام سا تھہ

ابرو ے یار دیکھہ نہ کس وجہ عید ہو
لایا ہے قرہ عید کا ماہ صیام سا تھہ

دلکو ڈبویا دیدہ و دانستہ چشم نے
اک آشنا ہی وقت پہ آیا نہ کام سا تھہ

لیلی الم نشرح بچشم حقیقت ذرا تو دیکھہ
آنسو کہان ہے دل کے مرے

یعنے کہ تیرے عشق مین مجنون ہوا ہے دل
طفلان سنگ راہ کا ہے ازدہام سا تھہ

تسبیح کے تو پیچ مین آنا نہ اے نصیر
زاہد تو مکر کا لئے پھرتا ہے دام سا تھہ

یہہ مہ و خور در تنور آسمان سوختہ
گرد اک آبی ہے اور دیگر ہے ان سوختہ

آخرش تاج زر آلودہ ہوا سر کا وبال
رات کہتی تھی ہو گریان شمع جان سوختہ

عشق کی آتش شرارت کی بجھوڑی ہمسے پاون
بل کوئی جاتا ہی مثل ریسمان سوختہ

لگ رہی ہے آگ دلمین کر مدد ای چشم تر
دیدہ و دانستہ دیکھے ہے مکان سوختہ

دیکھکر کہتا ہے وہ عاشق کا دشت غم اگر
شاخ گل ہی یا ہی چوب گلستان سوختہ

گہر جلا دیکھے تماشا بوالہوس کب ہے نصیر
یہہ ہمین ہین اے میان اک خانمان سوختہ

ابرو سے اوسکے دیکھہ نہ یہہ دل لگا گناہ
قبلہ کی سمت پاون کرے ہے بڑا گناہ

چھیڑا ہے مین نے کاکل مشکین تیرے کب
بیوجہ مت الجھہ کہ مری کچھہ خطا گناہ

کب اوٹھاتا ہے وہ خون عاشق بسمل کے ہاتھ
رشک شاخ گل ہی ہے یک قلم قاتل کے ہاتھ

دیکھ کر صورت مری سیماب کے اوڑ تے ہین ہوش
سخت بیچینی ہی ہے ارباب اضطراب دل کے ہاتھ

چہرہ پردازی کری آغازی خط کر کبھی
آئینہ ہو فرد باطل اوس مکمل کے ہاتھ

خاک ہے اس دور مین کیفیت ساغر کشی
آبرو اپنی ہے ساقی بردریا دل کے ہاتھ

بیعت دست سبو کیا کیجئے پیر مغان
یکقلم مین ہم تو اب اوٹھ شاہد محفل کے ہاتھ

گر دکھا دیجے کبھی ملغیانی سیل سرشک
موج دریا ہوں جاوے مازیاں پل کے ہاتھ

بے تصور یار کے یون چشم لگتی ہے نصیر
کاسۂ خالی ہو جیسے مردم سائل کے ہاتھ

۱۸۱

گہات چوری کی جو لی تو نے اوڑا ہاتھون ہاتھ
باندہ دونگا تجھے اے دزد حنا ہاتھون ہاتھ

ساغر گل تو ٹپک دی ہی چمن مین بلبل
خط اوسے ڈاک مین پہونچی ہی مرا ہاتھون ہاتھ

شانہ سان اس دل صد چاک کو تا دست بہے
یار کے زلف سے سودا نہ بنا ہاتھون ہاتھ

سور آئینہ نہین خاک صفا کیسون مین
فرد باطل ہو یہہ پہرتا ہی سدا ہاتھون ہاتھ

دل سی ہم معتقد پیر مغان ہین اے شیخ
بیعت دست سبو کیجے گا ہاتھون ہاتھ

کیا شہید و نکا ترے قتل ہی چمن مین کہ نسیم
لگی سیپارہ و گل کہولنے آہاتھون ہاتھ

گنجفہ کاہی ورق پاس فلک کے خورشید
اس سے بازی نہ کوئی جیت سکا ہاتھون ہاتھ

دستگران یہہ نہین جنس گرانمایہ دل
اس کا سودا کہین کیونکر ہو بھلا ہاتھون ہاتھ

ہاتھہ سی دست جنون کو تو سدا ہنے نصیر
نہ گریبان کو میہات سیا ہاتھون ہاتھ

یہہ بھی لکھا نصیب کا جو اوس نے لیکے خط
قاصد ترے قلم ہی کے بید رنگ ہاتھہ

مدت سے ہو تصور خط اوسکا چشم مین
ساقی بڑھا ہاتھون کیون نکر لیے جام رنگ ہاتھہ

یارب عجیب نہین ہو کہ شام و سحر ملون
مین زندگی سے ہو کے نہایت تنگ ہاتھہ

آتا ہی پشت غار بلورین کو دیکھہ رشک
ہو جی پہ اوسکے پشت تلک سنگ ہاتھہ

ہم میری غزل نہ لکھین کیونکہ اے نصیر
آیا ہے لو بنو گل مضمون کا رنگ ہاتھہ

آنکھون پہ میرے رکھدی بت شوخ و شنگ ہاتھہ
کونین سے اٹھا ہاتھون مین تا بید رنگ ہاتھہ

چھوڑا کہ پھرے پہ پھر کے ہی خانہ جنگ ہاتھہ
تھا یہہ چھڑا لے پھنک کے تجھے دے اڑنگ ہاتھہ

اس دانۂ اردل سے ہو سو ہو کے تنگ ہاتھہ
چیتے تری ہی ہون گے لگے گا ملنگ ہاتھہ

کیا معجزہ ہے کہ مژگان کا بن گیا
وہ ہاتھہ تھا جو پہلے زمرد کے رنگ ہاتھہ

شط عیسیٰ عشق مین کیا تو لگائے گا
میری طرح شناور دریاے گنگ ہاتھہ

تو کس لیے یہہ پہنے ہی سمن عقیق کی
نازک بدن بنائے ہی کیون ابنا سنگ ہاتھہ

پاؤن کا کیا لے ہو ہمارا یہہ طفل اشک
مژگان کا چھوڑ دی ہے بوقت شلنگ ہاتھہ

تصویر گر کبھی تری دیکھین تو یک قلم
کاٹین ہم مصور چین و فرنگ ہاتھہ

گو آہوان دشت نے تعلیم لی ولے
آیا نہ چشم یار کے شوخی کا ڈھنگ ہاتھہ

جان مہم نکل ہی چلی تھی بدن سے آہ
سینہ پہ ہم نہ رکھتے جو کہا کر خدنگ ہاتھہ

وہ ابرو مژہ مین دلا مستعد بہ جنگ
رکھہ مت بغل مین تو دم تیغ و تفنگ ہاتھہ

سو ٹکڑے کر کے جیب کے جون گل دکھا سکے
اے نشہ ظہور جنون کے ترنگ ہاتھہ

بیعت دست سبو ہمنے بھی کی پیر مغان
ہمسری کرکے ہوی ہے، شرو تر سے مری
زاہدا تیری طرح کرکے زمین پر سجدہ
بندہ عشق ہون اے حلقہ بگوش تسبیح

ق

مے سے سجادہ کیا آخر کار آلودہ
آب خجلت مین رگ ابر بہار آلودہ
مین جبیں کون نہین رکھتا ہون غبار آلودہ
دل ہے تا ہم مرادست نگار آلودہ

اس زمین مین غزل اک اور بھی لکھہ اب کہ نصیر
ہے سیاہی سے زبان کلک کی یار آلودہ

خاک سے دیکھہ مرا چشم نگار آلودہ
سرخی پان سے جو دیکھا لب یار آلودہ
طرفہ العین مین ہون سر بگریبان نرگس
سانپ چھاتی پہ مرے کیونکہ نہ لوٹے کردان
خوبرو صاف ہین ہر چند بظاہر لیکن
مہ جبین ہے تیرے رو سے عرق ناک پہ زلف
شمع سر و چراغان کا تماشا مت دیکھہ
حیف ایک روز ہی تو چشم سے خونناب
اور اشکون سے تن شمع بدلسوزی راست

ق

چشم قاتل ہوی سرمہ سے غبار آلودہ
چھڑ گئی شیخی گلبرگ بہار آلودہ
دیکھہ گلشن مین تری چشم خمار آلودہ
عرق سینہ سے پہولونکا ہے ہار آلودہ
دل تو جون شیشہ ساعت ہی غبار آلودہ
یا ستارون سے ہے دنکو شب تار آلودہ
ہم بھی داغون سے رکھین ہین تن زار آلودہ
نہ کرے دامن مژگان کو نگار آلودہ
تری عاشق سے ہو یالہن مزار آلودہ

چشم دل اپنی نہ بیدار ہوی حیف نصیر
خواب غفلت مین رہے لیل و نہار آلودہ

صفائی چہرۂ انور کی دیکھکر کے دہین
خجل ہو آئینہ یہی آب آب ہوتا ہے

غلمان نہ لکہہ سکے نہ تجھے حور لکہہ سکو
کس منہ سے خط یہ عاشق رنجور لکہہ سکے

مانے ہے دیکھکر مجھے مانے چین یہان
نقشہ تراوہ کب بت مغرور لکہہ سکے

یکدست اوٹہہ گیا ہو مریجان اختیار
احوال کیا تجھے کوئی مجبور لکہہ سکے

سہرجب تلک کہ ہو نہ قلم حق ہے تو کرے
کیا سرگذشت حضرت منصور لکہہ سکے

یارب کہین وصال ہوا ہو کہین وصال
خط اوسکو تا کجا کوئی مہجور لکہہ سکے

مژگان کے جب تلک نہ بناوے قلم یہان
کب وصف چشم کو ترے مخمور لکہہ سکے

دار الشفائے وصل مین غیر از طبیب عشق
کیا کوئی نسخۂ دل رنجور لکہہ سکے

القاب جانے کیا کوئی اوشاہ حسن کا
عاشق اگرچہ ہو تو بدستور لکہہ سکے

قاصد اوسے نصیر کیجانب سے کہیو یہہ
جب لکہو راز دل جو تو دستور لکہہ سکے

ہوی جو عشق سے کچہہ بڑہ کے گفتگو دل کی
تو چشم آبلے نے رکہہ لی آبرو دل کی

سوائے تر نہین آتا ہے سیم بر بر مین
خدا کرے کہین برآئے آرزو دل کی

مدام جرعہ کشونکو شراب الفت سے
یہہ جام داغ کفایت ہی اندسبو دل کی

عبث او الجہتی ہے اے زلف تو کہ شانہ سے
لگے ہے بات ہماری یہ مو بمو دل کی

چراغ داغ ہی قندیل آبلہ ہے یہان
کہ جانتا نہین کیا قدر میرے تو دل کی

ہو گیا وہ خضر خط پشت لب بہر پیمان
حضرت دل ورنہ پہرتے حوض کوثر ہو گئے

گر نہ ہو تا زلف کا بستہ کوچہ سے صبا
تو دل گم گشتہ کو اپنے مقرر ہو نڈ ہتے

استخوان تن کو تیر کیا بناؤ گے ہدف
تیر کی خاطر جا کا ہو جو تم پر ڈھونڈ ہتے

قدر تر اگر اہل طاعت دیکھتے وقت نماز
راستی ہو معنی اللہ اکبر ڈھونڈ ہتے

خال سے تیرے کمر کا ہمنے پایا ہے نشان
مور کو بے دانہ کس صورت سے دلبر ڈھونڈ ہتے

یاد مجکو ہے اک ادسکی نہین ہر دم ساقی
ہچکیان لگ گئین شیشہ کو بھی پیہم ساقی

گردش چشم کا اوسکے یہ تصور ہے مدام
دور ساغر ہے مجھے حلقہ ماتم ساقی

رخ ہے گل غنچہ دہن زلف پریشان سنبل
چشم بدور عجب اوسکا ہے عالم ساقی

جلد آور نہ کوئی دم کو چمن مین تجھہ بن
مجھے پیرے کی کنی دیو یگی شبنم ساقی

اوٹھہ گئی سلطنت جم کی تمنا دل سے
بات سے جام مے بہر کے تو جم جم ساقی

آ لیا ابتو ہمین عالم بدمستی نے
دیکھئے کیسی بنے یار سے عالم ساقی

ایک دو جام سے دلکو نہ گہٹا کہتا ہون
دیکھہ جاتا ہے یہہ برسات کا موسم ساقی

شکل پیمانہ ترے ہاتھہ سے با چشم پر آب
عاقبت اوٹھہ چلے اس بزم سے کیہم ساقی

مست و مدہوش کیا ہی یہ تری آنکھون نے
نہ رہا دونون جہان کا مجھے کچھہ غم ساقی

خم ہی اب منہ سے لگا دے مرے کہتا ہے نصیر
تشنگی اپنی تو ہوتی نہین کچھہ کم ساقی

نازبو گل کی جگہ اوسکے جھڑے مرقد پر
خنجر ناز سے تیرا جسے جو بن مارے

حال درپے ہی دلا زلف ہے وہ کشور شام
نہ سر راہ ذقن یہ تجھے رہزن مارے

نہ سنے کیونکہ اب زخم دل پنہا اوس سے
آنکھ سرشتہ الفت سے جو ناوک مارے

علم آہ کوے معرکہ عشق مین دل
لاف گر آن کے جون رستم دستان مارے

نظر آتا ہے خلش گو مین اک پلمین نصیر
چڑہ کے شبخون صف مژگان پہ ولیٹن مارے

دل وقف گریہ ہی لے ہاتھ مین چھڑی
اے پیر مرد کہتے ہین برسات مین چھڑی

بہالے گئے وہ کیون صف مژگان ہی دلا
ہے دکھنیو کی فوج یہ کس گھات مین چھڑی

قد دراز شیخ بہی نیزا ہے پیر کا
پاس اوسکے ایک ہے یہہ کرامات مین چھڑی

نرگس چمن مین سنون جائی ہے ہات پر
ہے یہہ بہی اپنے کار طلسمات مین چھڑی

مجنون تو کر دیا مجہے لیلی منش نے آہ
مارے ہی تو بہی بند کے ہر بات مین چھڑی

کوچہ مین اوسکے زلف کے دل جب چلا نصیر
بن جو بدار آہ نے لی ہاتھ مین چھڑی

جب شیشہ محبت ساقی سے جوڑ بیٹھے
شیشہ کو پہوڑ الا ساغر کو توڑ بیٹھے

زلفون کو رخ پہ چہوڑا اوس نے جو بن ہوا پر
دونون جہان سے اپنے ہم منکو موڑ بیٹھے

مانند نے بہت کی فریاد و آہ لیکن
ہم دم نے گو نچہوڑا ہم دم کو چہوڑ بیٹھے

زکوٰۃ مال حسن عارضی ہے دے ہمیں بوسہ
سخن کو کیوں نکلتی ہے لب سایل کا ڈر ہے

فصیلِ آسماں نہیں دریائے الفت میں قدم رکھنا
شناور رات اپنے دوری ساحل سے کاٹے ہے

تن لاغر ترے بیمار کا کب بار بستر ہے
کہ چشم تنگ سوزن میں پرہ مشکل تا بستر ہے

گلوں کی سیج وہاں تیرے لئے ہموار تر ہے
یہاں ہر موے تن بن تیر ہمکو خار بستر ہے

میں اوسکی سادگی کی وضع پر صدجان سے قربان ہوں
نہ اقرار ہم آغوشی ہے نے انکار بستر ہے

تڑپنے پر مرے ہنستا ہے گر قاتل تو ہنسنے دو
یہ ہر چشم جراحت دیدۂ خونبار بستر ہے

فراق یار میں ہر موج اشک چشم تر ہمکو
سحر ہے آستین کا سانپ شبکو مار بستر ہے

بہار فرش قالین چشم خونفشاں نے دکھلائی
کہ گیا یکدست پھولا زیر پا گلزار بستر ہے

لپٹ کر سو رہا مانند تصویر نہالی اب
گلے جب لگ گئے پھر کس لئے تکرار بستر ہے

مبارک ہو تجھے مسند نشینی اے شہ خوبان
فصیلوں نے لوا کوچے میں تیرے یار بستر ہے

کرں منسے اب گلشن میں تو اوس گل کو نہ کہا جاتا ہے
جب ہی پھلتا ہے غنچے کیوں نہ یہ افسانہ کہلواتا ہے

مظہر عین حقیقت اوسکا کیا رنگ کہا جاتا ہے
آنکھوں کے آگے سے غافل جب پردہ اوٹھا جاتا ہے

یہ دل مضطر کنوکر ٹھہرے زلف سے جبکہ اوس کے رخ پر
آتش پر سیماب تو ہم کہتے ہی اوڑ جاتا ہے

زائغ نمط جوائر گیا اوس کے خال کا دیکھ اپنی خیال
ہے شیگوں ہیں اب اپنا شاید وہ آپ آتا ہے

رشتۂ الفت شمع ہی پروانے کو اپنی ہستی تک
ٹوٹ گیا جب تار ہستی رشتہ ہی نے ناتا ہے

چہرے سے اوسکے ہوئے گر آئینہ مقابل
مانند فرز باطل وہ رشک ماہ اولٹے

کرتا ہے یون گرہ اب آنسو سر مژہ پر
بازی سے جون کبوتر اے کجکلاہ اولٹے

دام کاکل سے ہی کیا کیا گرفتاری نئی
چشم بیمار تبان سے بھی ہے بیماری نئی

خط کے پڑھتے ہی کیا قاصد کا تعویذ قلم
کس سے سیکھے ہی یہہ اب مشق ستمگاری نئی

کسطرح طوطی صفت ہو تو اسیر دام عشق
رتبہ مین دیکھے ہی اپنی طرح داری نئی

تک تماشا دیکھہ میری آہ آتش بار کا
چہوڑتا ہون تیرے آگے مین یہہ گلکاری نئی

سیر کے قابل ہے اپنا یہ مکان چشم و دل
سوجہتی ہے دیکھہ آکر طرز میخواری نئی

چشم مین رہ یا تو خلوت خانۂ دلمین مرے
جا نمن ہو دونون گہر مین روز تیاری نئی

دم نہ مارے عشق کا آگے کسیکے اے نصیر
نے کو دکہلاؤن جو شکل گریہ وزاری نئی

وہ نہین ہین ہم جو تیرا چہوڑ کر در جائینگے
سر کو سنگ آستان سے پہوڑ کر مر جائینگے

نالہ و درد و آہ برلب یار کے گہر جائینگے
ہم چراغ و شمع اپنے ساتہہ لیکر جائینگے

ہے خطا یون چہیڑنا اوس زلف مشکین کی دلا
ہم کسی سے یاد کرکائے کا منتر جائینگے

کر تصور وہ مسی آلودہ دندان کا ترے
کر مک شب تاب کیا بیتاب ہو مر جائینگے

بلکہ ہو کر مایل نظارۂ یاقوت لب
صدقے نیلم جائیگا قربان گوہر جائینگے

کم نہین کچہہ پوپی و الو سے وہ طفل کجکلاہ
دیکہنے اسکو دلا ہم اوسکو کیونکر جائینگے

تشبیہ یہاں نہ دیجے اے شیخ تو صوت سے — اوس کے خم ابرو کو میخانہ کے گرد سے

تم گہر ہے نصیرا پنے اس دور مین مت نکلو
رکھتا ہے قدم باہر جائے خطر در سے

ابرو یہ ستم خال بلا زلف ستم ہے — ایدل یہ مہ نو ہے یا اختر ہے یہ رشتہ ہے
پہنی ہے گلے مین کفنی کہ بک نے ہی نے — اے شور قیامت تری رفتار عجب ہے
تو زلف سے اے شانہ نکر دست درازی — ہے مصحف رو پاس ہمارے کچھ یہی ادب ہے
دنیا یہی ہے اے اہل نظر جائے تماشا — ماتم ہے کسی گھر مین کہین بزم طرب ہے

عکس رخ دلدار نصیرا سمین ہے پیدا
دل ہے کوئی یا آئینہ چین و حلب ہے

اشک کے نور بصر کہنے سے اعزازی ہے — بصرفی ہے یہ کہو تر نہین شیرازی ہے
کام پتھر سے سدا لیتے ہین ہم شیشہ کا — بخدا اوس بت کافر سے بھی سازی ہے
کیون نہ جان بخش ہو تیر مژہ دلنو کو ہر دم — شعر مین اپنے مسیحا کی سی اعجازی ہے
عرش اور فرش ہے اک وسعت مشق پرواز — میرے اس بے پر و بالی مین یہ پروازی ہے
ہم نوایان سخن اوٹھ گئے اس گلشن سے — طوطی ہند ہے نے بلبل شیرازی ہے
فرق ہے صاف رخ یار مین اور آئینہ مین — غمزہ اسمین ہے اوسے یاد یہ غمازی ہے
سرکشی کیا فلک آسا ہے یہ اے اہل غرور — عجز سے آپ کو گر دیکھے تو اعجازی ہے
سر کیا نگ سخن تو نے کمیت خامہ — ترکتازی کو ترے دیکھ خجل تازی ہے

چراغ دیدۂ ماہی ہے جلوہ گر تجھ سے
برنگ آب تو ہر رنگ مین سمایا ہے

وبال جان ستم دیدہ کیون نہ ہووے آہ
کچھ اندنون تو بہت اپنا سر اوٹھایا ہے

یہہ گرد باد نہین عشق نے بیابان مین
مزار قیس پہ خیمہ نیا چڑھایا ہے

قبول خاطر احباب ہے سخن اپنا
یہہ فیض صحبت مایل نصیر پایا ہے

غافل تلک اپنی ہستی پہ سوم کو تو دیکھہ
اکدم کی جون حباب تری بود و باش ہے

جز اشک تر نہین ترے عاشق کے پاس کچھ
یعنے اس آب و دانہ پہ اونکی معاش ہے

دیکھو شکوہ لشکر حسن و سیاہ خط
کیا زلف یار اک علم دور باش ہے

پروانہ کیجو شور قیامت کو یہہ کہین
ٹھہو کر نہ مار یہ تیری عاشق کی لاش ہے

ہے اس زمین پہ گردش افلاک اسقدر
بنتے ہی آہ ساغر گل پاش پاش ہے

گر گل کو دیکھتا ہون گہے شمع کو نصیر
ہر رنگ مین غرض مجھے اوسکی تلاش ہے

عبث ہوا اوسکے کہنے مین دلاور یار دستا ہے
کسیکا شور کب وہان پیدا دستا ہے

ندا ہے جیہے ہمصفیران گلستانے
ہمارا آج مدت مین دل ناشاد دستا ہے

قفس کو بات سے رکہدے ذرا صحن گلستان مین
ہوس لکی نکالین ہم بہی اوسکیا دستا ہے

قیامت کو جو تو مرے تو کیا ہوتا ہے یہ کہہ
ابہی کہتے تہے صنم ہووے غصہ کیون جیسکے

جو کچھہ کہنا ہو اوس بندی کو بہوار شکل دستا ہے

وبال سر ہی آخر ایکدن تاج زر آلودہ
بزنگ شمع آہنمع ترقی کو تنزل ہے
زیارت ہے ترے کوچہ مین ظالم لغش عاشق کی
شہید ناز ہے یا کشتہ تیغ تغافل ہے

رواں جسمین سی آب چشم بلبل ہے نصیر اب یان
خمیدہ شاخ گل گلشن مین مانند در یل ہے

حسرت دید کا اپنے نظر مین داغ ہے
یہہ نہین ہے مردمک اپنی چشم تر مین داغ ہے
رم کیا ہی جب سے وہ آہوے صحرای وفا
تب سے جیتے کیطرح عاشق کے دلمین داغ ہے
سالہا گذرے سکندر کے تئین پائی وفات
آئینہ کے آبمک دیکھو جگر مین داغ ہے

ہی گلی خالونمین اپنا بہی کبوتر اے نصیر
خط یہہ یہہ مہر لفافہ کب ہے یرمن داغ ہے

عجب کیا ہی جو دل اوسکے تئین پہڑکتا ہے
کہ مرغ آشیان گم کردہ شب ہر سو پہڑکتا ہی
دل ذاکر نہین اپنا تہ پہلو پہڑکتا ہے
کبوتر یہ قفس مین جانمن یا ہو پہڑکتا ہی
اسیری آشیانمین طایر قبلہ نما کو ہے
نہین بنتا جو کچہہ پرواز کا قابو پہڑکتا ہی
ہلال عید کو بحر خجالت مین چڑہے لرزہ
ترا اے رشک مہ یہ گوشہ ابرو پہڑکتا ہی
یہہ چشمک زن نہین ہر مرغ آب اپنی ہستی پر
ترا دیدہ چمن مین موج آب جو پہڑکتا ہے
صبا کا ناکمین آیا ہے دم گلشن مین دیکہے سی
ترا تنہا باز دراز دگر گلرو پہڑکتا ہے

نصیر اپنا نہین گو دسترس مثل خلیل لیکن
ملے گا یار ہمسے آج کچہہ باز و پہڑکتا ہے

مدفن ہی ترے سوختہ حسن کا جس جا
جز شمع وہان کوئی سر گور نہین ہے

بیطرح لگی یاد مجھے دختر رز کی
تسبیح کو اک دانہ انگور نہین ہے

ہے پرورش اپنے ہی سخن کی اوسے سہا تک
ہم کہتے ہین جو بات سو منظور نہین ہے

یہہ بات نصیر اپنے تو نزدیک ہے مشکل
وہ دور رہا جاہین تو کچھہ دور نہین ہے

کسکو صبا چمن مین تو مہمان لیگئی
بلبل جو برگ گل کی بنہا ان لیگئی

بیٹھا ہو کیونکر دل صف مژگان کے سامنے
ابرو کی تیغ سب مرے اوسان لیگئی

باندھا حصار گرد مرے گرد باد نے
دیوانگی جو سوے بیابان لیگئی

دیکھا گہر جو کانہین تیرے تو کان مین
موتی کو دوہین شرم پکڑکان لیگئی

خط اوس کے لب کے گرد نہین ہو کہ خضر کو
خواہش دکہانے چشمۂ حیوان لیگئی

کسکے دہن کی بات پڑی گل کے کان مین
غنچہ کو شرم سوے گریبان لیگئی

پروا نہین ہے آہ جلانے سے عشق کے
یہ داغ ہمکو شمع شبستان لیگئی

تحفہ قفس مین باد صبا عندلیب کو
غنچہ بنا بصورت پیکان لیگئی

کیا تہا خیال رات کو مطرب پسر ترا
در پردہ کینہ دلکو مرے تان لیگئی

ہوش و حواس و طاقت و آرام خواب و خور
تیری یہ چاہ سب مرے اوسان لیگئی

آتش جو گلستان مین لگائی بہار نے
پانی فقط نہ شبنم گریان لیگئی

سیپارہ ہا گل چمن عشق سے نصیر
دکہلائے عندلیب بہی قرآن لیگئی

بیجک غنچہ سے اتار رگ گل چاہیئے
چاک ہے دل ہو زن منقار بلبل چاہیئے

پیچ دود شعلہ شمع لگن بیجا نہیں
اک بلائے جان پروانے کو کاکل چاہیئے

نعرۂ ناقوس سے ہے برہمن کو شوق و ذوق
رقص جان کے لئے آواز قلقل چاہیئے

قرص نان کے واسطے جون مہر ہے پہر ہے نصیر
مرد استغنا کریں ہر دم توکل چاہیئے

نہیں اختر فلک پر شب کو یہ ہر سو نکل آئے
رہا جو خانہ پر دود میں آنسو نکل آئے

دکھائیں گے تماشا دم میں دریا حوادث کو
برنگ موج ہم گر مار کر بازو نکل آئے

نہ نکلا اشک سے شب ماہ نو کے متصل اختر
جو کوئی خال تیرے جانب ابرو نکل آئے

تراوٹ روتے روتے خاک ہے آنکھوں میں اے ہمدم
کہاں یار رہا جسمیں کہ دو آنسو نکل آئے

قیامت ہے ترا اٹھکھیلیوں سے موقد چلنا
چمن سے کیوں نہ باہر موج آبجو نکل آئے

مقید کب کوئی وارستہ ہوتا ہے نصیر اس جا
گریبان چاک کر گل کا نہ کیونکر بو نکل آئے

لگ گئی جسکو لگن کب وہ پرا فانوس جیئے
شمع جلتی ہے سراپا در فانوس لئے

بوٹے دار اوسکی قبا دیکھ کے بنے گل کہا
داغ اعضا سے رشک پر طاؤس کئے

پان یوں غیر کے تو نا تہہ سے کہا واہ وا وہ
رشک سے خون جگر عاشق مایوس کئے

سبحتی ہے خلعت یا نی تری مجنوں کو
جو لباسی ہو یہاں خرقہ سالوس سئے

کہ غزل اور بھی اس مصرع انشا پہ نصیر
مے پئے قشقہ دئے کعبہ میں نا قوس لئے

رو مین کوئین پرہین گویا گل نیلوفر
یہ خال نصیر اوس کے یون گوشۂ تن نکلے

ہے بیقرار دل نہ دہر انگشت کے تلے
عاشق کی مغفرت ہو پس از مرگ بالیقین
سیکھے ہے مجھ سے شانہ گرہ موکی کہولنی
چھیڑا جو مین ستار کو آشفتہ کا ہو قول
نکلے صدائے دوست ہر انگشت کے تلے

سیماب کب ہا ٹہر انگشت کے تلے
تربت کو کہے یار گر انگشت کے تلے
رکھتا ہون مین تو یہ ہنر انگشت کے تلے

باغ سے تجھکو صبا لیکے جو آئی ڈالی
چشم حیرت زدگان پہرنہ خاک لگے
کشتۂ زلف بتان کے سرہانے مزار
خاک آنے کا ہے ثمرہ چمن ہستی مین
دست سایل کیطرح آگے ترے فصل بہار

دست گل خوردہ سے بنجے ہنی نائی ڈالی
نخل بادام کی جب تونے جھکائی ڈالی
کس ہوا خواہ نے سنبل کی گھمائی ڈالی
شجر شمع نے بے برگ نہ پائی ڈالی
برگ کے واسطے کرتی ہے گدائی ڈالی

اوس کے گردن پہ یہ خون کیسے ہو ثابت کہ نصیر
مار کر تیغ تو قاتل نے چھپائی ڈالی

عاشق کو کیا یہ تیری گفتار مار ڈالے
آئینہ سان نہین ہے ملنے کی شکل کوئی
تا رجعت ہووے اکدم نہ صرف غفلت

عالم کو رفتہ رفتہ رفتار مار ڈالے
یارب یہ آرزوے دیدار مار ڈالے
جون شمع کاش عشق زنار مار ڈالے

عالم تصویر ہے موج سراب زندگی
شکل خاموش خیالی ہے حباب زندگی

جو ورق دیکھا اولٹ کر دیدۂ تحقیق سے
صفحۂ باطل نظر آئی کتاب زندگی

جب لگا ناخن اجل کا پہر ہے تو شہ منقطع
مطربِ تارِ نفس سے ہے رباب زندگی

تلخکامانہ کرے فرہاد دن اپنے بسر
چاشنی بخش دل شیریں ہو خواب زندگی

قصر کی تعمیر کرنا ہے قصور عقل دیکھ
دیدہ و دانستہ در ملک چو آب زندگی

درد مین کیفیت مے ساقیا کیونکر نہو
جلوہ گر ہر ذرہ مین ہے آفتاب زندگی

روز و شب تنہا بقول حضرت صائب نصیر
خضر چون آورد تا الحال تاب زندگی

سبو و خم گل و غنچہ کے پرہین شبنم سے
چمن مین ہی یہہ شہیکہ و سیل پانی کی

حصار پشت لب یار پر ہے خط سیاہ
ہلال نے لب کوثر پہ پاسبانی کی

ہمارے محضر دل پر یہہ داغ کافی ہے
نہ اسپہ مہر کی حاجت ہی نے نشانی کی

کسیکے زلف کا سایہ پڑا ہے دل پر یار
نظر ہوی ہے بلاہائے ناگہانی کی

نظر پڑا نہ کہین پہرہ ماہ کنعانے
نصیر ہمنے بہی یک چند کارروانی کی

حیف ہے وحشت جنون کے ہم عبث پاہے پڑے
سرگرانی خارنے کی پاؤن مین چہالے پڑے

لالہ سان داغ جگر پر دیکہے کیا گل کہلے
بلبلو عاشق کے اب جینے کے ہین لالے پڑے

زلف تو اک خوشنماہی دوسرے نکلا ہے خط
گرد تیرے چاند سے کہڑے کے کیا ہالے پڑے

صاف ہی اوس شک مہ کا کیا بدن نے نہان — مہر کے اندام پر یہی ہین کرن کی رونگٹے

جوہر آئینہ پانی شرم سے بہتا ہے دیکھہ — اوس کے عارض پر دلا ہین اس پسین کی رونگٹے

فی الحقیقت جسم پر ہوتے نہین کوڑی کے بال — اسلئے تن پر نہین شمع لگن کے رونگٹے

یہہ بہار سنبرہ نو خیز کیا ہے گرد چاہ — دیکھہ آئینہ مین ٹک اپنے دہن کی رونگٹے

خال رخسار اوسکے یون زلف معنبر کے ہین تار — جسطرح ہوناف مشک ختن کے رونگٹے

اس قبائے جسم کا بنکے حباب تار تار — آخر اے غافل ہر اک تار کفن کے رونگٹے

اس غزل مین موشگافی تو نی یہہ کی ہے نصیر
کیون نہون سنکر کہڑے اہل سخن کے رونگٹے

تو نگر کی طرح درویش کیا مسند بچھا بیٹھے — خدا کا جسکو تکیہ ہو وہ کیا تکیہ لگا بیٹھے

گلی مین شوخ سیم اندام کے ہم ایسے جا بیٹھے — کہ جیسے بوتہ زرگر مین سونا چرخ کہا بیٹھے

کب اوسکو پاس خاطر ہے جو یار و پاس آ بیٹھے — یہی کہتا ہو وہ رشک پری میری بلا بیٹھے

بلا سے جان جائے یا رہے لیکن نہو گا یہہ — کہ میرے سامنے پہلو مین تیرے غیر آ بیٹھے

فقیرون کے نہین دلمین ہوس کچھہ سیم و زر کی — زمین پر دیکھتے ہین موج نقش بوریا بیٹھے

جہان مین یون تری بنیاد ہی اے آدم خاکی — کہ جون پانی کا اوٹھہ کر لمحہ مین بلبلا بیٹھے

غرور حسن اپنا تجھکو کہتا اے شہ خوبان — یہ نادانی ہوی ہمسے جو آئینہ دکھا بیٹھے

نہ سمجھے تھے کہ فصل گل مین ہے سنگ جنون وحشت — عبث چاک گریبان تم سے اے ناصح سلا بیٹھے

متاع دلکو خط کش پہنچا ہر گز نہ تہا ہمکو — ترے کاکل سے اس سودے مین آخر کیا بیٹھے

دستار زرد سے تو نہ تہا آگے تھکو شوق
پر اب یہ تمنے وضع اوڑائی بسنت کی

کنج قفس مین ہم اسی حسرت مین مر گئے
صیاد نے خبر نہ سنائی بسنت کی

موج صبا سنبہل کے تو کوڑا لگائیو
صدبرگ سے ہے دیکہہ دہائی بسنت کی

بلبل نے طفل غنچہ لالہ کے واسطے
سن یہہ صبا خبر کہ رت آئی بسنت کی

نرگس سے صبحدم ورق گل پہ یک قلم
عیدی چمن مین زرد لکہائی بسنت کی

ٹیسو کے پہولنے کی نہ کیون ہر طرف ہو دھوم
ہے دشت مین یہ آگ لگائی بسنت کی

اک روز کہیت مین نظر آتا ہے اے نصیر
ہو گی خزان مین خوب لڑائی بسنت کی

آنکہین تو بن رہی ہین دھوان رنگ سرمہ سے
تیغ نگہ کو تیز کر سنگ سرمہ سے

کیونکر نہ تازیانہ وہ موج نگاہ ہو
لے کام ترک چشم جو شبرنگ سرمہ سے

روشن ہے تیرہ بختی عاشق سے تیری چشم
کیا کام ہے اس آئینہ کو زنگ سرمہ سے

ہو اس غرہ کے سامنے میدان عشق مین
کہائی شکست دل نے صف جنگ سرمہ سے

قاتل جو میرے در پے شبخون تو رہے
نکلے ترا نہ دست مژہ سنگ سرمہ سے

چشم بتانمین کیا یہ نمایان ہے مردمک
گویا گئی ہے چہوٹ سپہر جنگ سرمہ سے

کہینچے ہے لیکے کیا قلم میل تو نے شوخ
جدول بیاض چشم پہ خوشرنگ سرمہ سے

از بسکہ تہی غزل یہ گلو گیر سے نصیر
پر ہم ہوئے نہ قافیہ تنگ سرمہ سے

دیکھیے اور کے قد موزون کی لٹک کو تو نصیر
سرو بید ہا بنے شمشاد قدامت کھینچے

محبت مین تری ایجا نمن کیا دل کو دیبیٹھے
ہم آخر رفتہ ہاتھہ ان آنکھون سے دھو بیٹھے

ہنایا سود غیر از زیان بازار الفت مین
متاع دل کو اپنے حیف ہم یک لخت کھو بیٹھے

نہین ہی فکر زاد راہ کچھ یاران محفل کو
یہ اس مہمان سرا مین رہ کے صاحب ہو بیٹھے

ہمین محفل سے اپنی دیکھین وہ کیونکر اوٹھاتا ہے
نہین اوٹھین گے ہتیار ہوئی ہو سو ہو بیٹھے

برنگ شمع اوسکو کیون نہ حاصل خرمن گل ہو
زمین عشق مین جو کوئی تخم اشک بو بیٹھے

تحیر کیون نہو پیدا کہ ہے تصویر کا عالم
کہڑے ہین تین چار اوس مین ایک دو بیٹھے

تبون کی آشنائی سے اوٹھا دو ماتھہ جانے دو
نصیر اب اپنے گھر مین تم خدا کا نام لو بیٹھے

تری زلف سیہ کا ش اس دل ناشاد سے لپٹے
بلائے ناگہان ایسا نہو اک آن سے لپٹے

تمنائے ہم آغوشی نہ نکلی دل سے پر یارب
بہت ہم خواب مین شب اوس ستم ایجاد سے لپٹے

گریبان گیر مژگان یون رہے ہی اشک آدم
کہ جیسے طفل ابتر دامن استاد سے لپٹے

اوٹھایا تھا ہمارے قتل پر اوس نے یہان تک پر
بجا ہے جو زبان خنجر فولاد سے لپٹے

چمن مین گر قد موزون کو تیرے دیکھکر اگرے
تو موج آب جوئہ شمشاد سے لپٹے

پر پروانہ کہولے ہی صبا گر صحن گلشن مین
رگ گل دام آسا بلبل آزاد سے لپٹے

برنگ نے نظر آیا نہین اپنا کوئی ہمدم
الٰہی مہر خاموشی لب فریاد سے لپٹے

گر خم زلف کو اوس کے کہی جیہ ٹون میں فصیلو ق
حلقہ بار سیہ اوسکو بتاتا ہے مجھے

اور کہی بات جو پہنچے ہے در گوش تلک
تو وہ منہ پیر کے لو سے ڈراتا ہے مجھے

نہیں فکر معیشت سے کوئی یہاں ایکدم خالی
کہ یہ ہر ہم مان رکہتا ہے پہ نوشکم خالی

ملین کب آشنایان غریق بحر الفت سے
حباب آسا نہ جبتک اپنی ہستی سے ہوں ہم خالی

ازل سے تہا یہی اس رسیہ کے بخت کا لکہا
بہلا اب کسطرح ہو حرف گردش سے قلم خالی

اتو ہے موج آب گریہ سے پیراہن تن پر
مروت سے نہیں ہے مژہ مان کے چشم نم خالی

نہ شمشیر قاتل کیا کہون میں سرگذشت اپنی
بجز مشق ستم اکدم نہیں اہل ستم خالی

خدا حافظ ہے اے ہمدم متاع صبر و طاقت کا
نہیں ہہرنی کے ملک دل سے فوج درد و غم خالی

تماشا دیکہنا ملک صنعت معمار قدرت کے
رہا ہے بے ستون کیا گنبد افلاک ہم خالی

نہ کیون دست مژہ سے چشم تر سینہ سدا کوٹی
نہیں ہے ماتم شبیر سے دل کوئی دم خالی

فصیلو اس بحر مین لکہہ اور یہی تو اک غزل ایسی
گہر سے یعنے کیہہ ہوتا نہین دامان یم خالی

خیال چشم دلبر سے نہین دل کوئی دم خالی
گلستان نرگس شہلا سے ہو کب ایکدم خالی

رکہے ہی سبحہ فلک مسلسل دست مرگانین
یہ آنکہین یاد سے تیری نہین ہین اے صنم خالی

نسیم صبح دم پہرتا ہو نہین تیرا تو گلشن مین
مجہے تو دے ہے پستہ ساغر گل دمبدم خالی

برنگ نقش پا سر رفتہ دیکے بیٹہا ہون
ترے کوچے مین اے ظالم نہین رکہا قدم خالی

یہان ہم ہین اور سر ہے یہ زانو ہے کنج غم
وہان آئینہ ہے شانہ ہے زلف سیاہ ہے

ساقی ترے بغیر گلستان دہر مین
کٹتی اب اسطرح سے یہ شام و پگاہ ہے ق

ساغر ہے داغ شیشۂ صہبا ہے آبلہ
بارش ہے اشک ابر سیہ رود آہ ہے

اوسکا جہان ہے ابر کرم جلوہ گر نصیر
کوہ گنہ وہان یہ مرا برگ کاہ ہے

آج کیا آئینہ رو پیش نظر پھرتا ہے
چشم بد دور بآئین دگر پھرتا ہے

محو نظارہ ہون اوسکا گل خورشید نمط
چشم پھرتی ہے اودہر یار جدہر پھرتا ہے

ہو چکا قیمت یک بوسہ پہ سودا دل کا
جانمن یہ کوئی اب بار دگر پھرتا ہے

آبرو کیونکہ نہ عاشق کی بہر صورت ہو
شکل آئینہ وہ با دیدۂ تر پھرتا ہے

دشت وحشت مین خبر لے کہ ہوا خواہ ترا
گرد بادانہ سوا خاک بسر پھرتا ہے

نامہ برگونہ پھرا پر یہ مرا ایک خیال
اوس بت کے کوچے سے دلا لیکے خبر پھرتا ہے

لعل لخت جگر اس پنجۂ مژگان مین دیکھیو
یعنے وہ بن کے خریدار اگر پھرتا ہے

بیقراری سے ہے اسوقت یہ دلکی حالت
جیسے دلدل کا ہرا اور اودہر پھرتا ہے

بے نوا یانہ ترے زلف کے کوچے مین یہ دل
آہ کی لیکے چھڑی شام و سحر پھرتا ہے

بانکپن مین ابھی رکھتا ہے قدم نام خدا
بت خونخوار سے مت پوچھو کدہر پھرتا ہے

چاہ مین اوس بت بے مہر کے نصیر
نقش لب سوختہ جان خستہ جگر پھرتا ہے

سودا بازار محبت یہ نظر آیا مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجھے

اوس کے کوچہ کی زمین اکدست وحشت خیز ہے
حلقۂ زنجیر ہے ہر چشم نقش پا مجھے

سیر گلشن چشم خون افشان کے پاندا زہے
پاٹ دامن کا لگا ہے تختہ لالہ مجھے

خاک مین یکدست اپنی ملگئی یہہ آبرو
لیگئی تشنہ لبی کیون تو لب دریا مجھے

پست ہوتی ہے تمہارے جلوۂ قد کی حضور
سیر باغ حس و سیر عالم بالا مجھے

چھوڑ کر جاتے رہے سب آہ وحشت عشق مین
دیکھیے دکھلائیگی تنہائی اب کیا کیا مجھے

پاؤن پڑہ زنجیر وزنان سے لائی تھی جون تو نصیر
لیگئی دیوانگی پھر جانب صحرا مجھے

مانگے زخمی ترے کیا تیغ نظر کا پانی
ہے چرائے ہوئے زخم اوسکے جگر کا پانی

جوش گریہ سے خلل کیا ہو من و گان کو
نہین دشمن ہے کسی وجہ شجر کا پانی

چشم انصاف سے دیکھے جو تری رخ کی جھلک
منہ پہ خورشید نہ پھیرے کبھی زر کا پانی

گردش چشم تری وہ ہے کہ جس کے آگے
کان پکڑے ہے سدا تیہ بہنور کا پانی

مین تو ہون شربت دیدار کا اوسکے تشنہ
ہمنشین اب مرے آگے سے تو سر کا پانی

دوش پر یاس کے نکلے جو جنازہ دل کا
موج زن کیون نہ ہو ہر دیدۂ تر کا پانی

مردم خانۂ ماتم پس مردہ ہمدم
یعنے سچ ہے کہ بہا دیتے ہین گھر کا پانی

اپنے کوچے سے اوٹھاتا ہے وہ اب دیکھین نصیر
دانہ قسمت مین کہان کا ہے کدھر کا پانی

رکھہ لیا پنجہ خورشید سحر نے منہ پر
دیکھیے اوسکے جو مٹھی سے کہین گال کہلے

وہ رگ گل تو نہین اونمین ہے اگلی سی فصیلو
اب تو باتو نہین وہ کچھہ مجھسے بہر حال کہلے

کیا کام ہے دنیا کے مجھے سود و زیان سے
لیتا ہون شب و روز ترا نام زبان سے

وابستگی دل ہے عبث باغ جہان سے
عقدہ یہہ کہلا ہمین غنچے کی زبان سے

کیون کر نہ اوٹھے اہل فنا شوکت و شان سے
کیا تختہ تابوت ہی کم تخت روان سے

میرے دل پر داغ کی ٹک دیکھہ بہار اب
وابستہ ہی گلدستہ تا رگ جان سے

کیفیت ساغر کشی اس دور مین ساقی
واللہ کہ سوجھی ہے ہمین چشم بتان سے

آواز درا صورت فریاد سپند آہ
آتی ہے صدا قافلہ سوختگان سے

بوسہ لب معشوق سمجھہ دل نے لیا بہر
ناوک جو لگا تا لب سوفار کمان سے

ایدل کہ یہ باریک ہین معنے
مضمون بندھے گا یہ کسی ہیچمدان سے

قاصد کو خدا خیر کرے دیر لگی ہے
لاتا ہے وہ کیا دیکھیے پیغام دہان سے

دمساز ہے بانگ جرس ناقہ لیلیٰ
میرے دل مجنون کے فریاد و فغان سے

مت پوچھو کہ جنکی کہ نکلتی تہی سواری
ق نقارہ و اسپ و شتر و فیل و نشان سے

سو گردش افلاک سے اونکی ہے یہ نسبت
واقف نہین ہے آہ کوئی نام و نشان سے

کیا جانے فصیلو اوسکی یہ کیا بات سنی ہے
گل کان لگائے ہے جو غنچے کے دہان سے

خط جبین کا اپنے یون نقش ہی زمین پر — حرف نگین ہون جیسے سیدھے اشتات اولٹے

دریا پہ بہی نہ پائی کیفیت آہ تجھہ بن — دکہلائی دین ہین مجھکو جام حباب اولٹے

کیا توسن فلک کے ہے پیٹھہ پر مہ نو — ایسا نہو کہ تجھکو یہہ بدر رکاب اولٹے

حلقہ بگوش ہووے حلقہ ہر ایک ہنور کا — بالا جو کان پر تو بالائے آب اولٹے

کیا اعتبار اوسکا جھوٹی قسم جو کہالے — سچ ہے زبان کو اپنے دانتون سے دابے اولٹے

دریا مین ڈوب جاوے خورشید خاوری یہی — آئینہ رو جو منہ سے اپنے نقاب اولٹے

خورشید اور ڈھب کا یہہ گنجفہ ہی سن رکھہ — ق یعنے برات اوسکی کیا تیری تاب اولٹے

اوس رشک مہ سے بازی پائی نہ تو اگر وہ — شمشیر کے ورق کو اے آفتاب اولٹے

ہے خاکسار تیری در کا نصیر اسکو
گردش نہ چرخ دون کے یا بو تراب اولٹے

کف پا سے نہ اپنے نرگس بیمار کو ملئے — مریض چشم مین ہون میرے چشم زار کو ملئے

نہ نکلے آفتابی ڈہال باندہے ہر شرق سے — سیا نصاحب گر اپنی مغربی تلوار کو ملئے

آتو سے یکقلم اوسپر بہا حیرت افزا ہے — بجا ہے عطر نرگس گر قبای یار کو ملئے

لگے رہتی ہے چشم شوخ سی ہیوہ آمردم — رسائی ہو تو چشم رخنہ دیوار کو ملئے

پہرے ہے سانپ چہاتی پہ اوٹک کل سو کر — گلے کے ہار ہو تیری گلی کے ہار کو ملئے

کوئی چہوڑین ہین ای ابرو کمان ہم تیری ناوک کو — نہ جب تک خون مرغ دل اسپر وار کو ملئے

بہت مین نے سنی ہین ایسی باتین اپنے مطلب کی — ق مری منہ پر نہ ہردم اپنے اب رخسار کو ملئے

گلستان جہانمین پھول ہے صد برگ حشمت کا
پہریں ہیں مانگتے دیکھا ہے یہاں زردار دوکری

پورانا خیمہ گردوں ہے یہانتک جسمہ خورد کے
لگائیں ہیں یہہ سیمین ہوند کرنا چار دوکری

نشان داغ چیچک رنگ خوباں اب دکھتا کیا ہے
انار باغ جنت کے ہیں پہر انار دوکری

نصیحت آسان نہیں ہے گوہر مضمون کا پانا
جگر کے جون صدف جب تک نہوں کبار دوکری

جلوہ ای چشم نہ کہہ دل مین نہان کہا ہے
عین غفلت ہے جو کہیے یہہ مکان کہا ہے

پوچھتا کیا ہے تو زندان خرابات سے شیخ
بے نشان کون ہے اور نام و نشان کہا ہے

آگ لگ جاے تجھی عشق کہ یون ہم تو جلین
اور نہ پوچھی وہ کہ یہہ سوختہ جان کہا ہے

آنکھہ اس دور مین جون گردش ساغر مست پھیر
ہمنے جانا کہ تو ای پیر مغان کہا ہے

سر کٹانے سے ہوا شمع کے ہم پر روشن
سر بسر سود ہے الفت مین زیان کہا ہے

اشک گرم آن کے ٹہیرین مین یہ کیون فرگان پر
منتظر قافلہ سوختگان کہا ہے

کیون زاے دولت پیری ہون تری حلقہ بگوش
قد خم گشتہ یہہ مانند کمان کہا ہے

غنچہ کس جہہ نہو سر گریبان نرگس
چشم انصاف سے دیکھہ اب یہہ میان کہا ہے

جام پر جام مین اسواسطے پیتا ہون آج
دور کل دیکھیے ای مایدہ کشان کہا ہے

ایکدن تو نے نہ پوچھا کبھی اے خانہ خراب
پس دیوار یہ اب شور و فغان کہا ہے

جب ہوا اون سے مین رخصت تو لگے فرمانے
خوف اتنا تجھے بہاتا ہی کہان کہا ہے

تب وہ کہانے لگے کرنے تواضع ہمدم
دل سے بہلو سے یہہ بولا کہ دہان کہا ہے

ق

ہے عبث دلدار کہنا تجھکو حق نے جانمن
جز دل آزاری ذرا تو فق دلداری نہ دے

داغ ہائے عشق سے کرتا منقش دل نصیر
تو نے ہے یہ اس مکان مین ہونے تیاری نہ دے

نہین یہہ شیشہ مین موج شراب کا پنے ہی
پری ہے تجھسے تو خانہ خراب کا پنے ہے

تری گلابی ان آنکھون کے قہر گردش ہے
کہ دست موج پہ جام حباب کا پنے ہے

لگا نہ تو اب و تاب آتش مزاج سے ایدل
برنگ شعلہ جو وقت عتاب کا پنے ہے

غریق بحر حوادث کے لوشتاب خبر
نکل کنارہ پہ یا بو تراب کا پنے ہے

نہین فقیر جلالی سے کم یہ اے شہ حسن
سحر جو در پہ ترے آفتاب کا پنے ہے

لچک کو اوس قد نازک کے بید مجنون ہے
چمن مین دیکھکے باگاہ آب کا پنے ہے

پر خدنگ کا تیرے عجب ہے سناٹا
ہوا پہ سہم کے بال عقاب کا پنے ہے

زمین دست مژہ سے گرا ہے طفل شرک
نہین پہر کتے یہہ چشم پر آب کا پنے ہے

رکھے ہے دشت صیاد مرغ قبلہ نما
جو آشیانہ مین خانہ خراب کا پنے ہے

تپ فراق کے سوزش سے آہ سینہ مین
سدا مرا دل پر اضطراب کا پنے ہے

پہڑک سے کیا تیرے تہنون کے جان لب ہے دل
بلاق کا ہی تو در خوش آب کا پنے ہے

فقط نہ سیلے موج نسیم سے ہر شاخ
سحر چمن مین بصد پیچ و تاب کا پنے ہے

لیا ہے ہول سبق طفل غنچہ سے اپنا
لئے بغل مین جو گل کے کتاب کا پنے ہے

نصیر شور سخن کا ہے زلزلا تیرے
ظہیر بہی طرف فاریاب کا پنے ہے

مانند کمان ہمسے جو رہتا تو کشیدہ
قربان سر ابروئے ستمدار نہوتے

برگشتہ تجھے دیکھتے گر میر ہوہم
گہہ خنجر مژگان کے دل افگار نہوتے

نرگس سے اگر آنکھہ لڑاتا تو چمن مین
بے دید ترے چشم کے بیمار نہوتے

گر دیکھتے ہم مائل نظارۂ سنبل
آشفتہ سر طرۂ طرار نہوتے

برہم ہو نصیر اپنے سے تو منہ جو پھیرا تا
تو بوسہ لب کے بھی طلب گار نہوتے

گرمئے بازار آہ دیکھہ دلا اور ہے
کل کی ہوا اور تہی آج ہوا اور ہے

بات جو پیش آنی تہی ہو وہ پیش آ چکی
دیکھیے قسمت مین کیا اپنے لکھا اور ہے

اے ستم ایجاد ہم تجھہ سے کہان تک کہین
طرز جفا اور ہے رسم وفا اور ہے

ناز سے دامن اوٹھا آپ چلے گر تو کیا
کہتے ہین جسکو ادا سو وہ ادا اور ہے

دامن گل تو نے گو چلتے ہوئے چھو لیا
بات لگاوٹ کی پر باد صبا اور ہے

اس کے تڑپنے کو اب برق سے پوچھ کوئی
یہ دل بیتاب ہے قبلہ نما اور ہے

پیش طبیب مجھے لے تو چلے ہو لے
مجھکو ہے آزار عشق اسکی دوا اور ہے

کبک دری تو نے کب پایہ رفتار اب
چال صنم کی مرے نام خدا اور ہے

تیری ہی بی لت کباب بہول گئے دل سے ہم
دل کے جلانے مین بھی یہ مزا اور ہے

کس لئے دلگیر ہے غنچہ صفت اے نصیر
باغ جہان مین تیرا عقدہ کشا اور ہے

کہل کے دشنام پر دیا یہہ جواب | | مین تو تجھہ سے نہین ہون محرم بھی

زندگی کا ہے خاک لطف نصیر
نہ رہا آہ کوئی ہمدم بھی

دل اوسکا سخت ایدل دلگیر سنگ ہے | | مت آہ کہینچیو ہدف تیر سنگ ہے
بیجا نہین یہہ اوسکی لگاوٹ ہی ناصحا | | وحشت کا اپنے موجب نشہیر سنگ ہے
منہ کیا ہے آئینہ کا جو ہو اوسکے سامنے | | لوح مزار کا میری تصویر سنگ ہے
شیشہ سے بھی زیادہ یہہ نازک ہے دل مرا | | آہستہ بات کر تری تقریر سنگ ہے
مجنون سنبہل کے آج نکلنا کہ سد راہ | | پڑتی ہے پاؤن اسلئے زنجیر سنگ ہے
ظالم نگہ کو باندہ ے سر کے وقت قتل | | مان بہر آبداری شمشیر سنگ ہے
شیرین ترے گلے مین نہین تکمہ بلور | | فرہاد کے طرف سے گلوگیر سنگ ہے
باندہا نہین یہہ دیدہ و دانستہ تو تیا | | آنکہون مین تیرے سرمہ کی تحریر سنگ ہے
کہاتا ہی ٹہوکرین تو ایک عالم کے بعد قیس | | خاک اس جہان مین اب تری توقیر سنگ ہے
دانیکے واسطے نہین بہرتی یہہ آسیا | | سرگشتہ اسکے در پے تدبیر سنگ ہے
اے وای بعد مرگ بہی اے سنگدل ترا | | چہاتی پر رکہے عاشق دلگیر سنگ ہے
سودا کہے ہے کیا کہ میرا ہے وہ ریختہ | ق | ملک سخن مین جس کے یہہ تعمیر سنگ ہے

ہے یادگار کوہ کنی اس نصیر کو
یہہ بھی بہلا زمین کچھہ اے میر سنگ ہے

کہو تو شمع و پتنگ باہم پیام غصت سی لو لگی ہے
کہ کوئی دم کو سحری سر پر اید ہر ہمارے
دکھا دو مدان تم اپنے خنجر ہم اپنی آنسو بہائین روکر
چلے کیے ہین دیکھین کونہر ہر ہمارے اود ہر تمہارے
اود ہر تو تلوار آپ کیے ہین اود ہر ہم سر جھکائین اپنا
کرتا ہون معلوم سب کو جوہر ہر ہمارے اود ہر تمہارے
غرود و نماز دکر شمہ ہی دمان نیاز دزاری عجز ہی ہمان
عجب طرح کی ہین سانہ لشکر اید ہر ہمارے اود ہر تمہارے
خط آنے پر بھی اگر ہین تم خطانہ خط لکھنو مین دیکھو
تو ہونگی قاصد روانہ اکثر اید ہر ہمارے اود ہر تمہارے

فصیلو ورنہ دیکھا کین گے منہ تمکو پھر ہم اگرچہ دلین
غبار آیا بھی سو ہو برابر اید ہر ہمارے اود ہر تمہارے

کشتہ قامت موزون جو نہوتا کوئی
اوسکے مرقد پہ کبھی سرو نہ بوتا کوئی
چاہ اوس یوسف ثانی مین نہ پائی ورنہ
رایگان عمر عزیز اپنے نہ کھوتا کوئی
راگ مین اوسکو لگاتا مین لب دریا پر
تجھکو پانی کے جو چھینٹون سے نہ کھوتا کوئی
چشم تر کیا یہہ منہ تہا جو یہان تیری سوا
دل کو یون دیدہ و دانستہ ڈبوتا کوئی
جلوہ دکھلانے کو محراب خم ابرو کا
ق
کشور عشق مین دلدار جو ہوتا کوئی
جیتے جی کیا کہ پس از مرگ ہی تربت مین آہ
منہ ہی قبلہ کے طرف کر کے نہ سوتا کوئی
ابر در کہہ لی مری ابر مژہ رحمت ہے
خاک اس نامہ اعمال کو دہوتا کوئی
سلک دندان یہہ تیری یاد نہ آئی ورنہ
تار مژگان مین در اشک پروتا کوئی
چشم پر خون نہ مجھے کس سے گھٹایا اے ابر
دیکھہ لیتا مین جو اس سنگ سے روتا کوئی
عشق کی راہ مین مر مر گئے مین لاکھون آہ
خاک پتہر تیرے اس کوچہ کو ڈہوتا کوئی

یہہ ہر انگشت تری دست نگارین کی صنم
زور رکھتی ہی یہہیں نام خدا چلے سے

قول ہے جاوگر شکوہ تمہین آنا ہے
ورنہ بہلاتے ہواب قول کے کیا چلے سی

سیکڑون دل کو کیا دیکھہ تو کیا حلقہ بگوش
کام لے ہی یہہ تری فندق پا چلے سے

ہونہین اوس خاتم یاقوت کا کشتہ ای ہیر
جا کہین اپنے نورانجھا کو رجا چلے سے

مشتری کے تیرے دلکا وہ کیا زہرہ جبین
منہ سے بولا کہ یون دل کو لگا چلے سے

یا تو چلے کو لے بجائے دل مین اپنے
یا نہین میرے تو اب ہاتھہ اوٹھا چلے سے

اے فصیلو اوس بت مہوش کو مین کیا جہل بل یاد
جہل کے کس رو پے اسدل کو لیا چلے سے

کو بکو شام کو پہرنا مہ نو بہتر ہے
لب نان کے لئے یعنے تگ و دو بہتر ہے

رشک مرجان ہین تیری لعل سی لب کے شوخ
گر تیری رو برد جا سے تو بہتر ہے

جائے پروانہ ہے بلبل ہی چراغ گل پر
اس روش سے جو لگے عشق کی لو بہتر ہے

خشک لب سیہی کہتے ہین لگائی ہی اب
آتش شیر سے قاتل نے جو لو بہتر ہے

یہی سوجھا کہ ترے ہاتھہ سے اینجا نہ خراب
خانہ دل کو اگر کہئے گرو بہتر ہے

کہدے اشکون کو چلین ساتھہ ہی میرے دل
فوج سے ہو جو سوار اسکے جلو بہتر ہے

آسیا کی صفت اے شیخ جو دانا ہی نہ پہر
طلب گندم و خواہش جو بہتر ہے

آبلے نرد ہین اور سینہ میرا ہے چوپڑ
عشق سے کہئے جو بازی سر نو بہتر ہے

استخوان پر ہی دلا کہنا کہ پانسون کیطرح
نقطہ داغ بنا بیٹھے تو بہتر ہے

سرو کیونکر نہ خجالت سے زمین مین گڑ جائے
قامت اوسکا جو قیامت کا نمونا ٹہیرے

گردش چشم تباں سے ہے جہان گردش مین
کف نرگس پہ عجب ہے کہ پیالا ٹہیرے

مردمان کیونکہ ہمہ قرگان سے رکے سیل شہاب
خار و خس سے نہین دیکہا کہین دریا ٹہیرے

زلف کہینچے ہے ادہر اور ادہر کو کاکل
ایک یہہ دل ہے میرا دیکہئے کسکا ٹہیرے

بعدت کے تم آئے ہو مرے قابو مین ق کیون لبوسے کی لپٹ کر یہہ تمنا ٹہیرے
چہوڑ نکا مین نہین روز یہی کہتے ہو آج جانے دو ملاقات کی فردا ٹہیرے

اے فصیلو آج یہان کون ترے روکش ہو
آگے خورشید کے کس چہ ستارا ٹہیرے

دل بیتاب کو جب تجہسے ملا دیکہین گے
پہر تڑپنا تیرا اے قبلہ نما دیکہین گے

چشم سے پردہ غفلت جو اٹہا دیکہین گے
سب سے با ہم تجہے اور سب سے جدا دیکہین گے

آئینہ کو ہے پریشان نظر ایکا پسکا
ہم کسی اور کو کب تیرے سوا دیکہین گے

آج تک لب سے لگا دی لب ساغر ساقی
جا کے صحرا مین کہین ابر و ہوا دیکہین گے

دم تو بہرتی ہے تو اب گل کی ہوا خواہی کا
پر لگا وٹ تری اے باد صبا دیکہین گے

دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان دلوا ؤ
چہیڑ نکا میرے پہر آپ مزا دیکہین گے

تو ہزار آپ کو یہان چرخ چہپا لیک ہلال ق آگے اوسکے تجہے کب اہل صفا دیکہین گے
ابر بے پار سے مستعد عوی ہمچشمی کو کیونکہ ہوتا ہی تو انگشت نما دیکہین گے
اے فصیلو ایسی غزل تو نے یہان کہی ہے کون کہتا ہی غزل ایسی بہلا دیکہین گے

پنکھا ہلائے جب پر پروانہ رات کو
سوزش جگر کی شمع شبستان سے کب گئی

سو جہی ہے ہمکو یہہ کہ اوبجھنے کی خو دلا
اس لربا کے کاکل پیچان سے کب گئی

سرسہ کی باڑہ دیکھہ کے اوسان اوڑ گئے
یہہ آب تیری خنجر مژگان سے کب گئی

جب تک ملے نہ آئینہ رو ہم سے اے نصیر
حیرت ہماری اس دل حیران سے کب گئی

اب نہ مجنوں ہے نہ یہان فرہاد ہے
اپنے دم سے ملک عشق آباد ہے

قد ترا اے سرو نے شمشاد ہے
مصرعہ برجستہ استاد ہے

اسقدر ہمنے کیا ہے تجھکو یاد
ایک عالم کو ہماری یاد ہے

بن ترے گلشن مین اے رشک چمن
ہر رگ گل نشتر فصاد ہے

اوسکو ہم دیکھین ہین اور وہ آئینہ
یہہ عجب درپیش اک روداد ہے

ہے سدا دل بستگی قمری کے ساتھہ
سرو گلشن کس روش آزاد ہے

ایک جینے کی کرے انسان ہوس
جون حباب ایک دم مین یہہ برباد ہے

کسطرح کھینچے تیری مانے شبیہہ
ہر عجب آگے تیرے بہزاد ہے

حسرت نظارۂ گل مین سدا ق ہمصفیران چمن فریاد ہے
آج تک پروا نہین کرتا ہے آہ سخت بے پروا کوئی صیاد ہے

جلوہ گر ہر رنگ مین ہے وہ نصیر
حیدر صفدر کا یہہ ارشاد ہے

تحریر عطارد کیا پہونچے تیرے انشا کو
اس صفحۂ گیتی پر تو مثنے دوران ہے

اقلیم سخن اپنے رکھتا ہے قلم و مین
شبدیز قلم تیرا کیا برسر جولان ہے

تنہا نہ لہوری کو ہے دعوی شاگردی
طغرا ہی ترے آگے اک طفل دبستان ہے

رنگینی عبارت کی ظاہر ہی ترے خط سے
جس سطر کو دیکھون ہون شاخ گل ریحان ہے

ہر سطر سرمطلب تیرا خط پیشانی
او چشم لطف بہی جون صاد نمایان ہے

جوہر ہین بہرے تجھ مین کیا فیض رسانی کے
گنجینے ہوئی دریا کے ہر موج پریشان ہے

ارباب سخن کی ہی تو قدر شناسون مین
اسوجہ نصیر اب یہہ تیرا ہی ثناخوان ہے

دست گل خوردہ کا اپنے کچھہ یہہ موسم اور ہے
گل مین ہی کیا شاخ بلبل جسکا عالم اور ہے

بے حباب بحر ہے کچھہ اور نہ کچھہ یم اور ہے
جلوۂ وحدت ترا کثرت مین ہر دم اور ہے

شمع سان رفت مین ابنا ہی کیا تنیغ عہد
اک وبال سر قیامت شام ماتم اور ہے

پرسان طول امل پر زندگی ایسی ہے مت
جون حباب آبجو یکدم تو یکدم اور ہے

بخشی ہے موسم مین اوسکا روز شب اشکا خروش
ابر گریان اور ہے یہہ چشم پر نم اور ہے

فی الحقیقت نہین ظلمات کے گلیان خضر
سرسبز زلف بتان کا کچھہ خم و چم اور ہے

تشنہ کامی کے سبب غنچہ نکالے ہی زبان
جام گل مین ایصبا کچھہ آب شبنم اور ہے

مت کدورت دل مین رکھہ آہون پہ سینہ صاف
کون اب عاشق سوا اور پردہ محرم اور ہے

تیر مژگان کے مقابل ہے ہدف سینہ یہان
داغ دل کہہ ڈال سا کچھہ یا ہم اور ہے

کس شعلہ رو کے جلوۂ قامت کا ہے خیال — دل سے نکلتی آہ جو ہر بار گرم ہے

لکھتی ہے کیا عجب ہے جو مو مرغ دل کباب — تیر نگہ وہ تا سر سوفار گرم ہے

لینے کو جنس دل تری رکھتی ہے دام زلف — سودا نہ کیونکہ ہو کہ خریدار گرم ہے

ہم جل کے خاک آتش ہجراں سے ہو گئے — تو ہی وہ شوخ در پئے آزار گرم ہے

اے رشک مہ خطوط شعاعی سے تاب مین — سر کا تری یہ طرۂ زرتار گرم ہے

پروانہ وار کیونکہ نہ مضطر ہو دل یہان — وہان شمعرو سے صحبت اغیار گرم ہے

جلدی قفس کو ہاتھ سے صیاد کر جدا — ہر دم فغان مرغ گرفتار گرم ہے

شکل سپند سوختہ بن جائے کیون نہ خال — بیوجہ یہ ترا رخ گلنار گرم ہے

یارب مجھے کس آئینہ رو کا ہے اب خیال — ہر آن دل جو طالب دیدار گرم ہے

شیخی تمام ابر بہاری کی جھڑ گئی — مہمان جوش پر یہ دیدۂ خونبار گرم ہے

انگور بن کے ٹپکے ہے ہر قطرۂ عرق — پینے مین مے کے وہ گل رخسار گرم ہے

صیاد فصل گل مین تو بلبل کو چھوڑ دے — پرواز مین یہ تا سر دیوار گرم ہے

حالت ہے شب سے یہ ترے بیمار ہجر کی — گہہ سرد و سکاگاہ تن زار گرم ہے

دیکھہ اب تو آن کر کہ وہ مثل چراغ صبح — چلنے کو اس جہان سے اے یار گرم ہے

ہے لب پہ نالہ دل مین فغان اور جگر مین آہ — مجلس تمام اس سے شب تار گرم ہے

کس لئے لب فریاد وا کرون — ہمدم نہین کوئی مجھے درکار گرم ہے

پڑھ اس زمین مین اور غزل لکھہ کہ ای نصیر — یعنے کہ میت خامہ کی رفتار گرم ہے

ہستی سے خاکِ کام ہے مثلِ شرر مجھے
آتا ہے گریہ ہستیِ موہوم پر مجھے

کس کو ہوائی دشت نوردی ہے فصلِ گل
زنجیرِ پائے موجِ نسیمِ سحر مجھے

ظلمات کی ہے راہ چراغانِ کارِ صنم
دکھلا دے اپنی خاک میں سلک گہر مجھے

لوں کیوں کہ بوسہ لب و لذاِ خط ہی گرد
دے کب یہہ فوجِ مور نے تنگ شکر مجھے

جوں غنچہ ایکدم کے لئے مت ہنسا نسیم
اب باندھنا ہے دوش پہ زنجیرِ سفر مجھے

کی اوسکے دل میں آہ نے تاثیر عاقبت
اس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے

کیا کہیئے مرزمان کہ یہہ دوسکا ہی لطف عین
دیکھے کبھی وہ پیار کی نظر دن سے گر مجھے

کوتہ وہ کیونکہ قصۂ زلفِ دراز ہو
کرنے پڑی ہے عمر ابھی تو بسر مجھے

کیونکر شناوری ہو یہلا بحرِ حسن مین
چین جبین یار کے موجِ خطر مجھے

سنتا ہون اون دنون سے غرہ کا تری خیال
اوستاد جب پڑھائی تہا زیرِ ور مجھے

اور جس گھڑی کہے تہا الف لام میم پڑہ
زلف و دہان و قد پہ تری تہی نظر مجھے

تجھکو غزل اک اور سناتا ہون اے نصیر
طرزِ سخن ہے یاد برنگِ دگر مجھے

خال اوسکے ناف پر نہین آتا نظر مجھے
سوجہے ہے اب منور مین گل ہاے تر مجھے

زلفین سمرقن ہی دکہا سر بسر مجھے
یا ہیبنک دے کوئین مین کہین اور کر مجھے

کہتا ہی ہو اوسکے خطِ لبِ لعل ہے دل
تلاے راہ چشمۂ حیوان خضر مجھے

افشاے راز دیدہ و دانستہ کر دیا
ہرگز نہہ تجھ سے چشم نہ تہے چشم تر مجھے

ہم دونو ماتھ تیرے گلچین قلم کرین گے
گر شاخ گل کی گردن اے رو سیاہ کاٹی

رو تا رہا دفن پر زلفون سے جھوٹ کر دل
برسات اس نے ساری بالائے چاہ کاٹی

مت کھینچ تیغ ہر دم کب درمیان سے مین نے
محفل مین بات تیری اے کجکلاہ کاٹی

فرہاد سے زیادہ مجنون پہ کب ہے محنت
اوس نے تو کوہ کاٹا اور اس نے کاہ کاٹی

کچھہ فکر زادرہ کا کیجے نصیر اب تو
تمنے تو عمر اپنی غفلت مین آہ کاٹی

زنجیر زر اوسکی جو سر فرق چمک جائے
آنکھون مین دو عالم کے دو مہین برق چمک جائے

حیران ہو وہ خود دیکھہ کے گر عکس رخ اوسکا
تا لاب مین آئینہ کے ہو غرق چمک جائے

تو صبح کو چنپا کلی باندہے جو گلے مین
سورج کی کرن سے طرف شرق چمک جائے

برپا ہو فلک تک رہے ایک شعلۂ آتش
تو بن کے لب بام جو پرزرق چمک جائے

تو بن سے نصیر اوس کے خجالت زدہ ہو شوق
کہدو کہ کچھہ اتنا نہین ہے فرق چمک جائے

کرون ہون دیدۂ تر سے سحاب کو پانی
یہہ بات کیون ہو شکل حباب کو پانی

جگر کباب ہوا ایک جرعۂ مے سے
غلط ہے گر کہون ساقی شراب کو پانی

عرق فشان ترے چہرے پہ ہین کہان زلفین
نہود دین ہین سحر آفتاب کو پانی

بھرا ہے دامن زین خون صید سے اپنا
شکار افگن پا در رکاب کو پانی

تمہاری دیکھہ کے ساغر کشی بنایا ہے
بہنور کی چاک پہ جام حباب کو پانی

ترا مین دیکھکے عالم ہون اور عالم مین — کسے خبر ہے یہہ عالم رہے کہ نہ رہے

فراق یار مین رونا نہ چھوڑیو تو نصیر
بلا سے دیدۂ پرنم رہے رہے نہ رہے

آہی کیا ہو آہم چشم تر ایسے نہوتے تہے — سرشک افشان کبھی شام و سحر ایسے نہوتے تہے
کسیکے کیا کبھی بہہ موئی سر ایسے نہوتے تہے — میان ہوتے تو تہے پر تا کمر ایسے نہوتے تہے
اگرچہ تہے بتان عاشق کسی عاشق نواز مین — پر اب کعبہ پر بید اگر ایسے نہوتے تہے
بہے آنسو جو میرے اون کے دندان کے تصور مین — تو کیا بولے یہہ موتی پیشتر ایسے نہوتے تہے
منقش گر پر طاؤس ہے صحرا مین داغون سے — یہہ جیسے دشت گل خورد ہین پر ایسے نہوتے تہے
گل خورشید کس کتاب رخ سے بن گئی ہین یہہ — دلا دریا مین آگے تو نہنو ایسے نہوتے تہے
کرے ہی کار فصاد ایدل بیمار مژگان سے — کسیکے پاس کاہی نیشتر ایسے نہوتے تہے
قسم ہے حضرت عیسی کی آنکہین اوسکی آفت ہین — سلف میز ہی فرنگی ڈاکٹر ایسے نہوتے تہے

نصیر اس بحر مین نمنے غزل کیا خوب لکہی ہے
سخندان گرچہ تہے آگے بہی پر ایسے نہوتے تہے

دلا سرمہ کی تحریر اوسکے چشم سرمہ گین مین تہی — کہ یا زنجیر پاے آہوی صحراے چین مین تہی
شہادت دل کی لکہی اوس کی زلف عنبرین مین تہی — قضا اس کے سواد شام کی ہان سر مین تہی
مین اوسکے لب کا لیتا کیونکہ بوسہ حال کے ہوتے — مگس لپٹی ہوی اے ہمنشین انگبین مین تہی
خجالت سے کئی محفل مین شبنم شمع فانوسی — یہہ تاب اوس ساعد سیمین کی یارو آستین مین تہی

بتان ماہ طلعت کیون نہ یہان مودے آپ کو کھینچین
دماغ انکا فلک پر ہے اگرچہ پا زمین پر ہے

کسی نے اون سے ہنگام خرام ناز جب پوچھا
ق
کہ عشقا کا فلک پر آشیان ہی یا زمین پر ہے

تو لٹکا کر کمر پر زلف پر خم کو وہ یہہ بولے
ق
اسیر حلقۂ دام بلا عشقا زمین پر ہے

زبان پر یہہ سخن لانا غلط فہمی ہے لوگون کی
ق
بگولا خاک بر سر جا بجا یہہ تا زمین پر ہے

بہت ہی خاک راہ عشق مین چھانی تہی مجنون نے
پس از مردن یہہ اوسکی خاک کا پتلا زمین پر ہے

فصیل آئینہ سان ہو محو حیرت کیون نہ چشم اپنی
تماشا صانع قدرت کے قدرت کا زمین پر ہے

سر پہ آتش زیر پا یم دیکھیے کیسی بنے
ولہ
شمع سان ہین درمیان ہم دیکھیے کیسی بنے

شمع و تیری شرارت کا بیان کیا کیجے
ولہ
شعلہ سان خوف سے کانپے ہی زبان کیا کیجے

دل تپ ہجر سے جلتا ہی بیان کیا کیجے
رشتۂ شمع بنے ہی رگ جان کیا کیجے

قصد پرواز تو ہم کرتے ولیکن صیاد
حلقۂ دام ہے چشم نگران کیا کیجے

طاق ابرو سے کراوس شوخ کے یہ شیشۂ دل
ہو گیا چور اب اے شیشہ گران کیا کیجے

قابل سیر نہین خانۂ پر دود فلک
باعث گریہ ہے یہہ رہ کے یہان کیا کیجے

ہم سے پوچھو مین اپنی کمر کا کچھہ کہوج
بے نشان کا کہو انہار نشان کیا کیجے

چشم میگون کا مدام اوسکے مین رکھتا ہون خیال
ذکر ساغر کشی ے پیر مغان کیا کیجے

مرغ دل کیونکہ نہ تڑپے قفس تن مین آہ
لئے پھرتا ہے وہ پھر تیر و کمان کیا کیجے

فرصت یکدم کی نظر آتی ہے مانند حباب
اتنی بنیاد پہ تعمیر مکان کیا کیجے

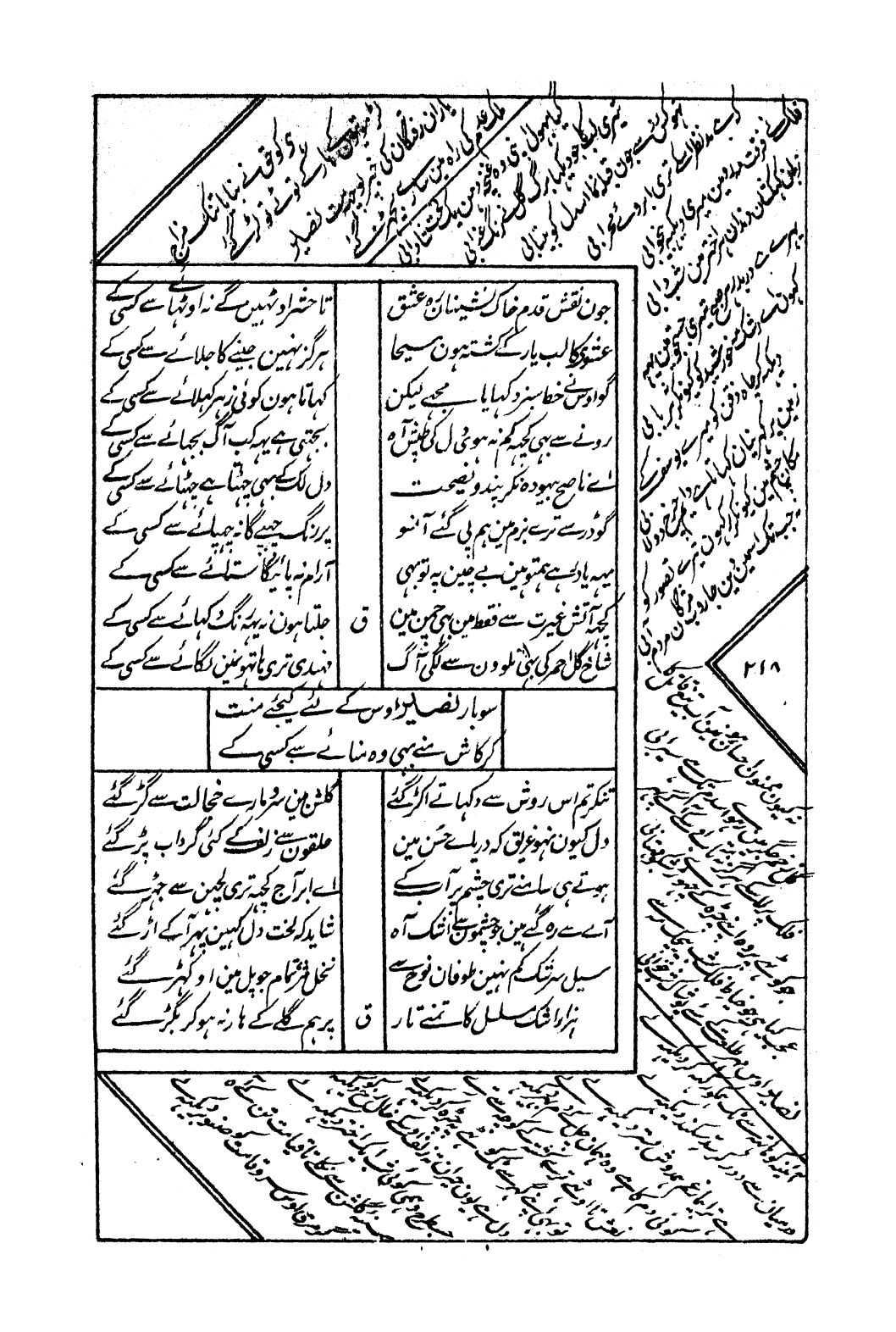

جون نقش قدم خاک نشینان رہ عشق
تا حشر اوٹھیں گے نہ اوٹھائے سے کسی کے

عشق کا لب یار کے کشتہ ہون مسیحا
ہرگز نہین جینے کا جلائے سے کسی کے

گو اوس نے خط سبز دکھایا مجھے لیکن
کہاتا ہون کوئی زہر کہلائے سے کسی کے

رونے سے بھی کچھ کم نہ ہوئی دل کی تپش آہ
بجھتی ہے یہہ کب آگ بجھائے سے کسی کے

اے ناصح بیہودہ تکر پند و نصیحت
دل لگ کے سہی جہاتا ہے جہائے سے کسی کے

گو دور سے ترے بزم مین ہم پی گئے آنسو
پر رنگ جیسے گانہ چہائے سے کسی کے

یہہ یاد ہے ہمتو مین بے چین یہ تو بھی
آرام نہ پائیگا ستائے سے کسی کے

کچھ آتش غیرت سے فقط مین ہی جلا ہون
جلتا ہون نہ یہہ نگ کہائے سے کسی کے

شاخ گل احمر کی سہی تلوون سے لگی آگ
نہدی تری یا تھوہ نہین لگائے سے کسی کے

سو بار نصیر اوس کے لئے کیجئے منت
کر کاش منے بھی وہ منائے سے کسی کے

تنکر تم اس روش سے دکھاتے اکڑ گئے
گلشن مین سرو مارے خجالت سے گڑ گئے

دل کیون نہو غریق کہ دریاے حسن مین
حلقون سے زلف کے کئی گرداب پڑ گئے

ہوتے ہی سامنے تری چشم پر آب کے
اے ابر آج کچھ تری بجلی سے جھڑ گئے

آے سے رہ گئے ہین جو چشمون سے اشک آہ
شاید کہ لخت دل کہین بہر آ کے اڑ گئے

سیل سرشک کم نہین طوفان نوح سے
نخل قد تمام جو بل مین اوکھڑ گئے

ہر اشک مسلسل کا تمنے تار
پر ہم گلے کے ہار نہ ہو کر بگڑ گئے

ابروئے پرچین قاتل سے نہ روکش ہو دلا
ہے وہ تیغ اصفہانی اوسکے جوہر دیکھیے

پینچتا خط کش ہون بازار وفا مین جنس دل
دام گر کچھہ ہین تو اسنے زلف معنبر دیکھیے

گوش چشم کبود یار سے شام و سحر
چرخ کہتا ہے دلا گردون مین پرکیہہ دیکھیے

ہو رگ گل اشک سے گلشن مین غرق بحر خون
سرخ پیرہن مین تک تیری کمر گرد دیکھیے

کنج تنہائی مین ہمکو طاقت دوری نہین
تک ہماری جان پر کر رحم البرد دیکھیے

ہمنے نقش بوریا سے درد دل لکھنے کو آہ
صفحۂ پہلو پہ کیا کھینچے ہے مسطر دیکھیے

اس زمین مین لکھہ غزل اک اور رنگین اب لضیر
تا بہار ہر گل مضمون سخنور دیکھیے

رنگ پان یدل کہان ہے اوس کے لب پر دیکھیے
آب حیوان نے کیا آتش مین ہی گہر دیکھیے

تک یہہ ناوک خوردہ سینہ ہے ستمگر دیکھیے
اس شہید ناز کے کفن دل کا مجمر دیکھیے

یہان تلک جوش جنون نے کہتا ہون اے لیلی منش
ہر رگ تن پر مرے ہر مو ہے نشتر دیکھیے

کہہ دو شیرین سے کہ اپنے جان شیرین دی کاہ
مر گیا فرہاد کہہ چھاتی پہ تیہہ دیکھیے

گرچہ اپنے کام مین تو فرد ہے بے دید پر
کہولتا ہو نین ہی اب شکوی کا دفتر دیکھیے

زاہد حیران نہ کیون ہون بینے پر چشم اوسکی دیکھہ
ہے دہر اپہلو مین بتخانے کے منبر دیکھیے

ہے کہان مینا طلائی اوسکے ملتے پر دلا
ایک نیزے پر ہے یہ خورشید محشر دیکھیے

حشر کو سمجھونگا تجھہ سے ہے مرا سینہ تمام
داغہائے ہجر کے مہرون سے محضر دیکھیے

منہ نہ پھیرہ اوس لعل لب کے دم مین یہہ شیخی تری
خاک مین مل جائیگی یا قوت احمر دیکھیے

نہ اپنے خون سے کف پا دگرنگا کی بنے
یہہ ہاتھہ ملنے کی جا ہے کہ حنا کی بنے

خیال زلف مین او لجھا کیا دل صد چاک
بنے تو شانے کے دست گرہ کشا کی بنے

ہزار دشت مین آنکھین دکھا مین جہان نو بنے
ولے نہ خار سے قیس برہنہ پا کی بنے

کہنے نہ کس روش آزاد
کہ اسکے شکل ازل سے ہے مینوا کی بنے

نہین جز اہل سعادت کوئی بلند مقام
کہ بعد مرگ ہے قلعی پر ہما کی بنے

بجائے نکہۂ یاقوت خون دل کے بوند
ہزار حیف نہ گھنڈی تری قبا کی بنے

بندہا جو اپنے رخ زرد پر شرشک کا تار
نصیر زور ہے تسبیح کہربا کی بنے

چشم جس قاتل کی یار و مردم آزاری کرے
وہ دل عاشق کی کس صورت سے دلداری کرے

عین گرمی مین جو تو آسمین مینجواری کرے
چشم تر خشخاشۂ مرگان کی تیاری کرے

یہہ تمنا ہے کہ بعد از مرگ ہے نوخط مرا
لوح تربت پر مرے مشق ستمگاری کرے

اپنی اوس آئینہ رو سے خاک ہو صحبت برار
روشناس اوس سے وہ ہو جو اوسکی رو داری کرے

داغ ہائے عشق سے یون ہی منقش دل مرا
آشیان مین جون پرون سے مور گلکاری کرے

برمین آنکا نہین بے زرد لا وہ سیمبر
سو طرح سے گر کوئی منت کرے زاری کرے

رکہہ دون آرے کی تلے گر شانہ تیری لٹ کا
سو زبان سے اپنے اظہار یہہ کاری کرے

مصحف رخ کا ترے لیتی ہی بوسہ وہ سدا
کافر او سکو مت سمجھہ جو کار دینداری کرے

حشمت دنیاے دون پر حیف ہی نعم تجھے
چشم عبرت سے نظر تو گر نہ اک باری کرے

یہان ترقی کے تنزل ساتھہ ہی فوارہ سان
سربلندی جو کرے دم مین نگونساری کرے

موج زن جب سیل اشک آنکھ سے طوفان زا بنے
پاٹ دریا کا نہ کیونکر دامن صحرا بنے

کیا کہیں اے خاکساری تیری دولت کیا بنی
رہنمائے خلق ہم مانند نقش پا بنے

نکہت زلف معنبر جب تیری گریبان کا بنے
مالۂ مہ ہر نہ کیونکر کان کا بالا بنے

لگ کے سینے سے ترے کیا پوچھتا ہے کیا بنے
آج اپنے وقت کے ہم بوعلی سینا بنے

قامت موزوں سے اس کے ہمسری کرتا ہے یہہ
سروِ سے تیری نہ کیونکر خوب سا سیدھا بنے

صبحدم پر تو فگن تو ہو اگر ہو کر دو چار
آئینہ یکدست پر ہر شک ید بیضا بنے

ترک چشم یار سے کرتا ہے ہم چشمی کوئی
دیکھئے کیا آج تجھ پر نرگس شہلا بنے

یہہ وصیت ہے تری قربان اے ابرو کمان
بعد مرنے بھی ہماری خاک کا تودا بنے

گور میں عاشق تیرے کیونکر نہ ہو جنت نصیب
جب یہہ قد بالین مرقد نخل طوبیٰ کا بنے

جائے حیرت ہے دلا واقف فرقت تو ہو
محرم راز نہاں یہہ خاک کا پتلا بنے

زلف سرکش یار کی لیتے ہوئی کرتی ہے دل
اس متاع دل کا دیکھیں کس طرح سودا بنے

صبحدم گر ما غمین تو پان کھائے سرفراز
پیکیدان ہے کچھ نہ تنہا لالۂ حمرا بنے

بلکہ وقت خواہش قلیان بھی تیرے واسطے
کل چلم مہنال غنچہ شاخ ترنجا بنے

شاخ کا دستہ لگوا خنجر بران کو دیکھہ
چاہتا ہے تو اگر بہتر بنے اچھا بنے

روتے روتے ہو گئی ہے چشم تر اپنی سفید
دستۂ خنجر میاں اس شیر ماہی کا بنے

دوسری بھی للہ غزل اس بحر میں اب کے فصیلو
تا ہر اک مضمون تازہ گوہر یکتا بنے

مزار کشتہ چشمان فتنہ زا پر آہ
نہ تمنے دو گل نرگس بہی آن کر پہینکے

جو کہینچو شام کو میرا ہلال ابرو تیغ
تو ڈر کے مہر فلک ہاتہہ سے سپر پہینکے

کرے ہے چشم سے تیرے حباب ہم چشمی
ہوا سے کہدی کہ اسکے کلاہ سر پہینکے

مین وہ ہون عاشق مجروح جو پی یوار
کہرے ہو آپ نے پتہر تہے جسکے گہر پہینکے

بشق سرو ہے قمری اسیر مادر زاد
گلے سے طوق یہہ کیونکر اوتار کر پہینکے

بسان سنگ فلاخن وہ کودک دقیان
جدہر کو چاہے مجہے لیکے اودہر پہینکے

پر اک دل مین الہی یہی تمنا ہے
ہزار بار تو تا مان سر سے وار کر پہینکے

یہی تہا داغ کے کہانیکا کیا ثمر گلرو
جو پیش زاغ میری پارہ جگر پہینکے

ریاض دہر مین وہ نخل بے ثمرون کر تنگ
ہزار حیف کسی نے نہ تاک کر پہینکے

تصلیو کیا اوسے دل دون جو مہر و ماہ کے گیندہ
زمین سے تام و سحر بام چرخ پر پہینکے

کیا زرہ پوشی سے آج اوسکا بدن آہن مین ہے
جنگجو ہے اپنی دکہلاتا بہین آہن مین ہے

کچہہ نہ کر ترس خدا زنجیر کو لیلا نکال
پائے مجنون کہینچتا رنج و محن آہن مین ہے

تیر تو تیرا تلوی کو توڑ کر گذرا ہے پار
کون کہتا ہے بت ناوک فگن آہن مین ہے

تیشہ رانی کے سوا کچہہ اور کام اسکو نہین
ہر دم اے شیرین خیال کوہکن آہن مین ہے

داغ عصیان کب یہ کاروان کے دل سے جائے آہ
زنگ لگ جاتا مقرر ہان کہن آہن مین ہے

دل مرا ہے غم سے کا بیدہ دل اوسکا سخت آہ
ہفتین تنکے کو گہر کرتا کہن آہن مین ہے

دہن مین سبز رنگ ایسے ترے دندان مین یاقوت ہے
انار تازہ یہہ آسا ہے سبز پیمن نہان سرخی

مری زخم جگر پر مرہم زنگار سے کیا ہے
بتا جراح مجھکو یا ہے سبز پیمن نہان سرخی

اسیر دام خط ہو طائر رنگ رخ جانان
باین صورت وہ دکھلاتا ہے سبز پیمن نہان سرخی

وہ تیغ زہر آگین ہے کسی عاشق کو کر کشتہ
دکھانیکو مرے لایا ہے سبز پیمن نہان سرخی

زمرد کی اولٹ خاتم نگین لعل کر نیچے
بتاتا وہ بت ترسا ہے سبز پیمن نہان سرخی

تری گلبرگ لب پر عکس خط ہے کیونکر لون بوسہ
شریر یہ پاکانگارا ہے سبز پیمن نہان سرخی

ثنا مین تیرے ارباب سخن کی ہے زبان قاصر
بٹہائی تو نے ہر اک جا ہے سبز پیمن نہان سرخی

فصیل اشعار تیرے اس غزل کے طرفہ نگین ہین
سوا ان کے تو نا پیدا ہے سبز پیمن نہان سرخی

جگر مین آہ سوزان ہے رکھے ہے چشم تر پانی
الٰہی دل کدھر جائے ادھر آتش ادھر پانی

وہ تاب و دل تو شکل ہے بائین دگر پانی
بس اے آئینہ اب تو ڈوب لیکر چینی سر پانی

جراحت خوردہ ہی گل سے نہ اسکو تو سحر پانی
کہ شبنم حق مین مان زخمی کے رکھتا ہی ضرر پانی

سر شک چشم تر کو ساتھ رکھنا دل مانگ مین اوسکے
نہ اس رستہ مین دانہ ہے نہ اے اہل سفر پانی

نہین بد قسمتون کو خاک اہل فیض ہی حاصل
لب ساحل کو دریا کا نہین کرتا ہے تر پانی

عروج اپنا اگر کہلائے فوارہ تو زیبا ہے
ہلاتا جبکے سر پر موتیون کا ہے چنور پانی

پہلے کیا نخل قرگان چشم تر کی آبیاری سے
ثمر لاتا نہین ہی سر کا پا کر شجر پانی

دکھائے آب و تاب اپنی اگر دانتونکی تو سکر
خجالت اسقدر کیسنے کہ ہو سلک گہر پانی

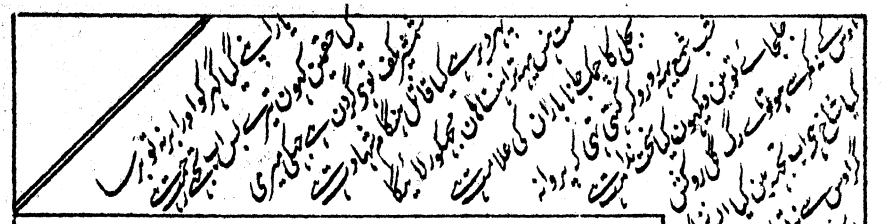

دینے مین ابتو شیشۂ دارو کے کرنہ دیر
باران کے تیر ساقی خونخو ٹپک پڑے

تیرا فگنی سے ابتو کماندار ہا تہہ اوٹہا
دو چار دیکہہ تیرے سر کو ٹپک پڑے

مے سے چمن مین دیکہہ نہ پہر یار جام گل
ہے ساغر شکستہ نہ دارو ٹپک پڑے

تو وہ ہے دیکہے گر کبہی غنچہ دہن ترا
رال اوسکے منہ سے یار تر شہد و ٹپک پڑے

ہے اشک ریز یون مری مژگان چشم تر
باران سے جون شجر بلب جو ٹپک پڑے

رہتا نہین وہ گریہ وزاری سے کیا کرون
اوسکی بلا سے جو مرے آنسو ٹپک پڑے

جانیکو گہر کے یار ہے جون برق مضطرب
احسان ہو تیرا ابر اگر تو ٹپک پڑے

رخ پر ترے جبین سے نہین قطرۂ عرق
اے نخل بار دار سمن تو ٹپک پڑے

ہے تجہہ پہ چشم سو گلستان حسن مین
شاخ پر خم ابرو ٹپک پڑے

مین نے یہہ کب کیا ہے تجہے ضبط اشک کو
مژگان ترسے ایک آنسو ٹپک پڑے

طغیانی اپنی بارش گریہ کی مت دکہا
لیلا کا تیرے قیس یہ تنبو ٹپک پڑے

کہایا ہے تیر عشق جگر مین نکیون نصیر
جلے سر شک چشم سے لو ہو ٹپک پڑے

فرقت کو برا مت کہہ دل گرچہ مصیبت ہے
پر وصل کے ہونیکی امید یہہ فرقت ہے

تو عہد جوانی مین برپا کن آفت ہے
خط شام قیامت ہے رخ صبح قیامت ہے

مجہسے نہ کوئی پوچہو اب کیا تری صورت ہے
وہان آئینہ ہے وہ ہی یہان مین ہون یہہ حیرت ہے

شیرین دہنوم سے جنکو کہ محبت ہے
ہان اونکے ہی جینے کی دنیا مین حلاوت ہے

کیونکر نہ دعا مجھکو دون اے قد خم گشتہ
پیر ہین بنی میری کچھ اور ہی صورت ہے

عالم مین ہوا مین بھی انگشت نما ایسا
جیسے کہ مہ نو کی ہر شہر مین شہرت ہے

دم آہ او لجتا ہے دل برہم و درہم ہے
کوئی یہہ نہین کہتا اب کیا تری حالت ہے

ہے کون کہ یارو جو سلسلہ جنبانی
زلفون کے بنانے سے ونکو نہین نسبت ہے

عالم ہے نصیلو ایسا اپنے بت کافر کا
اللہ کی قدرت ہے اللہ کی قدرت ہے

لپٹی جون بلا ہے اوس پری رخسار کی چوٹی
دل شامت زدہ مت چھیڑ یار کی چوٹی

شب اوس سے پردہ فانوس مین لپٹا جو پڑا نہ
کر گلگیر نے لی صاف شمع زار کی چوٹی

سحاب عنبر افشان بنگئی ہے وقت جولانی
عرق آلودہ تیرے اسپ خوش رفتار کی چوٹی

سیہ مخمل کی ہی یہہ دستکی یا دام ہے قاتل
برائے مرغ جان عاشقان تلوار کی چوٹی

تصور زلف شیرین کا بندہ نا فرہاد کو جسدم
تور کہہ کر اوس نے تیشہ چھوڑی کہسار کی چوٹی

چھپا پتال مین پہر اوجہ ماسک خوف کے مارے
جو بل کہائے ہوی دیکھو مری دلدار کی چوٹی

شعاع مہر ہنگام سحر فربان ہو گر دیکھے
تری گوندی ہوی ہو باف رین مار کی چوٹی

خدایا میری چھاتی پر نکینو کر سانپ لوٹے
رقیب روسیہ گوندے ہے بت عیار کی چوٹی

وفور شہ مین شب کہکشان دیکھو جو ایساتی
تو سمجھا اوسکو پرچہ خرچہ کجرفتار کی چوٹی

بزنگ شانہ ہاتھہ اوسکو لگا اوسکی طاقت ہے
وہ کہائے ہا چہیرے جو کوئی گلزار کی چوٹی

نہ تاب ہمسری ہو شاخ نافرمان و سنبل کو
چمن مین دیکھو گر اوس عبرت گلزار کی چوٹی

دل کی یہہ شکل خیال مژہ یار سے ہے
منہ مین رکہہ چوسے ہے چون کو دکی ماداں اونگلی

اپنے ہوئو نہہ سہی آج اسے ملنے دے
ہو کبہی تو مرے منت مندۂ احسان اونگلی

ہر سحر گہورے سے تجہکو مجہے شک آتا ہے
چشم آئینہ مین کردون گا ری جان اونگلی

سورۂ نور پڑہے ہے پے تاریکئے گور
شمع تربت پہ مری رکہہ کے غزالان اونگلی

مصحف رخ کا ترے نونگا ہون بوسے سہ
بے وضو کون لگاتا ہے مسلمان اونگلی

فکر تر مین بدن کرتے ہین یا بند لباس
نہین رکہتے ہین خیال سر سامان اونگلی

سنگ ہے اہل تجرد کو قبا پوشی سے
دیکہہ لو ماتہہ کی ہر ایک ہے عریان اونگلی

وحدت صانع قدرت کی شہادت کو اگر
کہڑی رکہتا نہ کبہی سرو گلستان اونگلی

باغبان شاخ گل درد نمط ہر یک دست
اسکے کرتا قلم اے قمری نالان اونگلی

چوم لے ماتہہ ترا کیون نہ سخن فہم فصیلی
کیا ہی ہر شعر مین باندہے ہے سخندان اونگلی

سحر تک کیہین جو کبہین تجہہ بن شام سی کیلے
تصور مین تری آنکہون کے ہم بادام سے کیلے

دل صد چاک عاشق کو بناتا ہے گل بازی
جو کیلے جان پر وہ اون نے گلفام سے کیلے

عجب کل عالم مستی مین دیکہے ونکی کیفت
کبہی شیشہ کو پٹکا سنگ پر کبہی جام سے کیلے

کہلا نا سانپکا اک زندگی ہاتہہ ہوتا ہے
یہہ دل کیا گیسوے معشوق کل اندام سے کیلے

ہزار انکہین دکہاون پر یہہ طفل اشک ہے ستار
نکل کہوارۂ قرگان سے خاک آرام سے کیلے

فصیلی آتے ہوے پاس نہ اوسکو ننگ آتا ہی
لگے ہے عیب کیونکر عاشق بدنام سی کیلے

سر پہ زہرہ کے قیامت ہو فلک پر بپا
تو دم رقص جو دلدار اوٹھے اور بیٹھے

بیقراری نے تو اکدم نہ دیا چین ایوب
بفراق بت عیار اوٹھے اور بیٹھے

نکلے دریا سے نہ گر نیکو صدف ہمچشمی
ہم جو با چشم گہربار اوٹھے اور بیٹھے

حال یون گریہ سے ابتر ہے تن خاکی کا
جیسے برسات مین دیوار اوٹھے اور بیٹھے

اور دوانکی زمانے سے صدا افسوس یہان
تو مرے ساتھہ نہ زنہار اوٹھے اور بیٹھے

ہم وہ ہین سوختہ دل آہ کہ مانند سپند
باعث گرمی بازار اوٹھے اور بیٹھے

دستگیری کو نہ جب تک ہو عصا جون گس
خاک اوس چشم کا بیمار اوٹھے اور بیٹھے

یون پئے دل ہے وہ جون یکہہ متاع تازہ
کسی دوکان پہ خریدار اوٹھے اور بیٹھے

خاک بہی ہو ترے کوچہ مین ہوا خواہی سے
کر دیا دانہ ہم اے یار اوٹھے اور بیٹھے

تو نے اکبار نہ دیکہا تہ خوبان افسوس
ہم ترے مجرے کو سو بار اوٹھے اور بیٹھے

جبکہ تو عالم مستی مین بصد کیفیت
لیکے شیشہ بت میخوار اوٹھے اور بیٹھے

آب فوارہ گلستان مین نہ کس صورت سے
تری تعظیم کو ہر بار اوٹھے اور بیٹھے

پڑہ فصیلو اور غزل جس مین کہ ثابت ہووے
ساتہہ تشبیہ کے اے یار اوٹھے اور بیٹھے

خاک بہی ہو کے نہ بیکار اوٹھے اور بیٹھے
لگ کے دامن سے تری یار اوٹھے اور بیٹھے

ہم بہی یون ہو کے سبکبار اوٹھے اور بیٹھے
جون حباب آب مین کب رار اوٹھے اور بیٹھے

بوسۂ لب مین ترے ہے اثر یا قوتی
تو اگر دے تو یہہ بیمار اوٹھے اور بیٹھے

دل زلف کے تو کوچہ پر پیچ سے نکل
سیدھی ہے مانگ کی رہ ہموار سامنے

کیونکر رہ عدم نکرین دم مین طے حباب
منزل کو جانتے ہین سبکسار سامنے

بے فوج اشک دیدۂ تراون کے تو دلا
ہوتا نہ بہر جنگ خبردار سامنے

باندھا ہے دیکھہ ملک سلیمان مین مورچا
موران خط ہین برخ یار سامنے

آیا مرا ہے یار سفر کردہ گھر مین آج
جاتا ہون اوسکے آئینہ گر سامنے

لیتا شگون نیک ہون یاران ہمرہان
مت چھیکنا کوئی دم رفتار سامنے

پڑہ دوسری بہی وہ غزل اس بحر مین نصیر
ہر شعر مین ہو جس کے نہ بیکار سامنے

آپسمین تیرے آنکھین ہین کیا یار سامنے
لڑ مینگی ہین دو آہوے تاتار سامنے

دل رکھہ تصور رخ دلدار سامنے
مصحف کو رکھہ کے پڑہتے ہین زنہار سامنے

بے رنگ دل نہ عشق کی منزل مین کہہ قدم
رہبر کو لیکے چلتے ہین ہشیار سامنے

کیون قافیہ نہ تنگ سخندان کا ہو نصیر
ہے بیٹہا ردیف کا دشوار سامنے

کیا بہہ ترے لب پر ہے تماشا سرخی پان و رنگ مسی
لالہ و نسترن ہی گویا سرخی پان و رنگ مسی

ہم کو ترے ہنگام تبسم شعلۂ برق و ابر سیاہ
سو ہی ہے اے انجمن آرا سرخی پان و رنگ مسی

بیٹہا ہے گلگرگ پہ بہونرا یا بہوئی ہے شام کہین
مجکو بتا اے شوخ ہی بہی کیا سرخی پان و رنگ مسی

جاتے ہی تنگرف و سیاہی لکہنے کو تیرے وصف ہین
کافی ہو بس ہے گل غاسرخی پان و رنگ مسی

لیا تو بوسۂ رنگین شکین سے اول حرصی | خطا ہی بہر یہہ کہنا تو مر اعنبر سے منہ بہرے

کہی اس بحر مین ہے اے نصیر ایسی غزل تو نے
کوئی گر ہو سخا بی سا ترا گوہر سے منہ بہرے

حیرت افزا جو ترا حسن جہانگیر بنے | کلک مانی قرہ دیدہ تصویر بنے
دیکھین کیا تیغ سے اوسکی دم تکبیر بنے | جبکہ اپنا یہہ گریبان ہی گلوگیر بنے
مین ہون مجنون شہادت طلب اے لیلی وش | جو ہر تیغ سے میرے لئے زنجیر بنے
ساتھہ سو یا ہون مین اے اسیم تن اک عمر تری | خاک سے میرے عجب کیا ہی ہوا کسیر بنے
قفس چرخ مین آیا ہون بہت رہ کر تنگ | اتبو یارب کوئی پرواز کی تدبیر بنے
استخوان لبد فا کیون نہ ہدف ہون میرے | جبکہ ہر بال مرا اوسکا پر تیر بنے
کل ترے کشتہ کے یہہ زخم بدن کے پہولے | کہ برنگ گل گل تار کفن کے پہولے
تیری سمند کے جو گل کیمیے چکین کے پہولے | گلبدن پہولن تختہ مین چمن کے پہولے
اسکو پانی نہ دے شبنم کہ یہہ مستی ہے | طفل غنچہ کا شکم کیونکہ نہ تنکے پہولے
زلف چہوڑے جو نہ تو رخنہ تو شام غربت | نہ کبھی سر پہ مرے صبح وطن کے پہولے
جو کڑی ہو لگے دیکہہ تری شوخی چشم | دست و پا ایسے غزالان ختن کے پہولے
گل کے مانند تجہے دیکہہ کے پیراہن مین | تہے جو عاشق ترے بے ساختہ تن کے پہولے
قطرۂ خون سے عجب ہے مرے پلکونکی بہار | نخل دیکہے تہین اس نگ سے کہن کے پہولے
تار کاکل مین ترے دیکہہ گہر حیران ہون | شاخ سنبل مین نہ غنچے ہین سمن کے پہولے

بیت دست سبو کر تو کہ اہل ظرف ہے
دل یہی کرتا ہے ای پیر مغان تلقین مجھے

تحفہ جان تربت غناب مین مت دی طبیب
ہے دوا درد بوسہ خال لب شیرین مجھے

زلف روی یار کے مین دیکھنے والون مین ہون
زاہدا اس سان نہو کر وجہ کفر دین مجھے

باز آصید افگنی سے ابرو چشم مست یار
پنجہ مژگان ہی تیرا چنگل شاہین مجھے

کب وہ تار زلف مین موتی پروتا ہے نصیر
شاخ سنبل مین دکھاتا ہے گل نسرین مجھے

مقراض جادہ دامن صحرا کتر گئی
اک لالہ گل بہانہ دشمن صحرا کتر گئی

تقدیر اون طیور کے پر آہ زیر دام
تھے جو کہ داستان زن صحرا کتر گئی

وقت شکار تیری نگاہ اے غزال چشم
گوش پلنگ افگن صحرا کتر گئی

باد صبا ہی چور جو ہر عقد غنچہ کو
گلشن سے بہر رفتن صحرا کتر گئی

سبزہ سے آبجو ہے قبای زمردی
کیا بہر پوشش تن صحرا کتر گئی

مقراض بن لباس حیات مسافران
مژگان مار رہزن صحرا کتر گئی

باد خزان ہی در پے گلگون لالہ آہ
تار حیات توسن صحرا کتر گئی

تنہا پردہ خرد جو حجاب جنون نصیر
تو آرزوے دیدن صحرا کتر گئی

خال پشت لب شیرین ہی عسل کی مکھی
روح فرہاد لپٹ بنکے جبل کی مکھی

سنگ دشت در و دیوار فتادہ کو دیکھر
منہ کو پیٹے ہی تہورا کے محل کی مکھی

تو نے اے صانع قدرت ہی بنایا ہمرنگ
کیونکر پیرا ہو صورت سے جعل کی مکھی

رنگیوں کا کبھی دیکھا نہ شکر جس نے
دیکھے برسات میں وہ فوج کے لکی مکھی

بیٹھنے کا تو ہے کیا کر کہ مانگے ہی پناہ
آبداری سے تری تیغ کے پھل کی مکھی

گو یہ نجت ازل ہی پہ دلے قابل ہے
قدرت کاملہ عزوجل کی مکھی

اے فصیلو آجکے دن ملک سخن میں کوئی ق
طبع موزوں سی بنا کر کے مثل کی مکھی

شکل عنود خدائی کا کرے گر دعوے
کام پشہ کا کرے تیری غزل کی مکھی

دامن کشان ہو آہ دکھائے ہیں مجھے
دست جنوں سے کچھ نہیں آتا ہیں مجھے

پروین سے کہکشاں کی لگے کیا پہن مجھے
بازو پہ تو دکھائے جو شب نورتن مجھے

ہر دم ہے یاد ساقی توبہ شکن مجھے
مینائے مے چمن میں ہی سرو چمن مجھے

کشتہ ہوں ابروئے عرق آلودہ کا ترے
نہلا کے آب تیغ سے دیجو کفن مجھے

کہتا تھا اوسکی مانگ میں شب ہم قدم پہ دل
یکسر لگے ہی آہ یہہ رشتہ کٹھن مجھے

تجھکو نہ کیونکہ یوسف مصری کہوں عزیز
ہے کوزہ نبات یہہ تیرا دہن مجھے

مشتاق دید خال تہ زلف یار ہوں
دکھلا دو کوئی دور سے کالے کا من مجھے

کشتہ ہوں تیرہ بختی غربت کے شام کا
ہر چاک جیب دیکھے کے صبح وطن مجھے

اوس خط پشت لب پہ ہے زلف پر شکن
لگتا ہے دام طوطی شکر شکن مجھے

تیرے طرح سے خاک میں ابھرن کرا ہی جانے
ہستی کا بار دوش ہے یہہ پیرہن مجھے

کن شمعروسے آہ آہی لگی ہے لو — پروانہ سان جو ہے ہوس سوختن مجھے
اس دورمین ہون نہ بہوکش مین اہل ظرف — پیمانہ بہرکے دے بت پیمان شکن مجھے
مین شاخ سیب کے کبھی دیکھون نہ باغ مین — دکھلا دو ماتھے کہکے جو زیر ذقن مجھے
چنپا کلی کی تاب لگے ہے وہ خوشنما — نزدیک تکمہ بت گل پیرہن مجھے
اے چرخ سبز فام گریبان صبح شام — دکھلا نہ آفتاب کی اپنی کرن مجھے

کیونکر سدا نہ پاؤن سلاسل پڑے نصیر
پہنتا ہے بعد قیس یہہ دیوانہ پن مجھے

کیا بات ناوک فگن کا ڈر کبوتر ہو لجائے — سہم کر پر مارنا اکثر کبوتر ہو لجائے
ہے گرہ باز افگنک کا پہندہ کبوتر جبکو دیکھہ — خواہش پرواز مگر کبوتر ہو لجائے
وہ دل پرداغ ہی اپنا کہ جسکے روبرو — اپنی رنگت کو سراک گلپر کبوتر ہو لجائے
اسلئے مین ساتھہ کرتا ہون تجھہ یک صبا — تا جواب خط نہ وہان جاکر کبوتر ہو لجائے
دیکھے گر پرواز مرغ نامہ بر وہ مہ لقا — تو اوڑانا اپنے کوٹھے پر کبوتر ہو لجائے
دیکھہ کر میرے صنم کے خیمہ دانہ خال کا — ہے یقین کعبہ مین رہنا کبوتر ہو لجائے
یون جلا دل آنسون کے ساتھہ اپنا جسطرح — ساتھہ مین صیدکے مگر کبوتر ہو لجائے
قمرے دل بولے ہی حق سرو سے سرو قد — نعرہ یا ہو بجا ہے گر کبوتر ہو لجائے
باد آصید افگنی سے تا بوطفل سنگ زن — تا کہانا دشت کے کنکر کبوتر ہو لجائے
صید کرنے پر ہو گر شاہین فکر اپنی نصیر — باد کے مندیل پر بلنا پر کبوتر ہو لجائے

یوں ہی نہیں جبہ پہ ترے خال کے نکلا یہ خط
صف مور چگاں لینے کو ہی ملک سلیمانی کھینچی

ہو خانۂ خراب آئینہ کا جس نے بگاڑا ورے
اک سد سکندر بیچ میں اس کے نکیو گمبانی کھینچی

یہہ خستہ شکستہ مال ترے صید تجھی کیا دینگے دعا
تکلیف تری ماہ ہوں ہی جب بن دانہ اور پانی

غل کیوں نہ ہو برپا گلیوں میں یہہ بات جو ملکر گھر گھر کے
پاؤں میں نصیر اب مجنوں کے زنجیر بنا دانی کھینچی

بلبلو چاہیے گل سوختہ جانی مانگے
پر نہ اس شبنم کم ظرف سے پانی مانگے

غنچہ ترے سے اگر تنگ دہانی مانگے
دوں ملا خاک میں ایسا کہ نہ پانی مانگے

تو جو کانوں کے لئے گوہر مانی مانگے
چشم سے کیونکہ نہ دل شک فشانی مانگے

پاؤں تک شمع کی ہو سر سے سفیدی چہانی
یہہ مصیبوں میں ہے کیا خاک جوانی مانگے

دل ہی کچھ شے ہے عزیزو جو مرا یوسف ثانی مانگے
جان تک دوں جو مرا یوسف ثانی مانگے

تیغ ابرو پہ تری ہے جو کھنچے نقشہ
تا دم باز پسیں آپ امانی مان گے

داغ سینہ کو ندہو اشک کہ دکھلاؤنگا
عشق کی حشر کو کر کوئی نشانی مانگے

سر پہ یہاں خیمہ ابر کرم باری ہے
تجھ سے اسپک کوئی کیا چرخ پرانی مانگے

بزم دنیا میں ہو اے شمع خموشی بہتر
سر کٹے کو ئی یہاں چرب زبانی مانگے

گر چمن میں الف قد کو ترے دیکھے سرو
تا قیامت روش قاعدہ دانی مانگے

تری مقراض دو لب قطع سخن کرتی ہے
تجھ سے اوسہ کوئی کیا دشمن جانی مانگے

ورد آمیز غزل ورد پڑھ ایسی کہ نصیر
چشم تر سنکے سحابی و غمانی مانگے

دنرات مین نے اس مین پونچھا ہی چشم تر کو
کانپے نہ موج دریا کیون میرے آستین سے

نام آوری ہی یارو ٹیکا کلنگ کا ہے
چھٹتی نہین سیاہی مکبو رخ گین سے

یارب عدم مین بھی ہے کیا کار عشق بلتے
لالہ جو داغ بردل نکلے ہی بان مین سے

ظالم سے خلق کو ہی ہونی محال راحت
ہوتا ہے رنج حاصل زنبور انگبین سے

نرگس جو آنکھ نیچے رکھتی ہے وجہ یہ ہے
تعلیم یافتہ ہے اوس چشم شرمگین سے

شہرہ ہے تیرے لب کے معجز نمائیون کا
ورنہ اترتے عیسی چرخ چہارمین سے

ہیو جہ تیرے زیر خط سیہ ہے نکلا
ممکن نہین کلف کا چھٹنا مہین سے

خلوتکدہ مین دل کے گر جی نہین ہی لگتا
تو چشم ہے ہمہ دا حاضر کہان کا مہ شہ نشین سے

وہ راوس نے کب پرتو سے ہر تار زلف مین مین
ق جسکو یقین ہو وہ دیکھے وہ دور بین سے

حیران ہو نہین گہٹا مین بگلونکی ہین قطارین
یا لدرہا ہے سنبل گلہا ے یاسمین سے

نافہم جانتا ہون مین تمکو نکتہ دانو
عقل و شعور جاکر کو مول مان کہین سے

خال کمر کو اوس کے کہتے عبث ہو نقطہ
اوس کے کمر کو نسبت ہی مورد انہ چین سے

مین تیرے سامنے ہون دیکھے آج اپنی صورت
ق آئینہ کہہ رہا ہے ہمہ اوس بت حسین سے

انگشت مصطفے سے شق القمر ہوا تہا
قشقہ کا معجزہ ہے ظاہر تری جبین سے

میری غزل مین سنکر مضمون شناس قایل
مین کب نصیر خوش ہون نادان کی آفرین سے

چشم بیمار بتا نکا ہے تو بیمار امدل | ق | اتنا بیتاب نہو بیٹھہ شکیبائی سے
جان شیریں کو نکہا یار کہ نبوائی ہے | | لو زبادام ترے واسطے حلوائی سے

جون نگین نام کی خواہش ہے اگر تجھکو نصیر
رکھیو باہر نہ قدم گوشۂ تنہائی سے

دلا زلف سیہ کو ربط ہی رخسار جانان سے | | تعجب کیون نہو ہندو کو حب الوطن ہو قرآن سے
شکایت کیون نہو مژگان کو یار و چشم گریان سے | | کہ نخل خشک ہو جاتا ہی وان سرسبز باران سے
امید وصل میں دل کیون خفا ہے درد ہجران سے | | کہ ہوتی ہی محبت صاحب خانہ کو مہمان سے
نمود سرخی پان ہے لب نگین جانان سے | | تماشا ہے کہ آتش مشتعل ہی آبحیوان سے
حباب و بحر نے واقف کیا اس سر پنہان سے | | ہوے تم آشنا نسبت ہے جو اللہ و انسان سے
یہہ ہی گلبرگ وہ ہے سنگ کچہہ تمیز لازم ہے | | لب معشوق کو نسبت ندو لعل بدخشان سے
محبت اسکو کہتے ہین کہ لے ہو ناقہ لیلا | | قصاص خون پاے قیس ہو خار بیابان سے
بعشق شمع رویان مین سر پا داغ ہون یارو | | کروں دعوے ہمچشمی نہ کیون سر حرفانوسے
غضب چین جبین او پر عرق ہی خوفناک ایسے | | الٰہی کشتۂ دل کو بچانا موج طوفان سے
بلا کر غیر کو مے تو نے یہہ مجھکو جلایا ہے | | ٹپکتے اشک ہین چشم کباب نیم بریان سے
تصور مین ترے دندان کے گر ہووے گہر افشان | | تو یہہ ہر چشم تر ہو باج خواہان برلیان سے
مین وہ مجنون لاغر ہون کہ جبکے پاؤن کے خلخال | | بنی ہلکی سی ہے زنجیر نقش پاے موران سے
تمہارے ناخن پا نے کیا ہی منفعل ایسا | | اوٹھاتا ماہ نہین گردون پہ ماہ نو گریبان سے

تھے جو احبا بہم دستۂ گل کی روش
باغ جہان سے وہ بزم آہ کدہ ہو ٹہہ گئی

کیا کہوں اوس شوخ کی تابش گلگون ناز
برق سے چمکی اودہر باگ جدہر ہو ٹہہ گئی

دختر رز ہے کہان دیکہیے محفل مین تو
تہا جو تر امحتسب اوسکو خطر ہو ٹہہ گئی

یہہ عالم اوس کے خط سبز نے کہایا ہے ولہ
کہ جسکو دیکہہ کے عالم نے زہر کہایا ہے

مار کر چاہ زنخدان مین کرادی ہی لحد ولہ
کون پہر تجہسے دل اے دشمن جانی مانگے

مہر ہے منہ پہ تو قاصد کے وہ کیا خط کا جواب
بت نو خط سے دلا میری زبانی مانگے

آشنا لچہ زخار سخن سے ہین نصیر
ہم سے کوئی در مضمون و معانی مانگے

دل کا کیا مول بہلا زلف چلیپا ٹہہرے
ترے کچہہ گانٹہہ گرہ مین ہو تو سودا ٹہہرے

جنبش لب پہہ قیامت ہی کہ جی اوٹہی ہم
آج اک بات مین تم رشک مسیحا ٹہہرے

دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان لوا و ولہ
چہیڑنے کا مرے پہر آپ فدا دیکہینگے

میکدے بیٹہا جو وہ مہ اپنے گہر کی چاندنی ولہ
جب تلک بیٹہا رہا ہرگز نہ سر کی چاندنی

در پر وہ آنکہہ یار سے لڑتی ہی رات سے ولہ
تار نگہ کو رشتہ ہے چاک قبا سے

سایہ سے قد یار کے رہ جمین اوگے
ٹپکے عرق جو رنج سے گل نسترن اوگے

کشتہ ہون تیرے چشم کا مین کچہہ عجب نہین
نرگس مری مزار پر گر جان من اوگے

قاتل ترے شہید کا خون ہی جہان گرا
کیونکر وہان نہ لالہ خونین کفن اوگے

گلشن مین تیرے عکس فگن گر کبہو ہو زلف
سنبل مجہے یقین ہی شکن در شکن اوگے

ساحت باغ کی دل جمعد تک مشکل ہی کا ڈھی		مسافر شب کو رستہ خواہش منزل ہی کا ڈھی
صفائی دل کہون تیغ نگاہ چشم لیلی کی		دل مجنون کو چاک پردہ محمل ہی کا ڈھے ہے
سدا رہتی ہی آغشتہ بخون قاتل تری چوکھٹ	ولہ	لگی ہی اوس مین شاید تختہ قصاب کی لکڑی
بندہای شوخ کے لب کا تصور عہد پیرین		بجا ہی مجھکو کہنا ہاتھ مین عناب کی لکڑی
لڑے ہر گز نہ ترک چشم وہ مژگان کاٹ کلے		جو دیکھے پھینکتے میرے دل بیتاب کی لکڑی
جام جم کے ساقی کہ کہنا اوٹھی ہے	ولہ	برق بھی سہر سے اب لیکے پٹا اوٹھی ہے
موج دود سر شعلہ نہین بن جوگن شمع		عشق پروانہ مین یہہ کھول چٹا اوٹھی ہے
ہے جو رنجور غم عشق اوہنین بہر شفا		گرد دامن کی ترے خاک چٹا اوٹھی ہی
مقراض جادہ دامن صحرا کتر گئی	ولہ	اک تازہ گل یہہ دشمن صحرا کتر گئی
تقدیر اون طیور کی پر آہ زیر دام		ہے جو کہ داستان زن صحرا کتر گئی
سبزہ سے آبجوے قبائے زمردی		کیا مہر پوشش تن صحرا کتر گئی
بعشق سیمبران جلکے گر موتن مٹی		تو بن کے بوتہ زر گر ہو شعلہ زن مٹی
پس وفات ترے کشتگان چشم کو دیکھہ		بنے ہے دست کلالون سے یہان ہرن مٹی
فصیل صانع قدرت کی دستکاری ہی	ق	ہزار رنگ کی صورت کئے ہے بن مٹی
		نفخت فیہ نے جان اوس مین ڈالدی ہے دیکھہ
		رکھی تھی ورنہ کہان طاقت سخن مٹی
فصیل زیب مکان رونق مکین سی ہے		فروغ خانۂ آئشتری نگین سی ہے

پھیری ہی جنس ناقص یکیہ کر ہر اک نصاب
اس متاع دل کا دیکھین کسطرح سودا بنے

جدا دیکھو نہ مینائے فلک کے سر کو پنبہ سی
کہ ہی میکشان نسبت مہ انور کو پنبہ سے

وہ ہی محو تماشا عالم ہستی مین ہی ساقی
جلاتا ہے لگا کر بادۂ احمر کو پنبہ سے

نہین ابر تنک مین ہی شفق آلودہ ماہ نو
فلک پہونچی ہی اپنی جو نچکان اشتر کو پنبہ سے

دل تسکین غوبان شرم ہوتے کس نے دیکھا ہے
غلط فہمی ہی گر گزشتہ دین تہہ کو پنبہ سے

نہین تبی کی حاجت اس حریم کعبہ کو ہمدم
کہ دایم ربط ہی داغ دل مضطر کو پنبہ سے

مونڈا کر ریش کو ای شیخ بوسہ دسکے لڑکے
سر موشتہ الفت نہین اگر کو پنبہ سے

تجھے کیا قدر ہی تشبیہ دین اپنے زنخدانکی
جدا رکھتا ہی ورنہ کون سیب تر کو پنبہ سے

ملایم ہوکے دل کہوے زنگ آئینہ دل کا
کہ رہتا ہے ہمیشہ کام صیقل گر کو پنبہ سے

نصیر اوس سے لڑاؤن آنکھ کس صورت سے درپردہ
کری ہی بند وہ دیدہ چاک در کو پنبہ سے

ہم شوخی جسم اوسکی جو اظہار کرین گے
سنگر وہین رم آہوے تاتار کرین گے

وابستہ کاکل یہ دل زار کرین گے
کعبہ کو سیہ پوش ہم اے یار کرین گے

کچھ اندنون بیڈھب نظر آتا ہی مجھے رنگ
کیا جانے کیا دیدۂ خونبار کرین گے

جبتک کوئی گل ہوگا نہ صیاد قفس مین
مرغان چمن بند نہ منقار کرین گے

تو مانع رفتار نہو آبلہ پائی
دیدے مین ترے سوزن ہموار کرین گے

وہ مرا چاک جگر ہے کہ دم بخیہ گری
چشم سوزن صفت دیدۂ گریاں بنجائے

گرم روداد مجنوں ہیں جو ہوں لیلیٰ سوسی
شجر طور ہر اک خار مغیلاں بنجائے

لب پہ یاں خوردہ سی وہ کیوں نہ دہن کا حلقہ
رشک انگشتری لعل بدخشاں بنجائے

شوق غبار مخطط سی ترے کیا ہے عجیب
ہندوی زلف اگر حافظ قرآں بنجائے

صبح اودھر تری گرخ روشن سی نقاب
چشم خورشید کی آئینہ حیراں بنجائے

میں وہ مجنوں ہوں کہ صحرا میں برنگ سوزن
خار پا کھینچے مژگان غزالاں بنجائے

نالۂ مرغ گرفتار اثر رکھتا ہے
کیوں نہ ہر چاک قفس دیدۂ گریاں بنجائے

تا بلب سے تری دریا میں تعجب کیا ہے
یہہ ہنور گر گل خورشید گلستاں بنجائے

ناتوان وہ ہوں میں دیوانہ کہ ہنگام خرام
دستگیری محض خار بیاباں بنجائے

چشم جاناں کا تصور جو نکیوں تو انصیلو
کف افسوس مری چہرہ مژگاں بنجائے

دل پر داغ کو میرے نچھوڑا چشم گلرو نے
تعجب ہے کہ پیتے کو کیا ہے صید آہو نے

پس از مردن بھی یہ حسرت رہیگی حشر تک مجھکو
نکہایا استخوان تن مرا تیرے سگ کو نے

سر گل پر چمن میں مسجد مہ پر یا کیا فتنہ
نکل کر اے صبا کس کی قبا سی عطر کی بو نے

دل آشفتہ کو میرے عبث آنکھیں کہا ہیں
تمہارے زلف عنبر بار کے ہر حلقہ مو نے

ثریا یا تہہ حسرت سے ملے ہوئے قمر طلعت
وہ کہائی ہی جہلک یہ نورتن کی تیری بالو نے

اودھا یا یا تہہ کیا مشق ستم سی ای بت نو خط
شکستہ لوح تربت کو ہمارے کر دیا تو نے

مہ نو اپنی رکھہ بالا طاق آسمان شیخی
کہ تجھکو زیر تیغ اوس شوخ کے رکھا ہی آبرو نے

مہر تہا ہر سر کاوش جو وہ مژگان ملتفین
ورق ارض و سما زیر و زبر ہو جاتے

پھر گیا مثل نظر وہ بت بدکیش ایوائے
کاش کی ہم ہدف تیر نظر ہو جاتے

اوس کے دندان کا تصور نہ بندہا چشم مین آہ
ورنہ آنسو یہہ مرے صاف گہر ہو جاتے

تیغ ابرو نہ ادہر تو نے علم کی ورنہ
داغ دل جتنے تہے اک لخت پسر ہو جاتے

گر لچک دیکہتے اس تیری کمر کی چیتے
تو میان پہر و مین قربان کمر ہو جاتے

کاش تیرے لب پان خوردہ کے الفت مین ہم
ہنستے ہنستے ہی ہو اشعل شرر ہو جاتے

یہہ ہی امید تہی ہمکو کہ جون شمس و قمر
روز ہم شام کو یا وقت سحر ہو جاتے

دل بیتاب کو پہر اپنے تسلی ہوتی
چلتے پہرتے جو ذرا آج ادہر ہو جاتے

صبح دریا مین کبہی منہ کو جو دہوتی وہ نصیب
تو رنگ گل خورشید بہنور ہو جاتے

جبکہ ابرو یہہ ترا قتل کو تلوار بنے
کیون نہ پہر سر کو جہکاتے ہمین ایار بنے

برق اور ابر کا پہر کون طلبگار بنے
شعلہ جب خ ہو ترا زلف دہوان مار بنے

دیکہہ لیت جو یہہ مرا مانع دیدار بنے
آئینہ سد سکندر یہ کہین یار بنے

انکہین عشاق کے تلوون سے تکمرمت مل
گل نرگس کے عوض سکا بہی اک ہار بنے

زلف سے کیا ترے سودا ہو متاع دل کا
دام ہون اسکی گرہ مین تو خریدار بنے

خاکسارون کو نہین ہے ہوس اوج فلک
شیشہ گر قایل بنیاد حبابی ہون مین

چشم تر در نزاع رو کیونکر کہ رسوا رہگئی
کہل گیا راز محبت بات اب کیا رہگئی

دل میں اپنے خواہش سیر تماشا رہگئی
ہم رہے دنیا سے یارو ہمسے دنیا رہگئی

جب متاع دل کا سودا خط سے خط کش ہوگیا
لیکے تب اپنا سا منہ زلف چلیپا رہگئی

قد سوروان و کمر تیری جو دیکھے سرو ناز
ہوش قمری کے اڑی پرواز عنقا رہگئی

دامن یوسف عزیزو جبکہ ہیوٹا ہاتھ ہے
عاقبت سر در گریبان پھر زلیخا رہگئی

وحشت رز کو میں تو ایوا خط لگا تا منہ تہا
خود گلے پڑتی ہی سکو جس نے تاکا رہگئی

کوی جانا کی ہوس میں دل تو رخصت ہوگیا
تو بھی جا جان حزیں کیوں تن میں تنہا رہگئی

چشم مست ساقی خمخانۂ وحدت کو دیکھہ
یہہ ہوا بیخود نماز اہل تقوی رہگئی

دست و پا قاتل کے دیکھے میری خون سے جبکہ سرخ
ہاتھہ ہی ملتی حنا با صد تمنا رہگئی

خون ہوا تو عشق میں دل پر نہ آنکھوں سے بہا
حیف بنکر تری صورت ہیولا رہگئی

ایکا چاہو تے مقید کب ہیں وارستہ مزاج
نکہت گل کو کہیں ہمنے نہ دیکہا رہگئی

چکے جب کا نو نکے جھکے شکو کی ہیوش تر سے
کوئی حسرت سی چہاتی پہر تڑپا رہگئی

ہے ابرو کے اشارے کب پھیر تی ہیں تیغ تان
دوستی بالاے طاق اونکی خدا یا رہگئی

خال رخ سے اوس کے ہمچشمی نہ کی اچہا کیا
آج تیرے برج میں شیخی کہنیا رہگئی

تیغ ابرو نے تری مارا جبھی سکو دہار پر
پھر تو تہہر تہہر کا پنتے ہی موج دریا رہگئی

ہے تمنا جو لب یار کے بوسون کی مدام
گردن مینا جھکی اے بادہ پیما رہگئی

کون کوتہ آستین آیا چمن کی سیر کو
ہاتھہ شاخ گل ہم آغوشی کو پھیلا رہگئی

گلے مین وہ ترے چمپا کلی ہی سونیکی — کہ جسکو دیکھکے سورج کی ہو کرن مٹی
ہماری خاک پہ ڈالے نہ کیون وہ سایہ زلف — کہ چاٹتا ہے سدا مار را ہرن مٹی
زبان تیشہ کہے ہی کہ جان شیرین دے — پہاڑ مین ترے لائی ہے کوہکن مٹی
ترے مریض کو غش آگیا ہے چل تو ہی — سونگھا رہے ہین اوسے ملکے مردون مٹی
حضور خاک شفا کیا ہو قدر آب حیات — یہہ سجدہ گاہ خلائق کے ہے بن مٹی
فقیر کرتے ہین مٹی مین اسلئے کفنی — کہ ہوگا بعد فنا ایکدن یہہ تن مٹی
وہ سیمتن ملے کیا خاک ہون رقیبون قسمت — چولون ہی ہاتھ مین سونا تو جای بن مٹی
ہوے ہین دفن جو کشتے سفید پوشون کے — کریگی اونکا نہ میلا کبھی کفن مٹی
کسی نے کچھہ تو چوریا ہے رشک مرتا — جو شبکو ڈالتے ہین اہل انجمن مٹی
کمہار کیون نہ بنائین بہت مٹی کا — دکھاتی اپنا ہے لڑکون کو بانکپن مٹی
نظر لگے تجھے کیونکر کہ دل جلا دی ہی — اوٹھا کے غیر کے پاؤن کی ہے دمن مٹی
تری دہن کی مسی کا ذقن پہ کیون نہو عکس — کنوی کی لگتی کنوی کو ہے جان من مٹی
جو یاد چشم مین تیری موی مین اون کی ہنوز — بنے ہی دست کلا لان سی یہان ہرن مٹی
کبھی تو رو بہہ اوسیکا مزار ہے ظالم — ق — ہوا تہا عشق مین تیری جو خستہ تن مٹی
سمجھہ نہ شمع اسے تو بشمعدان گلی — ہے اوسکے دہری پہ انگشت رہزن مٹی
نصیر صانع قدرت کی دستکاری ہے — ہزار رنگ کی صورت کیے ہین بن مٹی
نفخت فیہ نے جان اسمین ڈالدی ہی دیکھہ — رکہی تہی ورنہ کہان طاقت سخن مٹی

ترے روے عرق آلودہ پہ گر دیکھے لف — چاٹنے اوس پہ پہر باغ مین کالا نکلے
رشک آتا ہے مجھے یکہہ کے آئینہ کو — کاش یہہ گہر سے ترا گہو رنیوالا نکلے
شب مرے حلقۂ آغوش مین آ ای یار — منہ نہ تجہسا کوئی نکلے نہ یہہ ہالا نکلے
مین ترا درست خنائی کا نگار اہون شہید — کیا عجب ہے جو مری خاک سے لالا نکلے
رخ روشن کو ترے پہنچی ہی کب بفلک — بنکے مکڑے کا نہ کیون اڑکو جالا نکلے
لخت دل چشم سے بے گریہ نکلتے نہ کبہی — غرق دریا تہے جو پانی نے اوچہالا نکلے
خانۂ چشم جو ہے سو یہہ نزولی ہے مکان — اسکا ممکن نہین کر کوئی قبالا نکلے
طفل اشک اس مین رہی کیا کہ نہین دستاویز — مردمان کیون نہ تمہارا یہہ نکالا نکلے
لشکر خار اگر بر سر پر خاش کبہی — لیکے وادی جنون خیر مین بہالا نکلے
اوس کے پہر چشم نمائی کو تری مجنون کا — لیلے ناقہ نشین پاؤن کا چہالا نکلے
گریۂ سرور دان گہر سے پیا بادہ کشی — میگساران زمانہ سے نرالا نکلے

غنچہ مینا یہ لعل کیا ہو گلستان مین نصیر
گل بہی لیکر بکف شاخ پیالا نکلے

قطعہ تاریخ وفات حضرت شاہ نصیر دہلوی مرحوم از شاہ نجم الدین فرزند شاہ صاحب

حیف صد حیف امام شعرا شاہ نصیر — عازم خلد برین گشت ازین دار محن
بہر تاریخ وفاتش بحروف منقوط — ہاتفے کرد ندا خسرو ارباب سخن ۱۲۶۵

ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ بہار الدین پسر نبیرہ شاہ صاحب

ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ نصیر
ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ نصیر
ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ نصیر
ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ نصیر
ایضاً قطعہ تاریخ از شاہ نصیر

قطعات طبع دیوان

قطعہ تاریخ از افکار اکابر شاعر عالم
وثاقت وقایق سخن اوستاد
فن فخر خاندان والا جاہی مشہور
از ماہ تا ماہی سالک طریق
ظہوری و کلیم جاب نواب
محی الدین حسین خان تشنہ
قوت دیوان چہپ کیا اوستاد کا
فکر ہی تاریخ کی تہی دل سے کہا
ہم قصاحت کے دفتر قریب کا
ہے بہر بند کہ دیوان لاثانی چہپ
واہ کیا دیوان لاثانی چہپا

قطعات تاریخ طبع از طبع قمع کمالات

عالیجناب حکیم مولوی سید

فرمائش علیصاحب المخاطب بہ

ارشد جناب استادی پیر

کاظم علیخان صاحب شعلہ رقم

خلف الصدق پیر الشعرا ابراہیم علیخان

شاہ نصیر مرحوم و مغفور دہلوی

شاگرد رشید حضرت ذوق مرحوم دہلوی

کلام حضرت اوستاد مغفور طبع

فصیح و جلیل بلیغ است بے عدیل نظیر

زنظم این دو سخنور نظام ملک سخن

نصیر و ذوق دو شاہ بلند پایہ دہر

گہر ہا لائق یکدیگر گرفت تاریخش

نثر کلام بقا یافت تا ابد کمال

قطعہ تاریخ از موزوں طبع نازک خیال

شاعر بلند اقبال جناب میر امداد علی

۲۴۴

صاحب تخلص بہ امداد

نیر الشعرا میر حامد علیخان صاحب المخاطب بہ

نثار شاہ بار دوجہ نصیر

نثار شاہ بار دوجہ ذوق

نقی میرزا نقی مطبوع نمود ۱۳۱۴ھ — سنش گفتم ریاض روح افزا

ایضاً

آن شه نصیر شاعر خوش فکر دهلوی — در سلک نظم خوش گهر آبدار سفت
تاریخ طبع گشتن آن عصر زنده دل — اشعار عاشقانه بهار ابد بگفت ۱۳۱۴

ایضاً

بشهود آمده دیوان نصیر — قرده باد اهل سخن رافی الحال
فکر تاریخ نمودم فی الفور — دفتر شاعر هند آمد سال ۱۳۱۴

ایضاً

وقتیکه مرقع سخن عصر — شد طبع پسند هر سیه وزیر
رضوان تاریخ این چنین گفت — از هر گلشن فکر نصیر ۱۳۱۴

ایضاً

عصر آن میرزا نقی نقی — شاعر نامدار نیک شعار
طبع دیوان شه نصیر نمود — وه چه دیوان خوشگوار دهبار
ج تاریخ انطباعش گفت — یادگار نصیر رشک بهار ۱۳۱۴

ایضاً

شه نصیر چو گردید طبع عصر — هر سو زمین ریخته اش هست آسمان
ج آن خرد از من چنین بگفت — اشعار عاشقانه علامه جهان ۱۳۱۴ھ

ایضاً

طبع چون گردید دیوان نصیر — مصرع علامه بگفتا سال آن

قطعہ تاریخ از طبع فرزند شاگرد رشید استاد

بیان فصاحت و بلاغت بجناب

معلی القاب فخر الاماجد

مولانا مولوی محمد عبد الواحد صاحب

کمال حضرت والد مرحوم

قطعہ تاریخ طبع دیوان

موزوں بالکمال شاعر شاں

قطعہ تاریخ از طبع وقاد جہان اوستاد اوستاد سلطان بلبل ہندوستان علیجناب معلی القاب نواب ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر نواب مرزا خان داغ دہلوی شاگرد رشید خاقانی ہند محمد ابراہیم ذوق شاگرد صاحب دیوان

چھپا ہے آج یہہ دیوان اوس سخنور کا
کہ جسکی طبع سے آئی مراد اہل ہند

یہہ وہ کلام متین ہے یہہ وہ کلام فصیح
نہ کیونکر اسپہ جمے اعتقاد اہل ہند

یہہ باغ وہ ہے کہ جسکی بہار کے گلچیں
ہمیشہ سے ہین دل شاد شاد اہل ہند

سخنوران زمانہ ہین متفق قایل
بالاتفاق اسی پر ہے صاد اہل ہند

ہر ایک شعر اسیکا ہے داد کے قابل
اسی کیواسطے زیبا ہی داد اہل ہند

نہ کیون ہو شہرہ مصنف کا غیر ملکونمین
کہ یادگار رہے یہہ وجہ یاد اہل ہند

فصاحت اور بلاغت یہ جدت مضمون
ازل کے رند سے ہین خانہ زاد اہل ہند

جو اہل فارس و اہل عرب اسے دیکھین
تو یہ کہین کہ ہے یکتا سواد اہل ہند

یہہ سال طبع کہا داغ دہلوی نے بہی
کلام شاہ نصیر اوستاد اہل ہند

۱۳۱۴ھ

اللہ رے حسن بندش و لطف بیان صاف	بیشک یہ رہنما ہے صعب و کبیر کا
سب رنگ و ہنگ اسکے ہیں بس نقش کالحجر	کیوں خضر جان نہ ہے یہ شاہ و وزیر کا
مصراع سال طبع کہا یہ وقار نے	دیوان ہے وہ کمال جناب نصیر کا
	۱۳ ۱۴

قطعہ تاریخ طبع مجمع کمالات عالیجناب حذاقت مآب حکیم میر نادر علیصاحب رعد سند یافتہ سرکاری فرزند اوستادی میر کاظم علی خانصاحب شعلہ مرحوم خلف الصدق نواب میر احمد علیخان شہید مرحوم شاگرد رشید حضرت شاہ نصیر دہلوی

چو دیوان نصیر استاد جدم طبع شد از رعد[1]	چہ دیوانے کہ شد رشک کلام میر و میرزا
بود در زبان اہل دہلی مصرع سالش	رسمی رعد شد مطبوع دیوان نصیر ما
	۱۳ ۱۴

[1] پروف کی تصحیح جناب رعد صاحب سے متعلق تھی۔

کتب خانہ
کلیہ عثمانیہ

تمام اہل مطابع کیلئے اعلان

یہ دیوان فصاحت بنیان ملک الشعرائے جہان دفتر ہندوستان رشک سودا و میر
مرحوم حضرت شاہ نصیر دہلوی حسب ضابطہ رجسٹری ہوچکا ہے۔
کوئی صاحب بلا اجازت مشتہر قصد طبع نفرمائیں بلکہ جسقدر نسخے مطلوب ہوں
بارسال قیمت معین یعنے بحساب فی نسخہ (عہ) یکروپیہ ہشت آنہ حالی مقام
ذیل سے طلب فرمائیں۔

(۱) مطبع رحمانی واقع بارہ دری نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہ
(۲) حافظ کمپنی واقع چھتہ بازار۔
(۳) دوکان حاجی ملا سجاد حسین و ملا جعفر حسین صاحب تاجران کاغذ روبرو جوہ
(۴) دوکان سید احمد صاحب برنجی واقع گلزار حوض۔
(۵) سید ستم علی صاحب تاجر کتب۔ دوکان واقع کمان سالار جنگ۔

المشتہر

سید ہدایت عباس
(ساکن محل ڈیوڑہی راجہ راؤ رنجھا حیدرآباد دکن)

۲۴۰

آخری درج شدہ تاریخ پر کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

13 DEC 1978

۱۰۳۹۴